

بقلم صوفیہ ایمان

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کار و فائز



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُرُ فتن

بقلم صوفیہ ایمان

(Complete Novel)

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

مجمع آہستہ آہستہ چھٹ رہا تھا۔ وائلن کو کندھے سے اتار کر اب وہ سر کو ہلکا سا خم دیتی لوگوں کا شکر یہ ادا کر رہی تھی۔ پاکستان کے مصروف ترین شہر میں سمندر کے کنارے موجود ہوٹل برائٹ کی بلند بالا عمارت سے منسلک وہ ایک پارک تھا۔ عمارت کی شان و شوکت کے عین مطابق وہ پارک بھی نمائش اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔ پارک چونکہ سمندر کے بالکل کنارے پر تھا۔ سو سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ اس میں کافی سارے ریسٹورنٹس اور کیفے قطار میں موجود تھے۔ ریسٹورنٹ کے سامنے اینٹوں کی خوبصورت راہداری تھی۔ جسکے کنارے سمندر ہونے کے باعث پوری راہداری کے کنارے چھوٹی چھوٹی دیواریں بنائی گئیں تھیں۔ بلاشبہ وہ سمندر کا نظارہ کرنے کے لیے خوبصورت اور بہترین جگہ تھی۔ چونکہ شام ابھی صبح سے اتری نہیں تھی سو بگلوں کے چھوٹے چھوٹے جھنڈے کچھ کچھ وقفے سے راہداری کے کنارے بنی دیواروں پر بیٹھتے اور پھر کسی شرارتی بچے یا منچلے کے قریب آنے یا پتھر مارنے پر اڑ کر چلے جاتے۔

لوگ متواتر آ جا رہے تھے۔ اپنے اپنے معمولات کے مطابق وقت نکال کر کچھ لوگ دن میں اور کچھ لوگ رات میں وہاں آنا پسند کرتے تھے۔

ایشبے اب اپنا وائلن، بیگ میں ڈالتی، واپسی کی تیاری کر رہی تھی۔ اسکی ڈیوٹی شام تک وائلن بجانے کی تھی۔ جس کے لیے اسے ہوٹل کی طرف سے سیلری ملتی تھی۔ اور پھر شام کے بعد اسکے ساتھی عاصم کی باری ہوتی جسے رات بھر پیا نو بجانا ہوتا تھا۔

بیگ پیک کر کے اب وہ دور راہداری میں عاصم کی تلاش میں دیکھ رہی تھی۔ وہ آج پھر لیٹ تھا۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ عاصم کے آنے سے پہلے پھر مجمع اکٹھا ہو جائے اور کوئی وائلن کی فرمائش کر دے۔ کیونکہ وہ پھر منع بھی نہیں کر سکتی تھی لیکن وہ یہ اور ٹائم فورڈ بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اسے اور ٹائم کی سیلری نہیں دی جاتی تھی۔ دوسرا گھر زیادہ دیر سے پہنچنے پر ابو کی سخت سست بھی سننی پڑتی تھی۔

چہرے پر عجلت کا تاثر لیے وہ ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہی تھی۔ لوگ پھر سے جمع ہونے لگے تھے۔

"عاصم کے بچے آج تو نہیں چھوڑوں گی تمہیں میں۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی

لوگوں کی جانب سے پھر فرمائش آنے لگی تھیں۔ جو اب ایشبے بس سر جھکا جھکا کر ایک مسکراہٹ انکی جانب اچھال رہی تھی۔ جس سے کندھوں سے انچ کے لمبے بال پھسل

پھسل کر شانوں سے آگے گر رہے تھے۔ پیروں کو چھوتی پھولدار فراک پر سکن بیگی سوٹر پہنے، گلے میں سکارف باندھ رکھا تھا۔ کھلے بھورے بال کمر پر پھیلے اسکارف پر گر رہے تھے۔

اچانک راہداری کی دوسری جانب سے مینی ماؤس کا کاسٹیوم پہنے ایک شخص مجھے کی طرف آیا۔ پیچھے پیچھے مکی ماؤس اور ڈونلڈ ڈک کے کاسٹیومیز پہنے دو اور لوگ آئے۔ مینی ماؤس نے پاس پڑے ڈیک پر ڈیسپیتو آن کیا اور پھر اگلے ہی پل ان تینوں کی ڈانس پر فامنس پر تمام لوگ انکی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

ایشبے نے سکون کا سانس لیا۔ ایشبے اور عاصم کی طرح ان تینوں کو بھی لوگوں کو تفریح کروانے کی سیلری دی جاتی تھی۔ اتنے میں ایک طرف سے دوڑتا عاصم اسکی طرف آرہا تھا۔ یونیورسٹی کے بعد یہاں آنے تک اس کے پاس دو گھنٹے ہوتے تھے لیکن نا جانے کیوں پھر بھی وہ لیٹ ہوتا تھا۔ ایشبے نے اسے دور سے ہی گھورا۔

"سوری، سوری، سوری ایشبے جی۔" وہ ایشبے کی ڈانٹ سننے سے پہلے ہی اپنی تان شروع کر چکا تھا۔ ساتھ ساتھ جلدی جلدی ہاتھ چلاتا اسٹینڈ پر پیانو سیٹ کرنے لگا۔

ایشبے کی عمر لگ بھگ پچیس سال تک تھی۔ جبکہ عاصم بیس سال کا تھا سو وہ اسے عزت

سے ایشبے جی بلاتا تھا۔

لوگوں کا دھیان ابھی تک ان تینوں کی پر فارمنس پر ہی مرکوز تھا سو عاصم آرام سے بیٹھ کر پانی پینے لگا۔

"ارے یہ کیا، یہ منی ماؤس میں کون ہے۔ آنسیہ نے تو کل ریزائن دے دیا تھا۔" وہ حیرانی سے بولا۔

"کیا۔" ایشبے اچانک بیگ بند کرتی ایک دم حیرت سے مڑی۔

"آنسیہ نے ریزائن کر دیا۔"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پورے اسٹاف میں آنسیہ، ایشبے کی واحد فی میل ساتھی تھی۔ باقی سب میل یا شی میل تھے۔

"لیکن کیوں؟" ایشبے کا منہ اتر گیا۔

"ارے آپکو تو پتہ ہی ہے ایشبے جی لوگوں کا، اب وہ سامنے ہی دیکھ لیں۔" عاصم نے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں کچھ لڑکے منی ماؤس کو چھیڑنے اور آوازیں کسنے میں مصروف تھے۔

"اب شاکی (ڈونلڈ ڈک میں موجود خواجہ سرا) اور حمزہ (مکی ماؤس میں موجود لڑکا) کو تو فرق نہیں پڑتا پر آنیسہ نے تنگ آکر یہ کام چھوڑ دیا۔" عاصم نے تفصیل بتائی۔ پھر باریک بینی سے منی ماؤس کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"پر مجھے تو یہ نئی بندی بھی لڑکی لگ رہی ہے۔ دیکھیں اسکی چال ڈھال زنانہ فیل ہو رہی ہے۔" عاصم نے اب ایشبے کی طرف دیکھتے ہوئے اسکی تائید چاہی۔

"ہاں شاید۔" ایشبے نے متفق سے انداز میں کہا۔ آنیسہ والی بات پر اسکا منہ ابھی تک اترا ہوا تھا۔

"اچھا میں جا رہی ہوں۔ تم اپنی پرفارمنس شروع کرو۔ وہ دیکھو لوگ اب ادھر ہی آرہے ہیں۔" ایشبے نے کہا اور بیگ اٹھا کر اسٹیج سے اتر کر رادھاری میں نکل آئی۔ اسٹیج سے اتر کر وہ چینجنگ روم میں آئی اور اپنے کینٹ سے اپنا ٹریچ کوٹ نکال کر پہننے لگی، سکارف کو ڈھیلا سا سر کے گرد لپیٹ لیا۔ یہ اسکی واپسی کی تیاری تھی۔

چینجنگ روم سے نکل کر ایک دوریسٹورنٹ چھوڑ کر وہ ایک کیفے کے سامنے رکی۔ کیفے کے باہر کی جانب بنے کاؤنٹر پر ایک کیپچینو کا آرڈر دے کر وہاں کاؤنٹر کے سامنے پڑے اونچے اونچے اسٹول میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔

عاصم اپنی پرفامنس شروع کر چکا تھا۔ اسی جانب دیکھتی اب وہ کیپچینو کا انتظار کرنے لگی تھی۔ کچھ بگلے راہداری میں پھرتے اسکے قدموں کے قریب میں پھر رہے تھے۔ وہ مگن سی انہیں دیکھ رہی تھی کہ جب اچانک کوئی دھڑام سے اسکے سامنے کے اسٹول پر آ بیٹھا۔ اسکے آس پاس پھرتے بگلے ایک دم سے اڑ گئے تھے۔ ایشبے نے حیرت سے سامنے دیکھا۔ وہ منی ماؤس کا کاسٹیوم تھا۔ جو کہ اب سر پر پہنا منی ماؤس کا سراٹھا کر ٹوپی کی طرح سر پر رکھ چکا تھا۔

وہ لڑکی تو نہیں لگ رہا تھا۔ ایشبے نے اسے حیرت سے دیکھا۔  
 "سر کیا لیں گے کافی، کیپچینو۔۔۔۔۔" کاؤنٹر بوائے کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی۔  
 "ارے کیا ہو گیا اتنی گرمی میں کافی، دکھ نہیں رہا کیسے پسینے میں بھگا ہوا ہوں۔" اس نے اپنے بھگیے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

"بندہ کوئی سلس یا اسمودی کے بارے میں پوچھتا ہے۔"

اور اسکی آواز بھی مردانہ تھی۔ ایشبے کو اور حیرت ہوئی۔

"سریہ کافی شاپ ہے، بھلا یہاں اسمودی یا سلس کہاں سے لاؤں۔" کاؤنٹر بوائے نے

ذرا خفگی سے کہا۔

"اوہ۔۔۔ اچھا اچھا۔ تم ایک کام کرو ٹھنڈا سا پانی کا گلاس لے آؤ۔ ویسے بھی کفایت شعاری سے کام لینا چاہیے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے بولا تھا۔

کاؤنٹر بوائے اثبات میں سر ہلاتا اندر چلا گیا۔ ایشبے کی کچھینو آچکی تھی۔ جسے اب وہ پیتی سامنے سمندر کا نظارہ کر رہی تھی۔

"ہیلو مائی نیم از آصل۔ نائس ٹومیٹ یو۔" دوسری جانب سے خود ہی بات کا آغاز کیا جا چکا تھا۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 ایشبے چونکی۔

"اوہ، یا۔ آئی ایم ایشبے، نائس ٹومیٹ یو ٹو۔" کہہ کر ایشبے نے ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی۔

آنسیہ کے لیے افسوس ہوا اسے جا ب چھوڑنی پڑی۔ "شاید وہ مزید بات کرنا چاہتا تھا۔" ہم مم۔۔۔ کیا کہہ سکتے ہیں۔ تفریح کی ہر چیز کھلونا ہی ہوتی ہے۔ تو بس پھر ہم بھی ان لوگوں کے لیے کھلونوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔" ایشبے اداسی سے مسکرائی۔

"سر آپکا پانی۔" آواز پر آصل چونکا اور پھر سر ہلاتا پانی پکڑ کر پینے لگا۔ ایشبے اب کاؤنٹر سے بریڈ کے ٹکڑے اٹھا کر بگلوں کو ڈالنے لگی۔ جس سے ایک دم کافی سارے بگلے ان کے گرد جمع ہو گئے۔

"شو، شو۔۔۔۔۔" ایشبے نے آصل کی آواز سنی تھی۔ وہ ٹانگیں زمین سے اٹھا کر بگلوں کو بھگا رہا تھا۔

"ارے یہ کیا کر رہے ہو۔" ایشبے کو حیرت ہوئی۔

"ارے بھی مجھے چڑیا سے بڑے ہر پرندے سے ڈر لگتا ہے۔" وہ جلدی سے بولا۔ اسکی آنکھیں۔۔۔۔۔ اف کس قدر معصومیت ٹپک رہی تھی۔

ایشبے کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"واقعی۔" ایشبے نے ہنستے ہنستے پوچھا۔

بگلے جا چکے تھے۔ سو آصل نے سکون سے ٹانگیں زمین پر لگائیں۔

"جی واقعی" وہ اسکے اس طرح ہنسنے پر تھوڑا خفا ہوا تھا۔

ایشبے کیپچینو کا خالی کپ کاؤنٹر پر رکھتی کھڑی ہوئی۔ بیگ پہنتی وہ جاہی رہی تھی کہ۔

"سی یوسون۔" پانی کا آدھا گلاس تھا مے وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

ایشبے نے اچنبے سے اسے دیکھا اور بس جو اب مسکرائی۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چل دی۔

"یار سلسش یا اسمودی نہیں تھی تو کم از کم پانی میں برف تو ڈال ہی سکتے تھے نا۔" منہ چڑا کر گلاس کاؤنٹر پر رکھتا وہ بھی جانے کو اٹھ کھڑا ہوا۔  
کاؤنٹر بوائے نے غصے سے اسے جاتے ہوئے گھورا۔

وہ ایک پوش علاقے میں موجود ایک درمیانہ سا گھر تھا۔ گھر کا سڑک کی طرف کھلتا دروازہ لمبائی میں بہت کم تھا۔ دروازے کے اوپر بنی شیڈ پر چھوٹے چھوٹے مگر گچھے کی شکل میں لگے کاغذی سے نارنجی اور سفید پھولوں کی بیل پھیلی ہوئی تھی۔

دروازے سے اندر جایا جائے تو چند قدم کا صحن عبور کر کے گھر کا لاؤنج جو لاؤنج کم اور برآمدہ زیادہ تھا۔ کیونکہ صحن کی طرف کھلتا لاؤنج کا دروازہ کیا وہاں تو دیوار ہی نہ تھی بس چھت سے فرش تک دو پیلر لگے تھے۔ جن پر بہت خوبصورتی سے پھولوں سے

لدی بیل چڑھائی گئی تھی۔ لوہے کی گرل لگادی گئیں تھیں جن پر فی الحال چکیں گری تھیں۔

برآمدے میں ایک طرف ٹی وی پڑا تھا جبکہ دوسری طرف ایک عدد میز جو کہ فرش سے تھوڑی اونچی تھی۔ میز کے اطراف میں پانچ کیشن نما گدیاں تھیں۔ یقیناً وہاں نیچے ان گدیوں پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا تھا۔

برآمدے میں دو کمروں کے دروازے کھلتے تھے اور تیسرا دروازے کچن کا تھا جہاں سے ابھی ابھی ایک درمیانی عمر کی عورت ایک بڑا سا باؤل لے کر نکلی جس میں تازہ تازہ گرما گرم کھانا تھا۔ باؤل کو میز کے وسط میں رکھا گیا۔ میز پر پلیٹس اور کچھ دوسری چیزیں پہلے سے ہی موجود تھیں۔

اگلے ہی پل کونے والے کمرے سے دو جڑواں دس سالہ بچے بھاگتے ہوئے آئے اور اب میز کی ایک طرف پڑی گدیوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے پیچھے پیچھے بالوں کو اونچی سی پونی ٹیل میں باندھتی وہ بھی کمرے سے باہر نکل آئی۔

وہ ادھیڑ عمر عورت ان تینوں کی والدہ تھیں۔ سب سے آخر میں کونے والے کمرے کے ساتھ والے کمرے سے ان بچوں کے ابا باہر نکلے۔ اپنی عینک لپیٹ کر کرتے کی

جیب میں ڈالتے وہ میز کی ایک طرف بیٹھ گئے۔

"ایشبے آج تم انکے اسکول گئی تھی۔" ابا نے دونوں بھائیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"جی گئی تھی۔ امی کو بھی لے کر گئی تھی۔" ایشبے پر سکون سے لہجے میں بولی۔

"کیا۔ میں نے منع بھی کیا تھا کہ اس بہری عورت کو نالے جایا کروان بچوں کے اسکول

"-

ابا کے ان سفاک جملوں پر ایشبے نے انہیں گھورا۔ ہمیشہ کی طرح ان پر ذرا برابر اثر نہ

ہوا۔ وہ ڈٹ کے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشبے نے امی کی طرف دیکھا۔ جس پر انہوں نے فوراً سر جھکا لیا۔ وہ سن نہیں سکتی تھیں

لیکن وہ سب سمجھتی تھیں۔ وہ جانتی تھی۔ پھر اس نے دوسری نظر دونوں بھائیوں پر

ڈالی۔ وہ دونوں بھی اپنی ماں کی طرف قوت سماعت سے محروم تھے۔ فی الحال وہ اپنے

آلہ سماعت اتارے ہوئے تھے۔ (جن سے انہیں تھوڑا بہت سن جاتا تھا) ورنہ ایشبے کی

طرح انکو بھی اپنے باپ کے الفاظ سن کر دکھ ہوتا۔

اس گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ پیسہ، راشن، کپڑے، کھانا سب وافر تھا۔ لیکن کمی

تھی تو احساس اور پیار کی۔ ایشبے نے ایک آخری ملامت بھری نظر اپنے کھانے پر ڈٹے  
باپ پر ڈالی۔ پھر سر جھٹکتی کھانا کھانے لگی۔

میک اپ روم تقریباً خالی ہی پڑا تھا۔ چونکہ ابھی تمام اسٹاف کے آنے کا ٹائم نہیں تھا  
۔ سو وہ خاموشی سے وہاں بیٹھی وائلن کے ساتھ پریکٹس کرنے میں مصروف تھی۔

"ہیلو۔" میک اپ روم کے انٹری ڈور سے کوئی آواز آئی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشبے کے ہاتھ رک گئے۔ اتنے میں منی ماؤس کا کاسٹیوم پہنے، منی ماؤس کا بڑا سا سر بغل  
میں دبائے، آصل اسکے پاس پڑی کر سی پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہائے۔" ایشبے نے جواباً ہم آواز میں کہا۔

آج وہ اسکا پورا چہرہ دیکھ سکتی تھی۔ اسکے بال سیاہ اور چمکدار تھے اور بڑی محنت سے  
جمائے گئے تھے گویا کسی اسٹائلسٹ نے سیٹ کیے ہوں۔ اسکی آنکھیں چھوٹی مگر بچوں  
سی معصومیت لیے ہوئے تھیں۔ اسکی عمر لگ بھگ کوئی اٹھائیس انیتس سال ہی ہوگی۔

"کیا مجھے بھی میک اپ کرنا چاہیے۔" وہ ایک سامنے پڑی میز پر ایک ایک چیز چیک کرتا ایک دم سے بولا۔

ایشبے اسکا جائزہ لے رہی تھی وہ بھانپ گیا تھا۔

ایشبے ایک دم بڑبڑائی۔

"آں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ نہیں نہیں تمہیں میک اپ کی ضرورت نہیں۔ تم تو سارا دن

اس میں ہوتے ہونا۔" ایشبے کا اشارہ منی ماؤس کے سر کی طرف تھا۔ جو وہ پاس پڑی

کر سی پر رکھ چکا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اے۔۔۔۔۔ ایش۔۔۔۔۔ ایش نام تھانا آپکا۔ سوری دراصل میں نام رکھنے کے معاملے میں

بہت بھلکڑ ہوں۔" وہ اپنی لے میں بول رہا تھا۔ لیکن وہاں دوسری طرف ایشبے کے

چہرے پر بہت سے سائے لہرائے تھے۔

"ایشبے۔" وہ مدھم سی آواز میں بولی۔ لہجے میں کچھ عجیب تھا۔ جیسے کوئی ڈر، کوئی

راز کھل جانے کا ڈر۔

"اوہ ہاں ایشبے۔ کیا میں آپکو صرف ایش کہہ لوں۔" ایشبے نے تھوک نکلا۔ آنکھوں میں

ڈھیروں اضطراب اتر آیا تھا۔

منی ماؤس کے چہرے پر لپ اسٹک لگاتے آصل نے ایک دم چہرہ اٹھا کر اسکا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھا۔

"اوہ سوری۔۔۔ شاید آپکو پسند نہیں۔۔۔ کوئی بات نہیں ایشبے، ایشبے ہی ٹھیک ہے۔" اب لپ اسٹک کا ڈھکن بند کر کے رکھتا وہ سر اٹھنے کے انداز میں منی ماؤس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"پرفیکٹ۔" NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ایشبے اب اپنا سامان سمیٹ رہی تھی۔ شاید وہ وہاں سے اٹھنے والی تھی۔

"ویسے آپکا نام۔"

(پھر میرا نام۔ اف یہ شخص میرے نام کے پیچھے ہی کیوں پڑ گیا ہے) ایشبے کو خوف آرہا تھا۔

"ویسے آپکے نام کا مطلب۔"

ایشبے نے کسی بجلی کی طرح مڑ کر آصل کو دیکھا تھا۔ اور ان ہی چند پل میں آصل کو ایشبے

کی آنکھوں سے خوف آیا تھا۔ اسکے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے اور ایشبے تقریباً وہاں سے بھاگتی ہوئی نکل گئی۔

"آووووہوہوہوہو۔" اصل نے جھر جھری لی۔ آخر کیا تھا ان آنکھوں میں۔ لیکن جو بھی تھا بہت عجیب تھا۔

گھر میں داخل ہوتے ہی وائلن بیگ ایک طرف رکھا اور سیدھی کچن میں پہنچ گئی۔۔۔ وہاں کھانا پکاتی اسکی امی حیرانی سے مڑیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اسے کھڑے کھڑے پورا گلاس ہڑپتا دیکھ رہیں تھیں۔۔۔ پھر نظر اسکے سفید ہوتے چہرے پر گئی۔۔۔

ایشبے نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔۔

"مام۔۔۔ فرار اتنا مشکل کیوں ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ لوگ کو میں نظر نا آؤں، یا پھر لوگ مجھ میں دلچسپی نہ لیں۔۔۔ میرے نام میں دلچسپی نہ لیں۔۔۔ میری ذات میں دلچسپی نہ لیں۔۔۔"

وہ سوالیہ نگاہوں سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ سمجھ گئیں تھیں، یقیناً آج پھر اسکا کسی نئے شخص سے ٹاکرا ہوا ہوگا۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں سے ایشبے، تمہیں صرف ایسا اس لیے لگتا ہے کیونکہ تم ڈرتی ہو کہ لوگ

تمہاری حقیقت نہ جان لیں۔" انہوں نے اشاروں سے کہا۔

"ہاں تو اسے کسی پاگل کتے نے کاٹا ہے جو یوں منہ اٹھائے سارا جہان گھومتی رہتی

ہے۔۔۔" وہ ابوتھے، ناجانے کہاں سے آٹپکے تھے۔۔۔

ایشبے کا دل سخت برا ہوا تھا۔ وہ کچن سے نکل گئی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ناجانے کیا کھا کر پیدا کیا تھا تو نے اسے۔۔۔ ہو نہ۔۔۔"

وہ کہتے پانی پی رہے تھے۔

اور امی۔۔۔ وہ آگے کبھی کچھ کہ سکی تھیں جو آج کہتیں۔

-----

"اور بھئی عاصم صاحب کیسے ہو۔" وہ آصل تھا جو ابھی ابھی یونی کے لیے بس کا انتظار

کرتے عاصم کے ساتھ آکر بیٹھا تھا۔

"ارے آصل بھائی آپ یہاں۔" کتاب میں سردیے عاصم چونکا۔

"کونسا سال ہے۔" آصل نے بیچ پرپر سکون سے انداز میں سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"تیسرا سال۔"

"ہم م م م۔۔۔۔ گڈ۔"

"اور آپ۔۔۔۔۔" عاصم نے سوالیہ نظروں سے آصل کو دیکھا۔

"میں۔۔۔ میں تو اپنا۔۔۔۔۔" زبان ایک دم دانتوں تلے دبی۔

"مطلب میں پڑھائی مکمل کوچکا ہوں۔ اور اب تمہارے سامنے ہی پارک میں کام کرتا

ہوں۔"

عاصم ایک دم ہنسنے لگا۔

"پارک میں۔۔ آپ بس پارک سے کھاتے ہیں۔ بس کریں اتنی سی کمائی سے کس کا

گزارا ہوتا ہے۔"

آصل نے خود کو فوراً سے پہلے کمپوز کیا۔

"کیوں تم لوگوں کا گزرا نہیں ہوتا۔" آصل نے اٹاسوال پوچھا۔

"میں تو پارک اپنا پیانو کا شوق پورا کرنے جاتا ہوں۔ اور پھر کچھ فضول خرچیوں کے لیے پیسے بھی مل جاتے ہیں۔" عاصم ہنستے ہوئے بولا۔

آصل نے بھنویں سیکڑتے ہوئے اسے دیکھا تھا گویا کہہ رہا ہو "حیرت ہے بھئی۔"

"اور باقی سب۔"

"باقی شاکی کا تو پتا ہی ہے آپکو۔ خواجہ سرا ان کاموں میں خوش رہتے ہیں۔ اور حمزہ بھائی۔۔۔۔۔ ہاں انکی امی بیمار ہے وہ اپنے ابو سے پیسے لینے کی بجائے یہاں سے تھوڑا بہت پورا کر لیتے ہیں۔"

"سہی۔" آصل نے اثبات میں سر ہلایا۔ ٹانگوں کو جھلاتا وہ سڑک پر گزرتی گاڑیاں دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے عاصم کی طرف دیکھا۔

"اور باقی۔۔۔"

"باقی اور کون۔" عاصم نے پوچھا۔

"وہ ہیں نا (اف وہ پھر نام بھول گیا تھا۔) وہ ہیں نا تمہاری ایش۔۔۔ ایش جی کیا نام تھا

انکا۔۔ وہ۔۔ "اصل کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ۔

"خبردار۔" عاصم نے ایک دم انگلی اٹھائی۔

"خبردار جو ایشبے جی کو ایش بولا۔ اور ایشبے جی کے سامنے تو بالکل بھی نہیں۔ ابھی تو میں

ہوں۔ شاکی ہوتا نا یہاں تو ایک مکا تو جڑ ہی چکا ہوتا آپکے چہرے پر، بہت عزت کرتا ہے

ایشبے جی کی۔ کوئی چیز انہیں دکھی کرے اس سے بالکل برداشت نہیں ہوتی۔"

اصل کا منہ ابھی تک کھلا تھا۔ عاصم کی بات ختم ہونے پر اس نے آنکھیں جھپکائیں اور

منہ بند کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایشبے ہاں ایشبے ہی کہنے والا تھا میں۔" وہ نا سمجھے انداز میں بولا۔

"پھر کچھ دیر کے لیے دوبارہ خاموشی چھا گئی۔ عاصم دوبارہ اپنی کتاب میں مگن ہو چکا تھا

۔ اصل نے پھر خاموشی توڑی۔

"امید ہے کہ تم میرے منہ پر ایک مکا جڑ نہیں دو گے اگر میں پوچھوں کہ ایشبے کو ایش

کہنا کیوں پسند نہیں۔" وہ ڈرا ہچکچاہٹ کے ساتھ بولا۔ عاصم نے واپس بک بند کی۔

"آف کورس میں نہیں ماروں گا۔"

"گڈ۔" آصل مسکرایا۔

"در اصل بات یہ ہے کہ۔" عاصم اب پوری طرح آصل کی طرف متوجہ تھا۔

"بات یہ ہے کہ ایشبے جی کو نام کی وجہ سے بہت کمپلیکسز ہیں۔"

"کمپلیکسز۔"

"جی در اصل انکے نام کا مطلب ہے ایش یعنی راکھ۔"

"ہاں ہاں یہ تو مجھے پتہ ہے کہ ایشبے کا مطلب راکھ ہوتا ہے۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" آصل نے حیرت سے پوچھا۔

عاصم نے آنکھیں سکیرٹتے ہوئے آصل کو گھورا۔

"پر ایشبے جی کو بہت فرق پڑتا ہے۔"

"اور وہ کیوں۔"

"لمبی کہانی ہے چھوڑیں۔" عاصم نے بات ختم کی۔

"تو کیا ہو امیرے پاس بہت وقت ہے تم سنا شروع کرو۔" آصل نے بیچ کی پشت

سے ٹیک لگاتے ہوئے آرام سے کہا۔

"لیکن میرے پاس وقت نہیں ہے میری بس آچکی ہے۔" عاصم نے سامنے کھڑی بس کی طرف اشارہ کیا پھر کتاب اور بیگ اٹھاتا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

"ابے اوبات تو سنو۔" آصل نے آواز لگائی۔

"جی اب کیا ہے۔" وہ عجلت میں تھا۔

"ایشبے سے ہماری آج کی باتوں کا ذکر مت کرنا اچھا۔"

"اچھا۔" کہہ کر عاصم بس میں چڑھ گیا۔

"شکل سے تو محلے کی باتیں ادھر ادھر کرنے والی ماسی لگتے ہو۔ پر خیر چھوڑو۔" منہ ہی

منہ میں بڑبڑاتا وہ وہاں سے اٹھ گیا۔

"ایشبے۔۔۔ ایشبے۔" وہ منہ ہی منہ میں دہرا رہا تھا۔

کم از کم دس بیس مرتبہ دہرانے پر شاید اسے نام یاد ہو ہی جاتا شاید۔

-----

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سامنے پڑے بیٹیج پر بیٹھا تھا۔ وہ پر سکون سی وائلن بجا رہی تھی لیکن کچھ پل بعد اسکی نگاہ سامنے بیٹیج پر چلی جاتی۔

منی ماؤس کے کاسٹیوم میں وہ آصل ہی تھا۔ بے شک اسکا چہرہ اڑھکا ہوا تھا لیکن ایشبے محسوس کر رہی تھی کہ وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کوئی اسے خاص توجہ دے تو اسے ایریٹیشن فیل ہوتی تھی۔

پندرہ منٹ بعد بمشکل پر فارمنس ختم کر کے وہ بیگ پہنتی اسٹیج سے اتری۔ عاصم آچکا تھا۔ وہ عجلت میں اسٹیج سے اترتی راہداری میں چلنے لگی۔ مباد کہ اب وہ اسکے پیچھے ہی نا آجائے۔

کافی شاپ کی بجائے وہ ایک شاپ سے اسمودی لے کر راہداری کے دوسرے طرف لگے بیٹیجوں کی طرف چل دی۔ چونکہ لوگ بیٹھنے سے زیادہ، چلنے پھرنے یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کو زیادہ پسند کرتے ہیں سو بیٹیجوں پر عموماً بگلے ہی پائے جاتے ہیں۔ وہ آخر کے ایک بیٹیج پر بیٹھ گئی۔ کچھ بگلے جو اسکے بیٹھنے پر اڑ آگئے تھے واپس اسکے قدموں میں بیٹھنے لگے۔

خود کو پرسکون کر کے اس نے اسمودی میں لگا سٹرالبوں سے لگایا۔ اور آہستہ آہستہ سب لینے لگی۔

ہوا کے جھونکوں سے اسکی اسکارف سے نکلتی لٹیں، گالوں پہ اٹھکلیاں کرنے لگیں۔ ایشبے نے منہ پر آتے بالوں کو ہاتھ سے اسکارف میں گھسیڑا۔ بس آنکھ جھپک کر کھولنے کی دیر تھی کہ

"ہائے ایش۔۔۔ بے۔" (آخر اسے نام یاد ہو ہی چکا تھا)۔

ایشبے نے ایک دم چہرہ موڑا۔

منی ماؤس کاسر بغل میں دبائے اب وہ اسکے برابر میں بیٹھ گیا۔ منی ماؤس کاسر اب انکے درمیان بیچ پر موجود تھا۔

"اوہ۔۔۔ ہائے۔" وہ گڑ بڑائی۔ پھر جھینپتے ہوئے اسمودی پینے لگی۔

دن کی روشنی میں وہ کچھ اور نکھر نکھر اسالگ رہا تھا۔ اسکا حلیہ حمزہ یا عاصم کی طرح عام سا تھا۔ ایشبے نے نوٹ کیا تھا۔

پینے سے بھگیے بالوں کو ہاتھ سے جھاڑتا وہ بھی اب سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔

"آپ وانگن کافی اچھا بجاتی ہیں۔"۔ شاید وہ تعریف کرنا چاہ رہا تھا۔

"تھینکس۔"

لہجہ وہی خاموش اور سرد۔

"عاصم سے کافی دوستی ہے آپکی رائٹ۔۔۔۔۔ نہیں میں تو بس یوں ہی کہ رہا تھا۔"

"ہم سب یہاں ایک فیملی کی طرح رہتے ہیں۔"

"اوہ دیٹس گریٹ، پھر تو میں بھی اس فیملی کا حصہ ہوا۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Affairs | Poems | Gossips | Interviews | Reviews | Columns | Cartoons | Children's | Health | Education | Sports | Entertainment | Business | Technology | Environment | Travel | History | Science | Religion | Culture | Art | Music | Film | TV | Radio | Books | Comics | Games | Puzzles | Quizzes | News | Current Affairs | International | Local | Sports | Entertainment | Business | Technology | Environment | Travel | History | Science | Religion | Culture | Art | Music | Film | TV | Radio | Books | Comics | Games | Puzzles | Quizzes | News | Current Affairs | International | Local

آصل نے ہاتھ ہائی فائی کے انداز میں ہوا میں لہرایا۔

ایشبے بس گوگوسی اسے دیکھے گئی۔

وہ حیران تھی۔

جوابی ہائی فائی نہ آنے پر آصل نے خود ہی اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا، اور ہاتھ نیچے کر لیا۔

"خیر ہے۔۔۔" وہ دل ہی دل میں بولا تھا۔

دونوں کے درمیان پھر خاموشی کی ایک دیوار حائل ہو چکی تھی۔ ایشبے خود سے کبھی

بات کا آغاز نہیں کرے گی یہ تو ثابت تھا۔

"کیا آپ کو راکھ کی قسمت کا پتا ہے۔"

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا نظریں ابھی تک سامنے سمندر پر مرکوز تھیں۔ لیکن ایشبے نے اس بات پر جھرجھری لی تھی۔ (آخر یہ شخص آجا کے میرے نام کے پیچھے کیوں پڑ جاتا ہے۔)

اس نے جھنجھلاہٹ سے سوچا تھا۔ پھر آصل کی طرف دیکھا اور ایک گہرا سانس لیا۔  
"مجھے صرف راکھ کی حیثیت کا پتا ہے۔۔۔۔ اور وہ یہ کہ راکھ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔"

اسمودی میں اسٹراگھماتی وہ ادا سی سے بول۔

آصل نے ایک جھٹکے سے چہرہ ایشبے کی جانب موڑا، اچھنبے سے اسے دیکھا پھر ہنسی کا فوارا چھوٹا۔

ایشبے کی حیرت اس سے بھی زیادہ تھی۔

"سوری فار دیٹ۔" آصل نے اپنی ہنسی قابو کی۔

لیکن کسی نے آپکو بلکل غلط انفارمیشن دی ہے۔"

اصل پر ایک خفاسی نظر ڈال کر ایشبے نے چہرہ موڑ لیا۔

"میں تو آپ سے راکھ کی قسمت پوچھ رہا تھا۔"

"میرا ناچ لچ تو خراب ہے، یہ بھی تم خود ہی بتا دو۔"

"ویل۔۔۔ کیا آپ نے کبھی آگ سے کسی چیز کو فرار ہوتے دیکھا ہے۔"

آگ، راکھ۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poems|E-books  
ایشبے کو یہ باتیں تکلیف دیتی تھیں۔

"بھلا آگ سے کسے فرار ہے۔" لہجے میں پھر وہی ادا سی چھاگئی تھی۔

اصل نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

"لیکن میں نے ایشنز کو آگ سے فرار ہوتے دیکھا ہے۔" وہ پر سکون سے لہجے میں بولا

تھا۔

"مطلب؟" ایشبے نے نا سمجھی کے انداز میں اسے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ ایشنر کی قسمت میں اسکیپ لکھا ہے۔"

ایشبے کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔ "لیکن جس آگ میں میں جل رہی ہوں اس سے فرار ا

تنا آسان نہیں۔ الفاظ کی قید سے فرار بہت مشکل کام ہے۔"

کہتے کہتے وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔

"آئی ایم سوری بٹ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔"

عجلت میں کہتی وہ وہاں سے چل دی۔ تیز تیز قدم اٹھاتی وہ کافی دور نکل چکی تو اسکے قدم

سست پڑنے لگے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھکے اور شکست خوردہ سے۔۔

وہ بہت پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔ وہ ایک نارمل انسان کی طرح کبھی جی نہیں

سکتی تھی۔

فرار ہونے کے لیے راکھ ہونا پڑتا ہے اور راکھ ہونے کے لیے جلنا پڑتا ہے۔ اور اس جلنے

کی تکلیف اس سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا۔

-----

"ارے اصل بھائی۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

وہ جو یونی کی بس کے انتظار میں بس اسٹینڈ تک آیا تھا وہاں پہلے سے موجود اصل کو دیکھ کر ٹھٹکا۔

اصل جو شاید گود میں پڑے اسکیچنگ پیڈ پر اسکیچنگ میں مصروف تھا۔ اب اسکیچنگ پیڈ بند کر کے ایک طرف رکھتا عاصم کی طرف متوجہ ہوا۔

"اچھا ہوا تم جلدی آگئے۔ چلو اب اپنے کل والے وعدے کے مطابق مجھے ساری کہانی سناؤ۔۔۔۔۔"

وہ ہاتھ باندھ کر سیٹ سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ عاصم منہ بناتا پاس بیٹھ گیا۔

"میں نے تو کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔"

"ارے بھئی اگر کوئی بات اگلے دن پر چھوڑی جائے تو وہ خود بخود وعدہ ہو جاتا ہے۔"

یہ اصل کی فلاسفی تھی۔

"سنا تو میں دوں پر ایشبے جی کو پسند نہیں کہ کوئی ان کے بارے میں ڈسکس کرے یا ان



گئیں۔ پردہ مکمل سرک چکا تھا۔ پورے ہال میں ابتدائی تالیاں بجائی جا رہی تھیں۔  
اسٹیج پر ایک دم سے اسپاٹ لائٹ جل اٹھی جو کہ اسٹیج کے عین درمیان میں کھڑی اس  
چودہ سالہ لڑکی پر گر رہی تھی۔

بچی نے سر اٹھایا۔ پورا ہال کھپا کھپچ بھرا تھا۔ بچی نے اسکن کلر کی گھٹنوں تک آتی فرائیڈ  
پہن رکھی تھی۔ ایک ہاتھ سے کندھے پر وائلن سیٹ کر رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ میں  
پکڑی وائلن اسٹک۔ اب وائلن کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہاں اسٹیج کے پیچھے کھڑی اس  
کی وائلن ٹیچر بڑی امید سے اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔

۱۱ کنفیوز نہیں ہونا وہ اسے اشاروں سے بتا رہی تھیں۔ بچی نے اثبات میں سر ہلایا پھر پر  
جوش سی سامنے موجود لوگوں کو دیکھا۔

ایک، دو،۔۔۔، اور تین۔۔۔۔

ساز چھڑ چکا تھا وائلن کے سٹرنگر سے ٹکراتی وائلن سٹک پورے ہال میں عجیب طلسماتی  
سے ساز پھیلا رہی تھی۔

اسکے چہرے پر مدہم سی مسکراہٹ تھی۔

"ارے ایشبے یہ تم وانلن کب سے بجانے لگی۔"

وہ بہت پر جوش سی انویٹیشن کارڈ لے کر اپنے ابو کے پاس آئی تھی۔

"ابو میں بہت ایکسپرٹ ہوں وانلن میں۔"

بچی نے کسی امید سے کہا تھا کچھ جتنا چاہا تھا۔

لیکن اسکا لہجہ بہت کمزور تھا۔ پھر اس نے اپنے باپ کو ہنستے دیکھا۔ قہقہے مار کر ہنستے۔

"تم اور ایکسپرٹ۔۔۔ ہو نہہ کتنی بار بتانا پڑے گا تم کچھ نہیں کر سکتی۔ کبھی خود کو

دیکھا ہے تم نے۔ راکھ ہونے اور راکھ کرنے کے علاوہ کیا کر سکتی ہو تم۔"

ہال میں بکھرے ساز ایک دم گڑ بڑانے لگے تھے۔ اسٹیج کے پیچھے کھڑی اسکی ٹیچر ایک دم گڑ بڑا گئیں۔

"اوہ نو۔۔ ایشبے فوکس، فوکس، وانلن پر فوکس کرو پلیز۔"

"راکھ کی حیثیت کیا ہوتی ہے جانتی ہو؟"

بچی نے ایک دم آنکھیں بھیج لیں۔ آنسو پوری آنکھوں میں پھیل گئے تھے۔ لیکن

سختی سے بھنجی گئی آنکھوں سے باہر نہیں نکلے تھے۔

ایک قہقہہ بلکہ کئی قہقہے بلند ہوئے تھے۔

"راکھ کی کوئی حیثیت ہی تو نہیں ہوتی۔ ایش ڈیر۔"

بچی نے ایک دم سے آنکھیں کھول دیں۔

ساز تھما تھا۔

آخر کو اسے راکھ ہی تو ہونا تھا۔ اسکا دل و دماغ ایک دم خاموش ہو گیا۔

دائیں آنکھ سے ایک آنسو لڑھکا۔

"اوہ نو۔۔۔" پیچر نفی میں سر ہلاتی اسٹیج کی طرف بھاگی تھیں۔

آنسو اسکی گال سے مس ہوتا نیچے کی طرف بہہ رہا تھا۔ پھر دو سر اٹیسرا۔۔۔۔ اور ایک

تسلسل قائم ہو چکا تھا۔

وائٹن اور اسٹک اسکے ہاتھ سے گر چکے تھے۔ اکھڑتی سانسوں کی وجہ سے اسکی آنکھیں

بند ہو رہی تھیں۔

پورے قد کے ساتھ اسٹیج پر گرتے اسے وہاں ہال سے اٹھتی کئی آوازیں سنائی دی تھیں

-

اسٹیج پر گری بند ہوتی آنکھوں سے آخری دفعہ اس نے سامنے کی نشستوں میں بیٹھے اپنے باپ کو ضرور دیکھا تھا۔

وہاں ایک بھرپور استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔ "راکھ ہونے اور راکھ کرنے کے علاوہ کیا کر سکتی ہو تم"۔ کہا تھا نامیں نے۔

لیکن کوئی یوں ایمو شنل ہونے کی وجہ سے بے ہوش تو نہیں ہو جاتا یا یوں سانس نہیں تو اکھڑنے نہیں لگ جاتیں۔ "اصل نے عاصم کو بیچ میں ٹوکا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
عاصم نے حیرت سے اصل کو دیکھا۔ پھر ایک دم کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

"در اصل۔۔۔۔۔"

"کیا تمہیں میری شکل پر بیوقوف لکھا دیکھائی دیتا ہے۔ ہاں بولو۔۔" وہ پارک کا مینیجر تھا جو اس وقت ایشبے پر برس رہا تھا۔

ہر کسی کی طرح ایشبے کی بھی پچھلے دو ماہ سے سیلری نہیں دی گئی تھی۔ آج وہ بہت ہمت

کر کے مینیجر سے بات کرنے آئی تھی۔ لیکن وہ تو شاید پہلے ہی جلا بھنا بیٹھا تھا۔  
 وجہ کچھ یہ بھی تھی کہ پارک میں آنے والے کچھ امیر زادوں نے ایشبے کو، انکے گھر  
 آکر وائلن بجانے کا کہا تھا اور ایشبے کے منع کرنے پر وہاں کے مینیجر اور اسٹاف کے  
 خلاف کوئی ہزاروں شکایتیں اوپر تک پہنچادی گئی تھیں۔ اور اس بات کی سزا کے طور پر  
 مینیجر پورے اسٹاف کی سیلری روکے بیٹھا تھا۔

"یہاں ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ میں حق پر ہوں اور آپ ناجائز میری، بلکہ سب کی  
 سیلری روکے ہوئے ہیں۔"  
 ایشبے بہت ضبط سے بول رہی تھی۔

"اوہ بی بی یہاں تم لوگوں کو تفریح کروانے آتی ہونا کہ ناراض کرنے، اور سیلری بھی  
 تمہیں تفریح کروانے کی ہی دی جاتی ہے۔"

ایشبے کو غصہ کم اور افسوس زیادہ تھا۔ اس نے ایک نظر خود پر ڈالی، پھر آنکھیں  
 جھپکائیں، دھندلاتا منظر بمشکل صاف ہوا تھا۔

اسکے پاس واقعی اپنے حق میں کہنے کو الفاظ نہیں بچے تھے۔

"اب کھڑی کیا ہو جاؤ یہاں سے، پہلے ہی بہت دماغ خراب ہو چکا ہے میرا۔"

مینینجر بھڑکا تھا۔

ایشبے نے ایک ملامت بھری نظر مینینجر پر ڈالی اور وہاں سے نکل آئی۔

آفس سے نکلنے پر اسے احساس ہوا کہ کوئی باہر کھڑا تھا۔ شاید کوئی انکی باتیں سن رہا تھا۔ پر

ایشبے میں ٹہرنے کی ہمت بالکل نہیں تھی وہ آفس سے کچھ دور نکل گئی تو دروازے کے

پیچھے چھپا، منی ماؤس کا کاسٹیوم پہنے وہ شخص باہر آیا۔

وہ اصل ہی تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا وہ رور ہی تھی؟"

اصل نے خود سے سوال کیا، پھر اگلے ہی پل۔

"اوہ نو۔۔۔ اگر وہ روپڑی تو۔۔۔"

"لیکن کوئی ایمو شنل ہونے کی وجہ سے یوں بے ہوش تو نہیں ہو جاتا، یا سانسیں تو نہیں

اکھڑنے لگ جاتیں؟"

اصل نے عاصم کو بیچ میں ٹوکا۔

عاصم نے حیرت سے اصل کو دیکھا۔ پھر ایک دم کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

"در اصل۔۔۔۔۔ ایشبے جی کو اپنے آنسوؤں سے آ لرجی ہے۔ اگر غلطی سے انکے آنسو

نکل آئیں، تو انکا سانس اکھڑنے لگتا ہے اور پورے جسم پر لرجی ہو جاتی ہے۔

عاصم ادا سی سے بولا۔

اور اصل حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔



"ایشبے۔۔۔۔۔ ایشبے۔۔۔۔۔ لسن۔۔۔۔۔"

اصل آوازیں دیتا اس کے پیچھے بھاگا۔

"اوہ نو۔۔۔۔۔ اگر وہ رو پڑی تو۔۔۔۔۔"

وہ تیز تیز قدم چلتی کافی دور نکل چکی تھی۔ لیکن آصل تقریباً بھاگتے ہوئے اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔

اس نے قریب پہنچ کر ایشبے کو کہنی سے پکڑ کر کھینچا۔ وہ تقریباً گرتے گرتے دو قدم پیچھے کو آگئی۔ آصل نے فوراً اسکی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔

ایشبے جہاں تھی وہیں فریز ہو گئی۔

"اوہ پلیز۔۔۔۔۔ پلیز رونا مت پلیز۔"

وہ اس کی آنکھوں پر دباؤ ڈالے بولے جارہا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشبے جو ایک دم چونکی تھی اب کھنچے اعصاب ڈھیلے چھوڑتی کھڑی ہو گئی۔

آنکھوں پر دباؤ ڈالنے کی وجہ سے ایک ایک آنسو نکل کر آصل کی انگلیوں پر لگ گئے۔

دھیرے سے اسکی آنکھوں سے ہاتھ اٹھاتا، آصل اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔

پھر جیب سے ٹشو نکال کر ایشبے کی پلکوں پر لگے ننھے ننھے قطرے بھی صاف کر

دیئے۔۔۔۔۔

"تھینکس تم رو نہیں پڑیں۔"

وہ لمحوں میں آپ سے تم پر آگیا تھا۔

ایشبے جو ابھی تک گنگ کھڑی تھی اس کے چہرے کے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑنے لگے۔

ایشبے نے خاموشی سے اس کے بغیر سر کے کاسٹیوم کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اگلے پل

انگلی سے سڑک کے اطراف میں کھڑے لوگوں کی طرف اشارہ کیا۔

"اوترے کی۔۔۔۔" وہ اپنا سر تو وہیں چھوڑ آیا تھا۔ اور پارک میں اسے ایزاے

کارٹون کریکٹریوں بغیر سر کے گھومنے کی اجازت نہیں تھی۔

بس پھر کیا تھا۔ اس نے ٹشو ایشبے کے ہاتھ میں دیا اور واپس دوڑ لگادی۔

پھر اگلے ہی پل واپس لوٹا اور ایشبے کے ہاتھوں سے ٹشو جھپٹا۔

"ارے اس پر تمہارے آنسو ہی تو لگے ہیں۔ چھوڑو اس سے تمہیں الرجی ہو سکتی ہے۔"

کہہ کر وہ واپس بھاگ گیا۔

ایشبے بس خالی ہاتھ کھڑی دیکھتی ہی رہ گئی۔ پھر سر جھٹکتی اپنی راہ چل دی۔

"ہو۔۔۔۔ وہ یہ جان ہی گیا۔ خیر ہے وہ بس اتنا ہی تو جانا ہے۔ یہ تو سب کو ہی پتا

ہے۔"

اور بہت جلد اس کا یہ خیال بھی غلط ثابت ہونے والا تھا۔

"ہر دو سو چوہتر ملین میں سے ایک شخص۔۔۔۔۔ ہم م م م م"

کافی کاسپ لیتا وہ لیپ ٹاپ کی اسکرین پر کچھ کھوج رہا تھا۔ اسکرین پر آنسو سے الرجک ہونے کے بارے میں بہت سے آرٹیکلز کھلے پڑے تھے۔

وہ ایک وسیع بیسمنٹ تھی۔ بیسمنٹ کی چھت سے بیش قیمت فانوس لٹک رہا تھا۔ اطراف میں کئی کمروں کے دروازے کھلتے تھے۔ اس کا کمرہ اوپر تھا لیکن اس طرح کے کام وہ عموماً بیسمنٹ میں ہی کرتا تھا۔

کپ میز پر رکھ کر اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔ اب اس کی نظریں سامنے لگی پینٹنگ پر مرکوز تھیں جو اس نے خود بنائی تھی۔ وہاں بیسمنٹ میں لگی بیشتر پینٹنگز اس کے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہی تھیں۔

لیکن سامنے لگی وہ پینٹنگ اس کے دل سے کچھ خاص قریب تھی۔

"سر!"

ملازم کی آواز پر اصل کار تکاز ٹوٹا۔

اس نے ملازم کی طرف دیکھا اور بھنویں اچکائیں گویا "ہاں اب کیا ہے۔"

"سر میڈم کہہ رہی ہیں ہے کہ آپ فوراً سے پہلے ان کی بات سنیں اوپر آکر۔"

ملازم کہہ کر جواب کا منتظر تھا۔

"آہاں۔۔۔۔۔ تم جاؤ میں آ رہا ہوں۔"

اس نے سخت بے زاری سے لیپ ٹاپ کی لڈ گرائی اور وہاں سے اٹھ گیا۔

پچھلے دو دن سے کچھ زیادہ ہی غیر ذمہ دارانہ حرکتیں کرنے پر مام کی طرف سے سخت

سست سن کر اب وہ اپنے کمرے میں آچکا تھا۔

مام کی باتیں تو وہ وہاں مام کے کمرے میں ہی چھوڑ آیا تھا۔

کمرے میں آتے ہی وہ سیدھا چت بیڈ پر لیٹ گیا۔ ذہن میں بہت سی سوچیں تھیں

۔ سوچتے سوچتے اب وہ اپنے ہاتھوں سے کھیلنے لگا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی درمیانی انگلی کو

دیکھا۔

"ملک۔"

ایک دم سے سب تھم گیا۔

"واٹ۔"

وہ بس اتنا ہی کہ سکا۔

-----

ایشبے مطمئن سی وائلن بجا رہی تھی۔ سامنے کا بیچ خالی تھا۔ شکر ہے آج آصل وہاں آس پاس کہیں نہیں تھا۔

پرفارمنس ختم کر کے اب ایشبے سب سے داد وصول کرتی وائلن بیگ میں ڈالتی اسٹیج سے اترنے لگی۔

پھر اگلے ہی پل ٹھٹھکی۔

منی ماؤس کا سر بغل میں دبائے وہ اسکے سامنے کھڑا سے ہی دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

ایشبے کچھ کہے بنا راہداری میں چلنے لگی۔

آصل تقریباً بھاگتا ہوا اسکے برابر میں آیا پھر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

"امید ہے تم گھر جا کر روئی نہیں ہوگی۔"

"اگر میں روئی ہوتی تو آج یہاں نہ ہوتی۔" لہجے میں ہمیشہ کی طرح اجنبیت تھی۔

"اوہاں ٹھیک کہا۔" آصل جھپٹتے ہوئے بولا۔

اگلے چند لمحے پھر خاموشی کی نذر ہو گئے۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry

آصل نے ہنکارا بھرا۔

"ایک بات بتاؤ ایشبے، تم اپنی زندگی کے سارے راز کس سے شیئر کرتی ہو۔"

"وائٹن سے۔" جھٹ جواب آیا۔

آصل نے ایک ترچھی نگاہ ایشبے پر ڈالی اور دوسری اسکے وائٹن بیگ پر، پھر ہنسا۔

"میں کسی انسان کی بات کر رہا ہوں۔"

ایشبے نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"ہم پابند تو نہیں ہیں کہ ہم اپنے سب راز کسی انسان سے شیئر کریں۔" وہ اپنی بات سے پیچھے ہٹنے والی نہیں تھی۔ آصل کو اندازہ ہو چکا تھا۔

"او کے مان لیا۔۔۔۔۔ لیکن اگر کسی شخص کو آپ کے راز معلوم ہو جائیں تو۔"

ایشبے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا پھر نگاہیں سیدھی کیں۔

"شاید تم آنسوؤں سے الرجک ہونے کی بات کر رہے ہو۔ وہ کوئی راز تو نہیں۔ وہ تو یہاں سب جانتے ہیں۔"

پھر آصل بھی اسے دیکھ کر بڑی مسٹری سے مسکرایا تھا۔ پھر سامنے سیدھ میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"پتا ہے پر سوں میری انگلی پر چھری لگ گئی تھی۔ سید کاٹتے ہوئے۔"

"اوہ افسوس ہو اسن کر۔" ایشبے نے آہستگی سے کہا۔

"دیکھو یہاں پر۔" اب آصل نے اپنے سیدھے ہاتھ کی درمیانی انگلی ایشبے کے بالکل سامنے کر دی۔

چلتے چلتے ایشبے رکی۔

"اوہ۔۔۔ اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

لیکن پھر اگلے ہی پل وہ بھنویں سیکڑتے ہوئے بولی۔

"لیکن یہاں تو کٹ کا کوئی نشان نہیں۔"

آصل بہت توجہ سے اسکے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"وہی تو۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ ایک دن مین کٹ کا نشان کہاں گیا۔" آصل

نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ دونوں دوبارہ چلنے لگے۔

ایشبے کچھ الجھی ہوئی اینٹوں کے فرش کو دیکھ رہی تھی۔

"پتا ہے کل میں نے اسی انگلی سے تمہارے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔۔۔"

۔۔۔۔۔ (فریز) لمحے ٹھہر گئے تھے۔

وہاں راہداری میں پھرتے بگلے ایک ساتھ وہاں سے اڑ گئے۔

ایشبے جہاں تھی وہی کھڑی رہ گئی۔

بگلوں کے اڑنے سے بہت شور ہوا تھا۔ پھر اگلے ہی پل بلا کا سناٹا تھا۔

ایشبے نے گھبراتے ہوئے آصل کی طرف دیکھا۔

“Your tears are healer ,am I right ashby.”

لیکن وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ بلکہ سامنے راہداری میں واپس بیٹھتے بگلوں کو

تک رہا تھا۔

ایشبے نے سر جھکا لیا۔ پھر تھکے سے انداز میں سر کو جنبش دی۔

”کیا میں وہ پہلا شخص ہوں جو یہ بات جانتا ہے۔“ آصل نے پوچھا۔

اگلے کچھ لمحے خاموشی رہی۔۔۔۔۔

وہ مدہم سے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

”آج تک کسی نے میرے آنسو صاف نہیں کیے۔“

اب کی آصل نے چہرہ موڑ کر اسکی جانب دیکھا۔ وہ خشک آنکھوں سے راہداری کی

اینٹیں گنتی جا رہی تھی۔

لمحے واپس اپنی رفتار سے گزرنے لگے تھے۔

اطراف میں پھرتے سبھی بگلے، ان دونوں کے درمیان موجود اس راز کے گواہ بن چکے تھے۔ بلاشبہ قدرت بھی یہی چاہتی تھی کہ وہی اسکا پہلا اور آخری ہم راز ہو۔

رات اتر چکی تھی۔ آصل میک اپ روم میں موبائل کی اسکرین پر انگلیاں چلاتا لا پرواہی سے بیٹھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچانک اسکرین پر مام کے نام سے میسج وصول ہوا۔ آصل نے میسج آن کیا۔

"آصل تمہارے پاس صرف ایک مہینہ بچا ہے سمجھے تم۔ اسکے بعد میں تمہاری ایک نہیں سنوں گی"

آصل کے ماتھے پر ایک دم بل نمودار ہوئے تھے۔

اس نے جوابی ایس ایم ایس ٹائپ کیا۔

"مام کیا آپ مجھے دن میں دس بار یہ بات ریما سنڈ کروانا بند کر سکتی ہیں۔ بھئی ابھی پورا

مہینہ پڑا ہے۔"

ساتھ ناراضگی بھرے دو ایمو چیز بھیجے گئے تھے۔

مام کی جانب سے قمقمے مارتے ایمو چیز وصول ہوئے۔ پھر ایک میسج ریسو ہوا۔

"وہ دن بھی آئے گا جب میں کہوں گی کہ آصل ایک گھنٹہ رہ گیا ہے۔ اور تم نے اپنا کام

ایک پرسنٹ بھی پورا نہیں کیا ہوگا۔"

آصل نے جواب دینے کی بجائے بس اسکرین کو ہی گھورا تھا۔

اچانک حمزہ میک اپ روم میں داخل ہوا۔

"یہ آصل۔"

آصل نے فوراً سراٹھایا اور فون آف کیا۔

"آں۔۔۔ ہاں ہاں کیا ہوا؟"

"ایک بات بتاؤ تم یہاں لوگوں کو تفریح کروانے آتے ہو یا خود تفریح کرنے۔"

حمزہ کا اشارہ اسکے اطراف میں پڑے پیزا کے ڈبے اور کولڈ ڈرنکس کی طرف تھا۔

"ہاں تو بھوک لگے تو کھاؤں گا بھی نہیں۔" آصل نے خفگی سے کہا پھر ڈبے سمیت کر  
ایک طرف رکھنے لگا۔

"اب کھڑے کیا ہو جاؤ بھئی میں آ رہا ہوں۔" آصل نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"جلدی ذرا۔" حمزہ نے بھی غصے سے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔

آصل نے پیچھے سے اسے گھورا تھا۔ پھر ڈبے واپس فرش پر پھینکتا کر سی پر بیٹھ گیا۔

"جلدی ذرا۔" منہ ٹیڑھا کر کے حمزہ کی نکل اتاری گئی۔

آصل نے پاؤں میں پڑا منی ماوس کا سر اٹھایا اور گود میں رکھا اور جیب سے لپ اسٹک  
نکال کر اسکی لپ اسٹک ڈارک کرنے لگا۔

"پرفیکٹ۔" ڈھکن بند کرتے ہوئے آصل نے ایک نظر اس ڈالتے ہوئے کہا پھر لپ

اسٹک جیب میں رکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔

ہال خشک کر کے اس نے تو لیا اپنے کمرے کے دروازے کے قریب لگے اسٹینڈ پر

لٹکایا۔ اور اپنا کندھا سہلاتی آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ اس نے آئینے میں اپنا عکس

دیکھا۔ کیلے بال لٹوں کی شکل پر گردن پر گرے ہوئے تھے۔ چہرہ دھلنے کے بعد کھلا کھلا  
 سا محسوس ہو رہا تھا۔ نظریں اپنی ہی آنکھوں کے عکس پر جاٹھریں۔

وہ کس قدر خشک تھیں۔ ایشبے نے چہرہ جھکا لیا۔

کتنی عجیب ہے وہ، وہ آنسو جو دوسروں کے لیے مرہم ثابت ہوتے ہیں۔ اسکے خود کے  
 لیے کس قدر اذیت دہ تھے۔

وہ واقعی بہت عجیب ہے۔

فون رنگ پر سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تھا۔ اس نے جھٹ سے فون اٹھایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مس المیدہ کا فون تھا۔ اسکی وائلن ٹیچر جن سے کبھی اس نے وائلن سیکھا تھا۔ فون کان  
 سے لگاتے ہوئے اس نے ایک نظر سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے کارڈ پر ڈالی۔ یقیناً اب  
 وہ اسی کے بارے میں استفسار کرنے والی تھیں۔

"ہیلو ایشبے۔۔۔" ہمیشہ جیسی ملائم آواز فون سے ابھری تھی۔

ایشبے مسکرائی۔

"جی میم المیدہ میں سن رہی ہوں۔ کیسی ہیں آپ۔" کہتے کہتے وہ اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"میں اچھی ہوں اور بہت اچھی ہو جاؤں گی۔ اگر تم اس آڈیشن کی حامی بھر لو۔"

ایشبے کی مسکراہٹ ایک دم سمٹ گئی۔

"میں نے ابھی اس بارے میں کچھ سوچا نہیں۔" ایشبے نے بمشکل ہنستے ہوئے کہا۔

کارڈ اسکے ہاتھ میں تھا۔

وہ انٹرنیشنل اسٹریٹنگز کمپنیشن کے لیے آڈیشنز تھے۔ ایشبے نے آڈیشنز کی لاسٹ ڈیٹ

پر نرمی سے انگلی پھیری۔



"جی۔۔۔ جی میں سن رہی ہوں میم۔"

"کیا تمہارے باپ نے منع کیا ہے۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں مجھے کسی نے منع نہیں کیا اور ابو کو میری ایکٹیویٹیز سے کوئی خاص فرق

نہیں پڑتا۔" وہ بات کرتے کرتے بمشکل ہنس رہی تھی۔

"گڈ۔۔۔ تو پھر آخر مسئلہ کیا ہے۔۔۔۔۔ تم اتنی اچھا موقع کیسے ہاتھ سے جانے دے

سکتی ہو۔" وہ ابھی تک نرمی سے اسے سمجھا رہی تھیں۔

"اچھا تم ایک کام کرو کل کچھ وقت نکال کر مجھ سے ملو۔ ادھر اکیڈمی (میم المیدہ کی وائلن اکیڈمی) میں ہی آجانا۔" وہ جانتی تھیں کہ وہ اسے فون پر قائل نہیں کر سکتیں۔

"اوکے میں آجاؤں گی۔" ایشبے نے بھی بے دلی سے حامی بھر لی تھی۔

فون آف کرتے ہی کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ سامنے امی موجود تھیں۔ شاید وہ سب سن چکی تھیں۔

"جی امی آئیں۔۔" ایشبے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

امی اسکے بیڈ پر آکر بیٹھ گئیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اپنے ابو کو اس بارے میں مت بتانا۔" وہ اشاروں سے بولیں۔ ایشبے مدھم سا مسکرا دی۔

"مجھے انکی رائے سے فرق بھی نہیں پڑتا۔" ایشبے نے جواب دیا۔

گویا اسے کوئی پروا نہیں تھی پر کہیں بہت اندر انکے الفاظ اسکے اعتماد کی دھجیاں اڑانے کو آج بھی موجود تھے۔

ایشبے نے مسکراتے ہوئے، امی کے کندھے سہلائے۔

"آپکی بیٹی اب بڑی ہو چکی ہے۔"

"اور زیادہ حساس بھی۔" دوسرا فقرہ کہیں اندر گونجتا تھا۔

عاصم کو وہ پہلے ہی جلدی آنے کا میسج کر چکی تھی۔ اور حیرت اس بات کی تھی کہ وہ واقعی جلدی آ بھی گیا تھا۔

"سوری عاصم میرا کچھ وقت تمہیں لینا پڑا۔ اچھا میں اب چلتی ہوں۔"

"ارے ایشبے جی آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں۔" عاصم پیانو اسٹینڈ پر سیٹ کر چکا تھا۔

ایشبے الوداعی ہاتھ ہلاتی بیگ پہن کر اسٹیج سے اتر گئی۔

من تو نہیں تھا لیکن پارک سے نکل کر اسکے قدم المیدہ میڈم کی اکیڈمی کی طرف چل

دیئے۔

"ہیے ہیے ہیے۔۔۔" وہ آصل تھا۔

تقریباً دوڑتا اب وہ اسکے برابر آچکا تھا۔ اسے بغیر کاسٹیوم کے دیکھ کر ایشبے ٹھٹکی۔

"خیریت۔" پھر حیرانی سے پوچھا۔

آصل جو اپنے بازو کے کف فولڈ کر رہا تھا۔ ایک دم ہنستے ہوئے سر اٹھایا۔

"آف کورس خیریت ہی ہے۔" کہتے کہتے بھی وہ ہنس رہا تھا۔

ایشبے نے بس جھینپتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور واپس آہستہ آہستہ قدم اٹھانے لگی۔

اسکے بال ہمیشہ کی طرح ایک اسٹائل میں سیٹ تھے۔ وہ بھی پرفیکٹ۔۔۔۔۔ ایشبے کو

حیرت ہوئی۔ وہ کہیں سے بھی تو عاصم یا حمزہ جیسا نہیں تھا۔ تو پھر وہ یہاں کیا کر رہا

تھا۔ اس شخص میں کچھ تھا۔ کچھ عجیب۔

ایشبے نے بس سوچا کہا نہیں۔

"کہاں جا رہی ہو؟" بات کا آغاز کیا گیا۔

"اپنی پرانی وائلن اکیڈمی۔" مختصر سا جواب تھا۔

"کیوں۔"

(اف ایک تو یہ انسان بولتا کتنا ہے)

"کسی سے ملنے۔۔۔"

"ہم م م۔۔۔ آئی سی۔۔۔ ٹھہرو ذرا۔۔۔ ایک منٹ ایک منٹ۔" وہ رک کر اپنی جیب

سے کچھ تلاش کر رہا تھا۔

ایشبے جھنجھلاہٹ سے رکی۔

"آں ہاں۔۔۔ یہ رہی۔" وہاں جیب سے ایک عدد لپ اسٹک برآمد ہوئی تھی۔

"یہ لو۔" آصل نے لپ اسٹک ایشبے کی جانب بڑھائی۔

"یہ کیا ہے؟"

آصل نے مصنوعی حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"یہ لپ اسٹک ہے ایشبے۔ تمہیں اتنا بھی نہیں پتا۔"

گویا اسکے لیے دنیا میں اس سے زیادہ حیران کن کوئی بات ہی ناہو۔



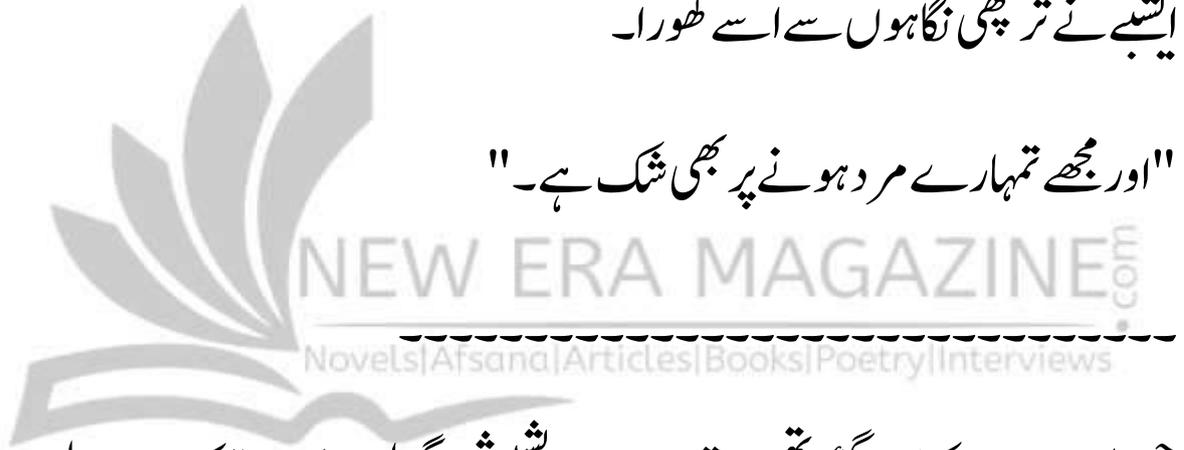
ایشبے نے ہوش میں آتے ہوئے ایک خفگی بھری نظر اس پر ڈالی۔ آنکھوں میں ڈھیروں خفگی اتر آئی تھی۔

"یہ میں خود بھی لگا سکتی تھی۔" کہہ کر اب وہ واپس چلنے لگی تھی۔

"تمہیں تو پتا ہی نہیں کہ اسکا کیا کرتے ہیں تو تم کیسے لگاتی۔" معصومیت عروج پر تھی۔

ایشبے نے ترچھی نگاہوں سے اسے گھورا۔

"اور مجھے تمہارے مرد ہونے پر بھی شک ہے۔"



جس کام سے وہ اکیڈمی گئی تھی وہ تو ہونا پایا۔ ریشپشن گرل نے بتایا تھا کہ میڈم المیدہ کسی رجنٹ کام سے جلدی چلی گئی تھیں۔

اسکا جلدی گھر جانے کا بلکل بھی موڈ نہیں تھا۔ سو وہ وہیں اکیڈمی میں بیٹھ کر اسٹوڈنٹ کی وائلن پر یکٹس دیکھتی رہی۔ کبھی وہ بھی ایسے ہی جوش سے وائلن کی پر یکٹس کیا کرتی تھی۔

اس نے ایک نظر وائلن بیگ پر ڈالی۔ عجیب جوڑی تھی اسکی اور اسکے وائلن کی۔ اسے

وائٹن سے اب محبت نہیں تھی لیکن وہ اب اسکے بغیر رہ بھی نہیں سکتی تھی۔۔ وائٹن اسکی ضرورت تھا۔ کیونکہ وہ اپنی تکلیفوں پر آنسو نہیں بہا سکتی تھی سو وہ وائٹن بجاتی تھی۔

باہر شام ڈھل چکی تھی۔ ایک آہ بھرتی وہ وہاں سے اٹھ گئی۔

گھر وہ وقت پر ہی پہنچی تھی لیکن شاید سب جلدی سوچکے تھے۔

کمرے میں آکر اس نے وائٹن بیگ ایک طرف رکھا۔ پھر گردن پر باندھا اسکارف اتارا۔ بیٹھ کر اسکرٹ کچھ اٹھا کر اپنے بوٹ کے لیس کھولے۔ پھر دونوں پیروں کو جو توں سے آزاد کر کے ہاتھ روم کی طرف چل دی۔

چہرہ دھوتے ہوئے اس نے آئینے میں اپنی شکل دیکھی۔ وہ ٹھٹھکی۔ وہ کچھ مختلف لگ رہی تھی۔ کچھ کھلی کھلی سی۔ انگلیاں ہونٹوں پر گئیں۔ لپ اسٹک کارنگ مدھم پڑ گیا تھا لیکن ابھی تک موجود تھا۔

اصل کی حرکت یاد کرنے پر وہ بے اختیار ہنس دی۔

"بیوقوف۔" دل ہی دل میں کہتی اب منہ دھور ہی تھی۔

کارڈ کو الٹا پلٹا کے وہ مکمل اسکا جائزہ لے چکا تھا۔ وہ وائلن کمپٹیشن کے آڈیشنز سے متعلق تھا جو اس نے بڑی صفائی سے ایشبے کے بیگ کی سائڈ پاکٹ سے اچک لیا تھا۔ جہاں تک اسے یاد پڑتا تھا ایشبے اب ایسے کمپٹیشنز میں حصہ نہیں لیتی۔ تو یقیناً پھر کسی نے اسے قائل کرنے کے لیے اکیڈمی بلایا ہوگا۔

اس نے تھوڑی کھجاتے ہوئے بولا۔

"کیا وہ قائل ہو گئی ہوگی۔" وہ سوچتے ہوئے سیدھا ہوا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر کندھے اچکا تا لپ ٹاپ آن کرنے لگا۔

"آف کورس وہ نہیں مانی ہوگی۔" لپ ٹاپ آن ہونے تک اس کی نگاہ سامنے لگی

پینٹنگ تک گئی۔

جس پر وہ عجیب مسٹری سے مسکرایا تھا۔

"لیکن اسے قائل ہونا پڑے گا۔" اب وہ لپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں جمائے کچھ

تلاشے میں مصروف تھا۔

-----  
 "ہائے ایشبے!"

وہ راہداری مڑ رہی تھی جب وہ سامنے سے آن وارد ہوا۔

"ہائے۔" ایشبے نے مروتا کہا۔

"تمہیں کچھ دینا تھا۔" کہتا اب آصل جیب سے کچھ نکال رہا تھا۔

"اب کی بار مسکارا یا بلش آن۔ ایشبے نے سوچا پھر بے ساختہ اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیے۔ سیلف ڈیفنس۔"

آصل نے سراٹھایا۔

"کیا ہوا؟" آصل نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"مجھے۔" ایشبے ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

"نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔"

"اچھا یہ لویہ رہا۔ دراصل کل جب تم جا رہی تھی تم تمہارے بیگ سے گر گیا تھا۔"

"آصل کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں کل والا کارڈ تھا۔"

"جھوٹا۔" آصل کے کندھوں پر موجود فرشتوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

"اوہ ہاں۔۔۔ مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔" ایشبے نے کارڈ پکڑ لیا۔

وہی صدا کا معصوم جواب، آصل مسکرایا۔

"یہ تو میرا فرض تھا۔"

ایشبے اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے چل دی۔



اپنی پوزیشن پر جانے کی بجائے وہ بھی ایشبے کے پیچھے ہو لیا۔

"کیا تم کسی کمپنیشن کے لیے آڈیشن دے رہی ہو۔؟"

"نہیں تو۔"

"تو پھر یہ۔۔۔۔۔" اسکا اشارہ کارڈ کی طرف تھا۔

"یہ تو یوں ہی بس۔۔۔۔۔" ایشبے نے کہ کر کارڈ بیگ میں گرا دیا۔

"سنوایشبے۔" اصل ایک دم رک کر بولا۔

"کیا ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔" وہ ایک دم سیر نہیں ہو گیا تھا۔

ایشبے نے ٹھٹھکتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں وہ دراصل چلنے سے یہ کاسٹیوم بار بار پیروں میں آرہا ہے۔ بار بار سنبھالنا پڑ رہا

ہے۔" وہ فوراً خود کو کمپوز کر چکا تھا۔

اور ایشبے اس کی بات پر ہنس دی۔

"اچھا وہاں بیچ تک آ جاؤ۔۔۔۔۔ اسے سنبھال کے۔" وہ ہنستے ہوئے اسکے کاسٹیوم کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

وہ بھی اثبات میں سر ہلاتا تا بعد اربچوں کی طرح بیچ پر جا کر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بولو کوئی خاص بات تھی۔" ایشبے نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

اصل کچھ دیر اسکی شکل دیکھتا رہا پھر جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

"تم حصہ لے کیوں نہیں لیتی اس مقابلہ میں۔" ایشبے پہلے تو حیران ہوئی پھر ہنسنے لگی۔

"تمہیں اتنی دلچسپی کیوں ہے اس مقابلے میں آصل۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ میری زندگی میں اب ان چیزوں کی کوئی جگہ نہیں۔ میں بس ایک عام سی لڑکی بن کر رہنا چاہتی ہوں۔"

"بھئی عام تو ہر کوئی بن سکتا ہے۔" آصل کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

ایشبے نے اسے دیکھا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے آصل کہ عام بن کر رہنا آسان ہے۔"

آصل نے نا سمجھی میں اسے دیکھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو تم اتنی محنت کیوں کر رہی ہو عام ہونے کے لیے۔ جبکہ تم آلریڈی بہت خاص

ہو۔" وہ اپنی ہی دھن میں بول رہا تھا کہ

"اور تم کیوں چاہتے ہو کہ میں خاص بنوں؟"

ناجانے کیوں لیکن ایشبے کے اس سوال پر آصل کی زبان کو بریک لگی تھی۔

پھر وہ کچھ جھنپتے ہوئے ہنسا۔

"تم تو پہلے ہی خاص ہو۔"

"اچھا وہ کیسے؟" ایشبے نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ تم آصل کی دوست ہو۔" وہ اس کو دیکھ کر کس مسٹری سے مسکرایا

تھا۔ کیوں؟ یہ تو آصل ہی جانتا تھا۔

اور اسکی بات پر بھی ایشبے ہنس ہی رہی تھی۔

وہ جو عاصم کہہ رہا تھا کہ ایشبے جی شاذ و نازر ہی ہنستی ہیں۔ کیا وہ اب اسے بتاتا کہ وہ کب نہیں ہنستی۔

"ایک لمبی آہ بھر کے وہ بیچ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایشبے تم نے کبھی فونکس کے بارے میں سنا ہے۔" موضوع ایک دم بدلا تھا۔ ایشبے کی ہنسی سمٹی۔

"آں۔۔۔ ہاں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں تو۔" وہ پوری طرح اسکی طرف متوجہ تھی۔

"فونکس ایک پرندہ ہے جو اپنی ہی راکھ سے جنم لیتا ہے۔"

ایشبے نے نا سمجھی کے انداز سے اسے دیکھا۔

"اور پھر جب وہ دوبارہ جنم لیتا ہے تو پھر اس سے زیادہ طاقتور کوئی دوسری چیز نہیں

ہوتی۔ وہ اپنے ایک شعلے سے سب کچھ جلا سکتا ہے۔ اسکے آنسو ہر بڑے سے بڑے زخم کو مندمل کر دیتے ہیں۔"

آخری بات پر ایشبے ٹھٹھکی تھی۔ دل زور سے دھڑکا تھا۔ کیا وہ کچھ اور بھی جان گیا تھا اسکے بارے میں؟

"کیا مطلب تم کہنا کیا چاہ رہے ہو۔"

لیکن اصل نے اپنی بات جاری رکھی۔

"پتہ ہے پہلے وہ عام سا ایک پرندہ ہوتا ہے، پھر وہ خود کو آگ میں جلاتا ہے اور پھر اسکی راکھ سے ایک وجود جنم لیتا ہے۔ ایک امر پرندے کا وجود۔" اصل اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

ایشبے نے بس یقینی سے سر پیچھے کیا۔

"آہہہہ۔۔۔ یہ سب تو فینٹسک بابتیں ہیں۔ حقیقت میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔"

"کیا تمہیں معجزوں پر یقین ہے ایشبے۔"

کیا وہ سوال تھا، ایشبے سمجھ نہیں پائی، بس اثبات میں سر ہلادیا۔

"ہاں معجزوں پر یقین تو ہے بٹ۔۔۔"

"دیکھو ایشبے زندگی گزارنے کے دو طریقے ہیں۔" وہ معنی خیز لہجے میں گویا ہوا۔

"یا تو سب معجزہ ہے۔"

"یا پھر کچھ بھی معجزہ نہیں۔۔۔"

"اب اگر کچھ بھی معجزہ نہیں تو فونکس بھی حقیقت ہے۔ اور اگر سب معجزہ ہے تو

۔۔۔۔۔ معجزوں پر تو ہمیں یقین ہے ہی۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشبے اسکی بات سمجھ چکی تھی۔

"لیکن تم مجھے یہ سب کیوں بتا رہے ہو۔" آخر ایشبے نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

اصل نے ایک گہرا سانس خارج کیا اور بیچ سے کھڑا ہو گیا۔

"میں تمہیں بس اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ راکھ اختتام نہیں۔ ایک نیا آغاز ہے۔ ری برتھ

، سمجھتی ہونا۔ اور پھر زندگی نے دوسرا چانس تو سب کے لیے سنبھال ہی رکھا ہے" پھر

وہ سر کو ذرا خم دیتا، ایک مسکراہٹ اسکی طرف اچھال کر واپسی اندر پارک میں چل دیا۔

کچھ پل لگے اسے حال میں واپس آنے میں۔

"دوسرا چانس۔۔!"

رات کے کھانے کے برتن دھو کر وہ ابھی ابھی اپنے کمرے میں آئی تھی۔ کندھا سہلاتی وہ بیڈ پر چت لیٹ گئی۔

"راکھ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔"

یہ الفاظ اسکی زندگی میں آنے والے پہلے مرد کے تھے۔ اسکے باپ کے۔ اور ان الفاظ پہ عرصہ ہوا وہ رک سی چکی تھی۔

"میں تمہیں بس اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ راکھ اختتام نہیں۔ ایک نیا آغاز ہے۔ ری برتھ ، سمجھتی ہونا۔"

لیکن اب گویا اسے چلنے کا کہا جا رہا تھا۔ کسی نے اسے راکھ کا ایک نیا مفہوم سمجھایا تھا۔ اسے آج بھی وہ شکل یاد تھی۔ بے ہوش ہو کر گرتے ہوئے، بند ہوتی آنکھوں سے اس نے اپنے بے حس باپ کو دیکھا تھا۔ جو اسے تھامنے تک نہیں آیا تھا۔

"اور پھر زندگی نے دوسرا چانس تو سب کے لیے سنبھال ہی رکھا ہے"

اس کے مطابق وہ خود کو ثابت کرنے کا اکلوتا چانس کھو چکی تھی۔ پر یہاں تو کوئی اسے "دوسرے چانس" سے متعارف کروا رہا تھا۔

"دوسرا چانس۔۔۔" وہ ایک دم اٹھ بیٹھی۔ کارڈ پاس بیڈ پر پڑا تھا۔ اس نے کارڈ اٹھایا اور مس امیدہ کو کال ملانے لگی۔ پھر ایک نگاہ دوسرے ہاتھ میں پکڑے کارڈ پر ڈالی۔ آڈیشن میں کچھ ہی دن باقی تھے۔

کال اٹھالی گئی تھی اور وہ مسکراتی اپنا فیصلہ سنار ہی تھی۔

ایک اور چانس لینے میں کچھ خاص برائی بھی نہیں تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ آڈیشن میں پاس ہو گئی تھی اور کمپنیشن کے لیے سلیکٹ بھی کر لی گئی تھی۔ وہ سب کو یہ بات پتا چکی تھی بس اصل ہی رہ گیا تھا۔

اچانک وہ اسے راہداری کے ایک طرف سے آتا دیکھائی دیا۔ وہ کسی ڈری سہمی بچی کی طرح چلتا آ رہا تھا۔ اور اسکے پیچھے دو تین شرارتی لڑکے مسلسل اسکی کمر میں چٹکیاں بھرتے اسے چھیڑ رہے تھے۔

"اف یہ ڈرامہ کونین۔" ایشبے بڑبڑاتی بیٹیج کی طرف چل دی کیونکہ وہ بھی وہیں آ رہا تھا۔  
پھر کچھ دیر بعد وہ خاموشی سے آکر ایشبے کے برابر میں بیٹھ گیا۔

"کیا اصل تم دو دو لگا نہیں سکتے انکو۔ کیا لڑکیوں کی طرح بے ہیو کر رہے تھے۔"

اصل اب تک منی ماؤس کا سر اتار چکا تھا۔

"محترمہ، ایسے لڑکیوں کی طرح بے ہیو کرنے کی ہی پیسے ملتے ہیں مجھے۔ خیر جانے  
دو۔۔۔۔ ان لفنگلوں کو میں پارک کے باہر دیکھ لوں گا۔" کہتا اب وہ لسنے سے ماتھے پر  
آئے بال پیچھے کر رہا تھا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"میں سیلکٹ ہو گئی۔" ایشبے نے ایک دم دھماکہ کیا۔

اصل نے جھٹکے سے اسکی طرف مڑا۔

"اور ڈیٹس گریٹ۔۔۔۔ کب تک جانا ہے تمہیں کمپٹیشن کے لیے۔" شکل سے وہ  
ایشبے سے بھی زیادہ خوش دیکھائی دیتا تھا۔

"مس المیدہ چاہتی ہیں کہ میں کل سے اکیڈمی دوبارہ جوائن کر لوں۔ میں نے مینیجر  
سے بات کر لی ہے۔ عارضی طور پر میری جگہ کوئی اور یہاں وائلن بجائے گا۔ بٹ کچھ

دنوں بعد ہونے والی ہوٹل برائٹ کی انیورسیری پارٹی پر میں ہی بجاؤں گی۔"

"کہاں یہاں اس ہوٹل میں۔"

"ہاں۔۔۔ تمہیں نہیں پتا۔۔۔ ویسے بھی یہ پارک اسی ہوٹل کا ہے۔" کتنی بڑی

معلومات دی رہی تھی وہ آصل کو

اور آصل۔۔۔۔۔

اس نے بمشکل ہوٹل کو دیکھتے ہوئے تھوک نگلا تھا۔

"تم کہاں کھو گئے۔" ایشبے نے اسے ہوٹل کو گھورتا دیکھ کر کہا۔

"آں۔۔۔ ہاں۔۔۔ کچھ نہیں میں سن رہا ہوں۔"

"کیا تم بھی آرہے ہو۔"

"ام م م۔۔۔ شاید۔۔۔ پتہ نہیں مشکل ہے۔ دراصل کچھ ضروری کام آن پڑے ہیں

اگلے کچھ دنوں کے لیے۔"

بیچارہ مصروف انسان۔۔۔ پیچ پیچ پیچ



وہاں سامنے پریکٹس روم میں قطار میں دس سے پندرہ سال کے درمیان کی لڑکیاں  
کھڑی تھیں۔ وہیں کہیں آخر میں وہ بھی تھی۔

اکسائیٹڈ، پر جوش۔۔۔

میڈم المیدہ کی طرف سے تالی بجائی گئی۔

اور پھر ایک ساتھ، ایک لے میں سب لڑکیوں کے ہاتھ حرکت کرنے لگے۔

وائٹن بجاتی بجاتی وہ اس قدر کھو گئی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ مس المیدہ اسکے کندھے  
جھنجھوڑ رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایشبے ایشبے۔۔۔ ایشبے رک جاؤ۔"

بچی نے گہرا کر آنکھیں کھولی تھیں۔

اور پھر سامنے کا منظر۔۔۔۔۔

باقی سب کی طرح وہ بھی آنکھیں جھپکانا بھول گئی تھی۔

محسوس ہوتا تھا کہ پریکٹس روم میں کوئی آندھی چلی ہو اور ایشبے کے ہاتھ رکتے ہی تھم  
گئی ہو۔

ہر چیز الٹ پلٹ پڑی تھی۔ سب لڑکیاں حیران اور گھبرائی ہوئی تھیں۔ مس المیدہ کھلی کھڑکیوں سے باہر کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"شاید ٹور نیڈو تھا۔ میری غلطی ہے مجھے کھڑکیاں کھلی نہیں چھوڑنی چاہی تھیں۔ ویسے موسم تو صاف ہے پھر اچانک آندھی کیسے آگئی۔" مس المیدہ بولتی کھڑکیاں بند کر رہی تھیں۔

لڑکیاں واپس اپنی پوزیشنز لے رہی تھیں۔ سب سیٹ ہو رہا تھا۔

لیکن کچھ تھا جو ابھی تک ٹھہرا ہوا تھا۔  
 ایشبے۔۔۔ وہ ابھی تک آنکھیں جھپک نہیں پائی تھی۔ پھر حیرت سے اپنے ہاتھوں میں پکڑے وائلن اور اسٹک دیکھنے لگی۔

اگر اسکا باپ کہتا ہے کہ وہ اس دنیا میں بالکل مس فٹ ہے تو شاید وہ ٹھیک ہی کہتا ہے۔  
 وہ اکیڈمی کے دروازے سے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

"کیا اسے واقعی یہ کرنا چاہئے۔"

دماغ ایک دم سے الجھ گیا۔ اسکے کھڑے کھڑے نا جانے کتنے اسٹوڈنٹس اندر جا چکے

تھے۔ ابھی بھی سامنے ریشپشن پر دو اسٹوڈنٹ کھڑے تھے۔

"نہیں وہ یہ سب نہیں کر سکتی۔"

وہ اپنے قدم واپس موڑ چکی تھی۔ لیکن پھر۔۔۔۔

"آآ۔۔۔۔۔" ایشبے کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔ وہ ڈر گئی تھی۔

سامنے آصل کھڑا تھا۔ ٹریک سوٹ میں کانوں میں ایئر پور ڈلگائے۔ ہاتھ باندھے وہ مسکراتا سے ہی دیکھ رہا تھا، پھر ہاتھ سے اس نے ماتھے پر آئے بال ایک جھٹکے سے پیچھے کیے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ ہے تمہاری اکیڈمی۔۔۔۔۔ واؤ کول۔" اب وہ اکیڈمی کے دروازے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ پھر وہ رکا۔

"ارے اندر آ جاؤ یہاں کیوں کھڑی ہو۔"

ایشبے ابھی تک حیران تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" الٹا سوال داغا گیا۔

(یہاں کیا تم تو ہر جگہ ہی کیوں ہوتے ہو؟)

وہ یہ بات بس دل میں ہی کہہ سکی۔

"میں تو بس یہی جاگنگ کرتے کرتے یہاں تک آیا تھا۔ اور پھر تم نظر آگئیں۔ لگا شاید تمہیں دروازہ کھولنا نہیں آتا۔ اس لیے یہاں کھڑی ہو۔ اس لیے میں نے سوچا کہ میں کھول دیتا ہوں۔"

ایشبے کا ہاتھ ماتھے تک گیا۔

"اف مجھے دروازے کھولنے آتے ہیں اصل۔"

"اوہ دیٹس گریٹ۔" مصنوعی انداز میں تعریف کی گئی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشبے کے چہرے پر ذرا خفگی اتری۔

"آئی ایم جسٹ کڈنگ ایشبے۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ غصہ ہو جاتی۔ اصل نے ہنستے

ہوئے کہا۔

ایشبے نے ایک خاموش نظر آصل پر ڈالی۔ پھر اکیڈمی کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

جھٹ سے ایشبے نے شیشے کا دروازہ باہر کی طرف کھینچنا چاہا۔۔۔ پر یہ کیا وہ تو کھل ہی

نہیں رہا تھا۔

ایشبے نے ایک الجھن بھری نظر آصل پر ڈالی۔۔۔۔۔ جیسے سب اسکی وجہ سے ہی ہوا ہو۔

"آصل نے کندھے اچکاتے ہوئے دروازے پر لگے PUSH کے اسٹیکر کی طرف

اشارہ کیا"

ایشبے نے جھٹ مڑ کر دیکھا پھر دروازہ دھکیلتی اندر چلی گئی۔

آصل نے ایک نظر اندر جاتی ایشبے پر ڈالی اور پھر واپس مڑ گیا۔

جھولتا دروازہ واپس اندر ہو چکا تھا۔ دروازہ حیران تھا۔ پر یہ کیا وہ تو اندر بھی جا چکی تھی اور

پھر دروازے نے ایک نظر دور جاتے آصل پر ڈالی تھی۔

"یہ شخص۔۔۔۔۔ یہ کون تھا جو ایشبے کے مڑتے قدم واپس موڑ چکا تھا۔"

اکیڈمی نئی نہیں تھی لیکن وہاں سارے چہرے ایشبے کے لیے نئے تھے۔ وہ سب لڑکے

لڑکیاں تقریباً ایشبے کے ہی ہم عمر تھے۔ سو ایشبے کو پہلا دن ہونے کی وجہ سے ہچکچاہٹ

محسوس ہو رہی تھی۔

پریکٹس ٹائم ختم ہونے کے بعد مس المیدہ اسے اکیڈمی کے پیچھے بنے چھوٹے باغیچے میں

لے آئیں۔

وہاں قطار میں لگے سنگی بیچوں میں سے ایک بیچ پر وہ دونوں موجود تھیں جب مس  
المیدہ گویا ہوئیں۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے میری بات کمان رکھا ایشبے۔" وہ ایشبے کا ہاتھ اپنے ہاتھوں  
میں نرمی سے دبائے بول رہی تھیں۔

ایشبے جو اباس مسکرائی۔

"جانتی ہو ایشبے میں نے اس دن تمہیں زندگی میں پہلی مرتبہ دل سے وائلن بجاتے  
دیکھا تھا۔"

ایشبے نے ایک دم چہرہ اٹھایا۔

پھر سوالیہ نگاہوں سے مس المیدہ کو دیکھا۔

جو اباس المیدہ مسکرائیں۔

"اس دن کوئی آندھی نہیں آئی تھی میں جانتی ہوں۔ وہ سب تو میں نے لڑکیوں کا

دھیان بٹانے کو کہا تھا۔ کیونکہ وہ ڈر گئیں تھیں۔"

ایشبے نے چہرہ واپس جھکا لیا۔

اگلے کچھ پل خاموشی کی نظر ہو گئے۔

پھر ایشبے آہستگی سے گویا ہوئی۔

"تب میں چھوٹی تھی۔ خود پر قابو نہیں رکھ پاتی تھی۔ پھر اب میں بڑی ہو گئی ہوں خود

پر قابو رکھ سکتی ہوں۔"

"میں جانتی ہوں، اسی لیے میں نے تمہیں وہ کارڈ بھجوا دیا تھا۔"

"لیکن تم خود کیا چاہتی ہو ایشبے؟" مس المیدہ نے اسکے ہاتھ پر ذرا دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں۔۔۔۔۔" ایشبے نے چہرہ اٹھا کر سامنے گراؤنڈ کو تیک رہی تھی۔ اس نے ایک

گہرا سانس خارج کیا۔

"میں ایک دفعہ ڈھیروں آنسو بہانا چاہتی ہوں۔ جھوم جھوم کروا نکلن بجانا چاہتی ہوں

بہت سا غصہ ہے جسے نکالنا چاہتی ہوں۔ لیکن بغیر کچھ جلائے، بغیر کچھ تباہ کیے۔ بالکل

عام انسانوں کی طرح، آپکی طرح، عاصم کی طرح، ہر عام انسان کی طرح۔" وہ مس

المیدہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

"میں ان سب چیزوں سے فرار چاہتی ہوں۔" لہجہ تھکا ہوا تھا۔

مس المیدہ نے اسکا گال سہلایا۔

"ایشبے انسان فرار تب چاہتا ہے جب اسکے پاس ٹھہرنے کو کوئی جگہ نہ ہے، فرار ہر چیز کا حل نہیں ہوتا۔ بہت ہمت چاہئے ہوتی ہے فرار ہونے کے لیے۔" مس المیدہ اب اسکے ساتھ پڑا بیگ اٹھاتیں، بات ختم کر کے جانے کو کھڑی ہو رہی تھیں۔

"میں سمجھی نہیں۔" ایشبے نے نا سمجھی سے کھڑی ہو تیں مس المیدہ کی جانب دیکھا۔

مس المیدہ نے مڑ کر ایشبے کو دیکھا پھر مسکرائیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کچھ وقت لگے، تم سمجھ جاؤ گی، فکر مت کرو۔" کہہ کر وہ اندرا کیڈمی کے دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔

ایشبے ابھی تک الجھتی نگاہوں سے اس دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جہاں سے مس المیدہ اندر داخل ہو چکی تھیں۔

اکیڈمی آتے آتے آج کوئی چوتھا دن تھا۔ دو گھنٹے لگاتار پریکٹس کرنے کے بعد وہ پریکٹس

ہال سے باہر آگئی۔

پارک میں جو پلیرز وہ بجاتی تھی۔ وہ بہت ہی آسان تھے۔ سوا نہیں بجانا اسکے دائیں ہاتھ کا کھیل تھا، لیکن کمپٹیشن میں اسے پاگانی نی کیپرائس (Paganini capire) (24) (وائٹن کی سب سے مشکل اور رسکی پلے) بجانا تھا۔ جسکی پریکٹس کے لیے اسے اچھی خاصی جان لگانا پڑھ رہی تھی۔

دکھتی گردن سہلاتی وہ کامن روم میں آگئی، جہاں اکاڈکالوگ اور اسٹوڈنٹس بیٹھے ہوئے تھے۔

ایک وائٹنٹ کے لیے گردن اور کندھے کا درد ایک عام چیز تھی۔ وہ بھی اسکی عادی تھی۔ کامن روم میں کافی سارے صوفے اور کرسیاں پڑی تھیں۔ ایک صوفے کے ساتھ وائٹن بیگ رکھ کر وہ تقریباً گرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔

لگاتار پریکٹس کرتے کرتے اسکی انگلیوں کی پوریں کھردری ہو رہی تھیں۔ اپنی انگلیوں کی پوروں کو دیکھتے ہوئے اس نے انگوٹھا تمام انگلیوں کی پوروں پر پھیرا۔ پھر مدھم سا مسکردی۔

اچانک اسکے سامنے ایک چھوٹی سی ڈبیہ کی گئی۔ کسی بام کی ڈبیہ

ایشبے نے ایک دم چونک کر دوسری طرف دیکھا۔

وہاں کوئی انیتس تیس سال کا شخص موجود تھا۔ ہلکی ہلکی بڑھتی شیوا اور ماتھے پر بکھرے

بال، اسکی آنکھیں قدرے سنہری تھیں۔ وہ شکل سے پاکستانی تو بالکل بھی نہیں لگ رہا

تھا۔

"یہ لگاوانگلیوں پر۔" اسکا اشارہ ایشبے کی انگلیوں کی پوروں کی طرف تھا۔

بلاشبہ وہ بھی وہیں باقی اسٹوڈنٹس کی طرح ایک اسٹوڈنٹ تھا لیکن عمر میں کچھ بڑا لگ رہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔

ایشبے نے نا جانے کیا سوچتے ہوئے کھلی ڈبیہ سے تھوڑا سا بام لیا اور انگلیوں کی پوروں

ملنے لگی۔

"تھینکس۔"

"یور ویلکم۔" کہتا اب وہ ڈبیہ بند کر رہا تھا۔

"آئی ایم سوری، بٹ میں جان سکتا ہوں کہ تم وہی ایشبے ہیں جو نیکسٹ منتھ انٹرنیشنل

اسٹریٹنگز کمپنیشن کے لیے سنگاپور جا رہی ہیں۔ "اسکی آواز قدرے گھمبیر اور صاف تھی۔"

ایشبے نے پہلے تو چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر اٹھتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"جی۔۔۔ جی میں ہی ہوں۔" کہتے ہوئے وہ زبردستی مسکرا دی تھی۔

ساتھ بیٹھے شخص کے ہونٹوں پر بھی ایک مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"گڈ۔۔۔ میرا نام آران گریزی ہے اور میں بھی نیکسٹ منتھ اسی کمپنیشن میں جا رہا ہوں۔"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پاکستانی تو نہیں تھا یہ تو ثابت تھا۔ لیکن اسکی اردو انتہائی صاف تھی۔

"اوہ۔۔۔ یہ تو اچھا ہے۔" ایشبے زبردستی مسکراتے ہوئے اتنا ہی کہہ سکی۔

"تمہارا اوائلن سنا تھا آج کلاس میں، میں نے۔ تم واقعی بہت زبردست بجاتی ہو اور

ایمو شنل بھی۔"

آخری بات پر ایشبے ذرا ٹھٹھکی۔

"ایکچو بلی یہاں آنے والے سارے اسٹوڈنٹس مقابلے کے لیے بجاتے ہیں لیکن تم کچھ

مختلف ہو، نہیں۔" وہ بولتے ہوئے مدھم سا مسکرا رہا تھا جس کی وجہ سے اسکے ہونٹوں کے دائیں طرف گہرا ڈیمپل پیدا ہو رہا تھا۔  
 ایشبے بس اسکے ڈیمپل کو ہی دیکھتی رہ گئی۔

"ایکچو بیلی میں ہاف تھائی اور ہاف پاکستانی ہوں۔ میں پاکستان میں کبھی رہا نہیں ہوں، بس یوں ہی کبھی کبھی گھومنے پھرنے آ جاتا ہوں۔ کیونکہ میرے دادا یہیں رہتے ہیں۔ ان سے ملنے آتا رہتا ہوں۔"

ایشبے کی الجھن کافی کم ہو چکی تھی۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 "میں پاکستان سے وائلن پریکٹس کرنا چاہتا تھا۔ اس اکیڈمی کا نام کافی سنا ہے میں نے۔" پھر رک کر اس نے ایشبے کی جانب دیکھا۔

"کیا تم مجھے کوئی فیورڈے سکتی ہو۔" وہ چہرہ ایشبے کے قریب لاتے ہوئے بولا۔  
 ایشبے جھجھکتی ہوئی ذرا پیچھے ہوئی۔

"جج۔۔۔ جی بولیے۔۔۔ میں آپکی کیا مدد کر سکتی ہوں۔"

جو ابا آران مسکرایا، ڈیمپل پھر ابھرا تھا۔

"دراصل ہم دونوں ہی اس مقابلے میں حصہ لینے جا رہے ہیں۔ آئی تھنک ہمیں بنا کر رکھنی چاہیے۔۔۔ نہیں۔" اس نے ایشبے کی رائے چاہی۔

ایشبے نے بمشکل اثبات میں سر ہلایا۔

آران تسلی سے صوفی کی پشت سے ٹیک لاکر بیٹھ گیا۔

"چلو یہ تو اچھا ہو گیا۔" کہتا وہ بیگ سے ایک ٹن نکال کر کھولنے لگا۔ پاس اسکے قدموں میں اسکا وائلن بیگ پڑا تھا۔

اچانک ایشبے کسی احساس کے تحت کھڑی ہو گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے مس المیدہ سے کچھ کام ہے۔ آئی ایم سوری بٹ مجھے جانا ہو گا۔" عجلت میں کہتی وہ وائلن بیگ کندھے پر ڈالنے لگی۔

"ہاں ہاں۔۔۔ شیور۔" آران نے سپ لیتے ہوئے کہا۔

اور ایشبے فوراً وہاں سے چلی گئی۔

اسکے جانے کے بعد آران نے بند ہوتے دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ نکلی تھی۔

ٹن سے سوڈے کا سپ لیتے ہوئے ایک گہری نظر اس سمت ڈالی تھی۔

گہری اور عجیب نظر۔۔۔۔۔

اسکے ہونٹ پر ایک گہری مسکراہٹ دوڑ گئی۔

گہری اور عجیب مسکراہٹ۔۔۔۔۔

آف ہوتے ہی وہ اکیڈمی سے باہر نکل آئی تھی۔ شام ابھی مکمل طور پر ڈھلی نہیں تھی۔

اکیڈمی سے کچھ فاصلے پر بس اسٹیشن تھا۔ جہاں سے اسے بس پکڑنی تھی۔

لیکن بس اسٹینڈ پر پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ آج کی بس لیٹ ہے۔

کم از کم دو گھنٹے لیٹ۔ لانگ کوٹ کے نیچے بوٹس پہنے، سر کے گرد اس نے اسکارف

باندھ رکھا تھا۔

ایشبے کو یہ جان کر سخت کوفت ہو رہی تھی۔ اب وہ بیس پچیس منٹ کا سفر طے کرنے

کے لیے دو گھنٹے تو انتظار نہیں کر سکتی تھی۔

اس نے کوٹ کی جیب سے فون نکالا، وہ کیب منگوا سکتی تھی، پر پھر اس بد قسمتی کا کیا جو

چوبیس گھنٹے اس سے چمٹی رہتی تھی۔ اور فون کی بیٹری ڈیڈ تھی۔

شام بھی گہری ہو رہی تھی۔ سڑک خالی پڑی تھی۔ سو اس نے پیدل ہی گھر جانے کا فیصلہ کر لیا۔

گھر پہنچنے تک رات ہو چکی ہونی تھی یہ تو ثابت تھا لیکن وہ پھر بھی ہمت کرتی وہاں سے چل دی۔

جب تک روشنی موجود تھی۔ کچھ خاص مسئلہ نہیں تھا۔ اور پھر سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر اور بھی لوگ موجود تھے۔ راستے میں اسکا پارک بھی پڑتا تھا۔ کچھ دیر گزری اور مکمل رات چھا گئی۔ پیدل چلتے اکادکا لوگ بھی اب ختم ہو چکے تھے۔

ایشبے اطراف میں دیکھتی محتاط سی جلدی جلدی قدم اٹھاتی وہاں سے گزر رہی تھی۔

ایک دو سیکنڈ کے بعد کوئی کار یا بائیک زن سے گزرتی رات کا سناٹا چیر رہی تھیں۔

اچانک ایشبے کا کراس بیگ کندھے سے پھسلا۔ پل بھر کو وہ ڈر گئی تھی۔ پھر سنبھل کر

کندھے سے پھسلتا بیگ سیٹ کیا، دل میں انجانا سا خوف پیدا ہو رہا تھا۔۔۔ غلطی کی،

اسے یوں اکیلے نہیں آنا چاہیے تھا۔ ابھی وہ اسی تذبذب میں تھی کہ۔۔۔۔

ایشبے کو لگا اسکے اطراف میں زمین پھٹ رہی ہے۔ ایک دم کان پھاڑ دینے والا شور ابھرا

تھا۔ پھر اچانک وہاں دھواں پھیلنے لگا تھا۔۔ دھماکوں میں کسی کے چیخنے چلانے کی آوازیں نہیں تھیں نہ ہی کوئی جسم یا خون۔۔۔ لیکن واقفے واقفے سے کانچ ٹوٹنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

ایشبے نے ہاتھ سے ناک ڈھکتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

وہ ایک جیولری مارکیٹ میں کھڑی تھی۔ اور یقیناً وہاں کوئی واردات کی جا رہی تھی۔ اچانک ایک اور دھماکا ہوا اور کانچ بکھرنے کی آوازیں۔

ایشبے کی تو گویا جان فنا ہو گئی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بمشکل قدم قدم پیچھے اٹھاتی۔۔۔۔ دماغ مفلوج ہو رہا تھا۔

"اسے بھاگ جانا چاہیے۔" دماغ اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ اف۔۔۔" وہ کچھ سمجھتے ہوئے مڑی اور بھاگنے لگی۔ اچانک کچھ

اسکے پاس سے گزرا بہت قریب سے، بالکل کان کے ساتھ سے، اسے واضح گرمائش

محسوس ہوئی تھی۔

اسکے پورے جسم میں ایک سنسنی دور گئی۔ شاید فائرنگ کی جا رہی تھی۔

"اف کیا فائرنگ اس پر کی جا رہی تھی۔" وہ اندازہ نہیں کر پار ہی تھی بس اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔

قریب تھا کہ وہ پارک تک پہنچ جاتی، خوف سے پورا جسم کانپ رہا تھا۔ بھاگتے بھاگتے وہ سڑک کی بجائے فٹ پاتھ پر گر گئی۔

اچانک اسکا پیرفٹ پاتھ پر پڑے بیچ سے ٹکرایا۔۔۔۔۔

"آہہہہہ۔۔۔۔۔"

کراہتی وہ بری طرح منہ کے بل گرنے والی تھی جب ساتھ گلی سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور اسے گرتے گرتے گلی میں کھینچ لیا۔

لیکن اس سے پہلے ایک فل رفتار گولی اسکے کندھے سے مس ہوتی گزر چکی تھی۔ بازو پر سے کپڑے اور جلد کا کچھ حصہ گولی کے ساتھ ہی اڑ گیا تھا۔

تکلیف کی لہر اسکے پورے بازو میں دور گئی۔ مفلوج ہوتا دماغ رہے سہے حواس بھی کھو چکا تھا۔

آنکھیں بند ہوتے ہوتے اس نے مکمل اندھیرے میں ڈوبی گلی دیکھی تھی۔ اور پھر

آخری احساس کسی چیز سے ٹکرانے کا تھا۔

کسی ٹھوس۔۔۔۔۔

مگر کسی نرم چیز۔۔۔۔۔

"کھٹ، کھٹ، کھٹ۔۔۔۔۔"

شاید عجلت میں موبائل کی اسکرین پر انگلیاں چلاتے ہوئے ایس ای میس ٹائپ کیا جا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اندھیرے میں ڈوبی گئی کاسناٹا توڑتی کھٹ پٹ سے ایشبے کی آنکھ کھلی۔

آنکھ کھلتے ہی بازو میں درد کی ایک لہر دوڑ گئی۔

کچھ لمحے گزرے وہ سمجھ نہیں پائی کہ وہ کہاں ہے۔ دیوار سے پشت لگائے اسکا سر کسی

بڑی سے چیز پھر رکھا ہوا تھا۔

ایک جھماکہ ہوا، چند گھنٹوں پہلے ہوا واقعہ اسکی آنکھوں کے سامنے گھومنے گیا۔

جھر جھری لیتی وہ سیدھی ہوئی گہرے اندھیرے سے آنکھیں کچھ مانوس ہوئیں تو  
احساس ہوا کہ وہ جس چیز پر سر رکھے لیٹی تھی، وہ منی ماؤس کا سر تھا۔

منی ماؤس کے سر سے ہوتی نظر سر کے دوسرے طرف بیٹھے شخص پر پڑی۔

منی ماؤس کا کاسٹیوم پہنے دیوار سے ٹیک لگائے۔ ایشبے کی طرف کی ٹانگ کھڑی تھی  
۔ جبکہ دوسری ٹانگ زمین سے لٹائے، گال کھڑی ٹانگ کے گٹھنے پر رکھے چہرہ دوسری  
طرف کیے موبائل پر کھٹ پٹ کرتا وہ آصل ہی تھا۔

ایشبے نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔ پھر اپنے زخمی بازو کو دیکھا۔ وہاں زخم پر رومال  
بندھا تھا۔ زخم کا جائزہ لے کر چہرہ واپس آصل کی جانب موڑا۔

وہ ایک دم ٹھٹھی۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ اس کے ڈرنے پر حیران ہوا۔

ایشبے کے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔" کہتی وہ کھڑی ہونے لگی۔

"ارے ارے ابھی باہر پولیس آئی ہوئی ہے، ساری واردات کا جائزہ لینے۔ اگر تم باہر نکلی تم تمہارا زخمی بازو دیکھ کر تفشیش کے لیے لے جائیں گے۔" وہ دبی آواز میں بول رہا تھا۔

"مجھے گھر جانا ہے اصل۔" اسکا چہرہ کسی سہمے سے ضد کرتے بچے کی مانند تھا۔ پل بھر کو اصل کا دل ٹہرا تھا۔ پھر اگلے ہی لمحے خود کو کمپوز کرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا تم کچھ دیروہاں بیٹھ جاؤ۔ میں یہاں بیٹھ کر دیکھتا ہوں۔ پولیس جاتی ہے تو ہم چلیں جائیں گے۔" اصل نے ایشبے سے جگہ بدل لی۔ اب وہ اندھیرے میں تھی۔ منی ماؤس کے سر کے دوسری طرف۔ اور اس طرف اصل۔ گویا سڑک سے گزرتے ہوئے کسی کی نظر پڑتی تو صرف اصل ہی دیکھائی دیتا۔

وہ خاموشی سے بیٹھی اندھیرے میں گھور رہی تھی۔۔ ابو تو نہیں پرہاں امی ضرور پریشان ہو رہی ہونگی۔ اف فون الگ ڈیڈ پڑا تھا۔

"کیا تم ہم میں سے کسی کو کہہ نہیں سکتی تھی۔ اس دن تو بڑے شوق سے کہا تھا کہ ہم

سب تو فیملی کی طرح رہتے ہیں۔ "اسکا اشارہ ایشبے کے اکیلے گھر جانے کی طرف تھا۔ وہ ایشبے کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔"

ایشبے اندازہ نہیں کر پائی کہ وہ اسے ڈانٹ رہا تھا یا طنز کر رہا تھا۔ ابھی وہ یہ سب ہی سوچ رہی تھی کہ آصل کے موبائل پر بپ ہوئی۔

آصل نے جھٹ سے ایس ایم ایس آن کیا۔ پھر ہونٹوں کو ہلکی سی جنبش دی۔ گویا کچھ پڑھ رہا ہو۔ مسج پڑھ کے آصل نے فون آف کیا اور ایشبے کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا؟" NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ایشبے نا جانے کیا سننے کی منتظر تھی۔

"تمہارے گھر کے راستے پر ناکا پڑا ہے۔"

"تو۔۔۔" ایشبے نے الجھتے ہوئے کہا۔

"تو یہ کہ تم زخمی حالت میں وہاں سے نہیں گزر سکتی۔"

"واٹ" ایشبے کی بھوس کھنچیں۔

"تو کیا ساری رات یہاں بیٹھے رہیں گے؟" وہ کوفت سے بولی۔

آصل نے ایک حیران نظر اس پر ڈالی پھر اسکی ہنسی نکل گئی۔

"سوری فارڈیٹ۔" وہ اپنی ہنسی قابو کرتے ہوئے بولا۔

"آف کورس ناٹ ایشبے۔"

"اس میں کچھ فنی نہیں تھا۔" ایشبے نے خفگی سے اسے دیکھا۔

اچانک گلی کے سامنے سے پولیس کی دو تین گاڑیاں تن سے گزریں۔

"اوہ فائنلی۔۔۔۔۔ چلو اٹھو چلیں یہاں سے۔" آصل نے کہا پھر منی ماؤس کا سر اٹھاتا کھڑا ہو گیا۔

ایشبے شکر ادا کرتی کھڑی ہوئی اور اسکی قیادت میں سڑک پر نکل آئی۔

آصل نے منی ماؤس کا سر واپس پہن لیا۔ پھر وہ دونوں فٹ پاتھ پر ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

"ہمارے جانے تک ناکا کھل چکا ہوگا۔" آصل نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

ایشبے دونوں ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالے اسکے برابر چل رہی تھی۔

"کیا تمہارے کندھے میں تکلیف ہے۔ مطلب ہم کلینک سے پٹی کروا لیتے ہیں۔" منی  
 ماؤس کے سر کی وجہ سے آصل کی آواز مدھم تھی لیکن رات کے اس پہر سناٹے کی وجہ  
 سے ایشبے صاف سن سکتی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آصل ایسی بھی کوئی بڑی چوٹ نہیں۔ بس ذرا خراش ہی آئی ہے" وہ  
 کہہ رہی تھی لیکن جیسے وہ کہیں کھوئی ہوئی تھی۔

"تمہاری پریکٹس کیسی جا رہی ہے۔"

ایشبے نے ایک نظر اپنے کندھے پر ڈالی۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 "ابھی تک تو اچھی تھی لیکن اب لگتا ہے کہ کچھ خراب جانے والی ہے۔" کہہ کر ایشبے  
 نے ایک آہ بھری۔

"فکر مت کرو اتنا بڑا زخم نہیں ہے، جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ لیکن۔۔۔" بولتے  
 بولتے آصل کی چال مدھم ہو گئی۔

"لیکن کیا؟" ایشبے نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"لیکن مجھے افسوس ہوا کہ تم ابھی تک مجھ پر ٹرسٹ نہیں کرتی۔ تمہیں ایک دفعہ تو کال

کرنی چاہئے تھی۔ میں تمہیں گھر ڈراپ کر سکتا تھا۔" اسکے شکوے پر ایشبے مدہم سا مسکرا رہی تھی۔

رات کے اس سناٹے میں سوائے انکے قدموں کے اور کوئی آواز سنائی نادی تھی۔  
"مجھے عادت نہیں ہے کہ کوئی میرا خیال رکھے، پر پھر بھی اوکے، نیکسٹ ٹائم خیال رکھوں گی۔" کہتے کہتے وہ مسکرائی تھی۔

یہ تو ثابت تھا کہ رات کے اس پہر اگر وہ صرف ایشبے کی خاطر خوار ہو رہا تھا تو یقیناً وہ اس پر اعتماد کر سکتی تھی۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"چلو اعتماد کی سیڑھی تو پار ہوئی۔"

اسکے بازو پر بندھے ہوئے سے پھڑپھڑاتے رومال نے ایک گہرا سانس خارج کیا تھا۔

اصل اسے گھر چھوڑ کر جا چکا تھا۔ گھر کے دروازے کے سامنے کھڑے اب وہ کچھ گڈمڈ تھی۔ امی کی تو خیر ہے، پراگرا بونے تفتیش شروع کر دی تو۔۔۔ ابھی وہ یہی سب سوچ رہی تھی کہ دروازہ کھل گیا، اسنے تو دروازہ بجایا بھی نہیں تھا۔ سامنے امی

کھڑی تھیں۔

ایشبے الجھن سے ہاتھ مروڑنے لگی۔ امی نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے اندر آگئی، تمہارے ابو گھر نہیں ہیں، امی نے اشاروں میں بتایا۔ ایشبے ایک دم سے ریلیکسڈ ہو گئی۔ امی نے گہرا کرا سکے بازو کو دیکھا، وہاں کچھ الگ تھا۔ وہ بازو چیک کرنے لگیں۔

"کچھ خاص نہیں ہے بس ایک چھوٹا سا حادثہ۔۔۔۔" اسکی بات ابھی بیچ میں تھی۔ کہ امی خاموشی سے اٹھ گئیں۔ ایشبے بھی خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ وہ ابھی جا کر بیڈ پر بیٹھی ہی تھی کہ امی کمرے میں آ گئیں۔ ایک ہاتھ میں ہلدی ملا دودھ کا گلاس تھا۔ دوسرے میں فرسٹ ایڈ باکس، وہ اسکے پاس بیڈ پر بیٹھ گئیں۔ اور خاموشی سے اسکے بازو سے رومال کھولنے لگیں۔ وہ بول نہیں سکتی تھیں لیکن وہ ایک بولنے والے شخص سے زیادہ سمجھ سکتی تھیں۔

ایشبے خاموشی سے دودھ پینے لگی، اور امی اسکی پٹی کرنے لگیں۔

پٹی کر کے انھوں نے فرسٹ ایڈ باکس سمیٹا اور پھر ایشبے کے سر پر بوسہ دیتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"ٹینشن مت لو اور سو جاؤ۔" وہ اشاروں سے کہتیں کمرے سے نکل گئیں۔

کہیں ناہوتے ہوئے بھی اسکی زندگی میں سب سے زیادہ اسکی ماں ہی تھیں۔ ایشبے نے ایک بھر پور مسکراہٹ دروازے پر ڈالی جہاں سے اسکی امی نکل کر گئیں تھیں۔ اور پر وہیں بیڈ پر دراز ہو گئی۔

آج اسے اکیڈمی پہنچنے میں تھوڑی دیر ہو گئی تھی۔ بس سے اتر کر عجلت میں وائلن بیگ کندھے پر ڈالتی وہ اکیڈمی کا دروازہ پار کر گئی۔ اس عجلت میں اسکے کندھے میں درد کی ایک ٹیس اٹھی لیکن اس نے خاص توجہ نہیں دی

داخل ہوتے ہی اسے ریسپشن پر دو اسٹوڈنٹ کھڑے دیکھائی دیئے۔ یہ کچھ عجیب نہیں تھا لیکن وہ کچھ ٹھٹھکی۔ کیونکہ انکے وائلن بیگ وہ عجیب لگ رہے تھے۔ ان پر سیاہ پرمنٹ مار کر سے بڑا بڑا اے جی سائٹن کیا گیا تھا۔

کندھے اچکاتی وہ وہاں سے چل دی۔ لیکن جب وہ پریکٹس روم میں پہنچی وہاں کا تو منظر ہی کچھ اور تھا۔ وہاں ہر اسٹوڈنٹ کے بیگ پر اے جی سائٹن تھا۔

ایشبے کی نظر ایک کونے میں بیٹھے جھمگٹے پر گئی۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ جھمگٹے تک گئی۔ ذرا اونچا ہو کر دیکھا تو وہاں ایک کرسی پر آران گردیزی صاحب لوگوں کی چیزوں پر آٹو گراف دینے میں مصروف تھے۔

ایشبے کو عجیب لگا۔ الجھتی سی وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔ پھر جھمگٹے سے نکل کر جاتی ایک لڑکی کو روکا۔

"ہیئے سنو یہ سب کیا چل رہا ہے؟"

لڑکی نے ایشبے کے سوال پر ٹھٹھکتے ہوئے اسے دیکھا پھر ایک دم ہنس دی۔

"تمہیں نہیں پتا کہ یہ شخص کون ہے۔ وہ آران گردیزی ہے۔ وانلن کی دنیا کا بے تاج

بادشاہ۔ اف مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ۔۔۔ میں اسے اگلا پورا مہینہ دیکھنے والی

ہوں۔" لڑکی اپنی دھن میں بولتی وہاں سے چل دی۔

"اف کورس وہ کیسے جان سکتی تھی۔ ایک عرصہ ہو اوہ وانلن کی دنیا سے متعلق ہر چیز

سے بے خبر رہی ہے۔" ایشبے کندھے اچکاتی وہاں سے چل دی۔

آج انکی پریکٹس ٹیچر لیٹ تھیں۔ سو ایشبے وانلن لے کر پریکٹس روم کے ایک کونے

میں جا کر بیٹھ گئی۔

بیگ سے وائلن نکال کر، سامنے رکھے وائلن نوٹس دیکھتی وہ اپنا بوسیٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

کندھے کے زخم کی وجہ سے وہ اتنا اچھا بجا نہیں پارہی تھی۔

ابھی وہ اسی سب میں مصروف تھی کہ اچانک اسے اپنے سامنے کسی کے مردانہ جوتے دیکھائی دیے۔ ایشبے نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ آران تھا۔ ایشبے ٹھٹھکی۔

وہ ہاتھ باندھے آنکھیں سکوڑے، اسکے کندھے کا جائزہ لے رہا تھا۔ جس کے ہاتھ میں اس نے وائلن اسٹک پکڑ رکھی تھی۔

"ازایوری تھنگ آل رائٹ ایشبے۔" وہ پوچھ رہا تھا۔

ایشبے نے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔ وہاں سب اسٹوڈنٹ ان دونوں کو دیکھ رہے تھے

۔ وہ آٹو گراف سیکشن چھوڑ کر ہال کے دوسرے کونے میں اسے دیکھنے آیا تھا

۔ اسٹوڈنٹس کایوں اسے گھورنا جائز تھا۔

"یا۔۔۔ یا۔۔۔ آئی۔۔۔ آئی مین ایوری تھنگ از آل رائٹ۔" ایشبے زبردستی مسکراتے

ہوئے بولی۔ یوں سب کی نظروں کا محور ہو کر اسے الجھن ہو رہی تھی۔

"لیکن کچھ گڑ بڑ ہے۔ میں تمہارے وائلن کی سر سن کر ہی پہچان سکتا ہوں۔ آئی میں

کچھ Improper

ہے۔"

"کیا وہ واقعی ہی اتنا ٹیلینٹڈ ہے۔" ایشبے کے تو گویا پسینے چھوٹ گئے۔

"آں۔۔ ہاں وہ میرے کندھے پر ذرا سی چوٹ آگئی تھی۔" وائلن اور اسٹک رکھتی وہ

جیسے جان چھڑانا چاہ رہی تھی۔

"اندازہ ہو رہا ہے، تمہارا بازو اپنی صحیح پوزیشن میں نہیں ہے۔"

ایشبے نے اسکی بات پر گھبرا کر اسے دیکھا۔

"کیا چیز ہے یہ شخص۔۔۔۔" ایشبے کو سخت کوفت ہو رہی تھی۔ آران کی جانچتی

نظروں سے نہیں بلکہ ہال میں چہ میگوئیاں کرتے اسٹوڈنٹس سے۔

"ایکسوزمی۔" پھر کہتی وہ فوراً وہاں سے اٹھ کر پریکٹس ہال کے دروازے کی طرف

چل دی۔

جاتے جاتے اس نے واپس آران کے گرد جھگمٹے اکھٹے ہوتے دیکھا۔

"اگر وہ اتنا ہی ٹلینٹڈ ہے تو پھر یہاں کیا کر رہا ہے؟" ایشبے نے دروازہ پار کرتے ہوئے سوچا تھا۔

شام کے سائے ابھی مکمل اترے نہیں تھے جب وہ وائلن بیگ اٹھائے ہوٹل برائٹ کی بلڈنگ کے سامنے موجود تھی۔ چونکہ فنکشن رات کا تھا سو اسے رات دیر تک یہاں رکننا تھا۔ اسکا کندھا کافی بہتر تھا سو وہ آرام سے وائلن بجاسکتی تھی۔ ابھی ابھی وہ چینجنگ روم میں اپنا کوٹ اور اسکارف اتار کر آئی تھی۔

اس نے پھولی سی جالی دار آستین والی مکمل پیروں تک آتی میکسی پہن رکھی تھی۔ جو کہ کمر کے گرد کچھ تنگ تھی پھر کسی جھرنے کی لہروں کی مانند زمین کو چھو رہی تھی۔ میکسی بغیر کسی موتی کڑھائی کے مکمل سنہرا رنگ لیے ہوئے تھی۔ بال ڈھیلے سے جوڑے میں باندھ رکھے تھے۔ ہونٹوں پر لگا گلابی گلوں اسکے پورے چہرے کو // // // // // لک دے رہا تھا۔

اسے یوں تیار ہونا بالکل بھی پسند نہیں تھا، لیکن مجبوری تھی۔ تمام اسٹاف کو پارٹی کے مناسبت سے تیار ہونے کی ہدایت دی گئی تھی۔

"عاصم اب آ بھی جاؤ۔" وہ ابھی تک گیٹ پر عاصم کا انتظار کر رہی تھی۔

دورا سکی نظر شاکی اور حمزہ پر بھی پڑی تھی۔ جو اپنے اپنے کاسٹیوم میں ملبوس تھے۔ لیکن اصل نہیں تھا۔

"مے بی اسے واقعی کوئی ضروری کام ہو۔ ہم م م م بے چارہ۔ نا جانے اسکی زندگی میں کتنی مشکلات ہوں۔"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہ تھینک گاڈ۔" وہ عاصم تھا۔

"پتا ہے آج کی پارٹی کے بارے میں تو میں بھول ہی گیا تھا بالکل۔"

"تم سے امید بھی یہی تھی عاصم" ایشبے اپنے خیالات سے باہر آچکی تھی۔

"اف ایشبے جی آج تو لگتا ہے کہ آپ وائلن بجائیں گی تو آسمان سے تارے زمین پر آ کر ناچنا شروع کر دیں گے۔" وہ بھی تعریف میں پیچھے کہاں رہنے والا تھا۔

ایشبے جھینپ گئی۔

"اچھا چلو باتیں بنانا بند کرو اور اندر چلو۔"

پارٹی نیچے کے فلور پر تھی۔

عاصم دوسرے فلور پر ایک جگہ اسکے لیے کی گئی پیانو سیٹنگ کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ ایشبے کے لیے ایک طرف ایک ننھا سا سیٹج تھا۔ چند فٹ کا دائرے کی شکل میں جو کہ زمین سے کچھ بلند تھا۔ اسٹیج پر ایک عدد کرسی موجود تھی جو کہ اسٹیج کے فرش سے کافی اونچی تھی۔ سامنے نوٹس رکھنے کو اسٹیڈ موجود تھا۔

ایشبے نے احتیاط سے وائلن بیگ سے نکالا پھر اپنی میکسی سنبھالتی کرسی پر بیٹھ گئی۔ کرسی اس قدر اونچی تھی کہ اسکے پاؤں بمشکل زمین کو چھو رہے تھے۔ ایک ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ مطمئن سے وائلن بجانے لگی۔

پارٹی کے لیے خصوصی طور پر فلورز کو بیش و قیمت آرٹ پیسز سے سجایا گیا تھا۔ ایک طرف گیلری میں بیش بہا قیمتی سینٹگنز آویزاں تھی۔

وائلن بجاتے بجاتے وہ نظریں گھماتی بہت باریکی سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔

جب اچانک اسکی نظر اس پینٹنگ پر رکی تھی۔



"آلانی کیا تمہیں پارٹی کے مطابق ڈریس اپ نہیں ہونا چاہیے تھا۔" بارعب آواز پھر ابھری تھی۔

باس کا اشارہ آلانی کے فارمل ڈریس اپ کی طرف تھا۔

"بٹ سر میں تو ڈیوٹی پر ہوں۔ تو اس لیے۔۔۔"

"آج ہوٹل کی 20 اینورسری ہے۔ اور ہوٹل برائٹ کی فیملی ہونے کے ناطے تمہیں بھی حق ہے کہ تم تیار ہو۔" وہ برابر لہجے میں بول رہا تھا۔

اور آلانی وہ اتنی سی توجہ پر بلش کرنے لگی تھی۔

"جی بالکل سر۔۔۔ میں ہو جاؤں گی تیار۔"

"اگڈ۔"

فرسٹ فلور آچکا تھا۔ لفٹ کا دروازہ کھلا۔

"او کے اب تم تیار ہو سکتی ہو، یہاں میں اکیلے ہی بیچ کر لوں گا۔" وہ کوٹ کا فرنٹ بٹن

کھولتا، آلانی کو ہدایت دے رہا تھا، جس پر آلانی مسکراتی سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

-----

لفٹ ایریا سے نکل کر وہ ہال میں آیا۔ جہاں الریڈی کافی رونق لگی ہوئی تھی۔ لوگوں سے گلے ملتا اور حال احوال پوچھتا وہ ایک پوائنٹ پر ٹھٹھکا تھا۔

اس کی نظر ہال کے کونے میں فرش سے کچھ اونچے اسٹیج پر بیٹھی وائلن بجاتی لڑکی پر پڑی۔ اسکی نظریں جہاں تھیں وہیں تھم گئیں۔

"کیا کبھی کسی نے اسے کہا تھا کہ پریاں زمین پر اترتی ہیں۔ اگر ہاں۔۔۔۔۔ تو لو وہ اعلان کرتا ہے کہ اسے یقین آ گیا کہ پریاں زمین پر اترتی ہیں۔"

دیس مائے گرل۔ "وہ زیر لب مسکرایا۔"  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 اس سے پہلے کہ وہ اپنے قدم اس لڑکی کی جانب بڑھاتا اچانک ایک بیر اس سے آٹکرایا۔

وہ بدک کر نیچے ہوا تھا سو کپڑوں کی بچت ہوئی لیکن جو توں پر جو س کے کچھ چھینٹے پڑ چکے تھے۔ جو وہ بیر اگھراہٹ میں جھک کر صاف کر رہا تھا۔

"دیکھ کر کام کیا کرو، آخر کس چیز کے پیسے دیے جاتے ہیں تم لوگوں کو۔" بہت اکھڑا نہیں لیکن اسکا لہجہ سرد ضرور تھا۔

"آئی ایم ریٹی سوری سر۔" بیراشر مندہ سا کہتا فرش پر بکھر اسامان اٹھا رہا تھا۔  
 بیرے پر ایک ملامتی نظر ڈال کر اس نے واپس اس لڑکی کی جانب دیکھنا چاہا لیکن وہاں  
 سامنے اچانک بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ وہ لڑکی ان میں چھپ چکی تھی۔

اگلے لمحے وہ واپس خود کو کمپوز کر چکی تھی۔ وائلن واپس اپنی لے میں بچ رہا تھا۔ لیکن وہ  
 پینٹنگ۔۔۔۔۔

وہ پینٹنگ اسکی نظروں میں کھٹک رہی تھی۔ پھر کچھ دیر میں اسکے اطراف سے لوگوں کا  
 ہجوم ہٹنے لگا۔ اب وہ سب ایک طرف اکٹھے ہو رہے تھے۔ ہوٹل کا مالک کچھ دیر میں  
 اسپینچ دینے والا تھا۔

ایشبے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی وائلن وہیں کر سی پر رکھا۔ پھر اپنی میکسی سنبھالتی اس  
 پینٹنگ کی طرف بڑھ گئی۔

وہ پینٹنگ کسی اٹھارہ انیس سال کی لڑکی کی تھی، جو کہ کسی جھیل میں کھڑی تھی۔ پانی  
 اسکے ٹخنوں سے بمشکل ایک انچ بلند تھا۔ پینٹنگ میں لڑکی کی پشت تھی۔

شاید وہ لڑکی وانلن بجا رہی تھی۔ ایشبے نے غور سے دیکھا ہاں وہ وانلن ہی بجا رہی تھی۔  
لیکن تصویر میں کچھ غیر معمولی تھا۔ جو ایشبے کو مضطرب کیے ہوئے تھا۔

وہاں اس پینٹنگ میں جھیل کا پانی عجیب انداز میں لڑکی کے اطراف میں رقص کر رہا  
تھا۔ گویا وہ اپنے وانلن کے سروں سے پانی کو رقص کرنے پر مجبور کر رہی ہو۔ وہ محوسی  
کھڑی تھی۔ جب۔۔۔۔

"ایشبے۔"

آواز نے اسکا ارتکاز توڑا۔ وہ جھٹ سے مڑی۔ اس نے نیچے سے اوپر تک سامنے کھڑے  
شخص کا مکمل جائزہ لیا۔

ایشبے ٹھٹھکی تھی۔

"اصل تم۔۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔ آئی مین تمہیں تو نہیں آنا تھا۔"

"کیا تمہیں یہ پینٹنگ پسند آئی ہے۔ یہ میں نے بنائی ہے۔" الٹا سوال دغا گیا۔

ایشبے کی حیرت ابھی کم نہیں ہوئی تھی۔ لیکن وہ خود کو کمپوز کرتی واپس پینٹنگ کی طرف  
متوجہ ہوئی۔

"ہاں یہ اچھی۔۔۔۔۔ ایک منٹ، ایک منٹ اسے تم نے بنایا ہے رائٹ۔"

"ہاں تین سال پہلے بنایا تھا میں نے اسے۔ یہ منظر حقیقی ہے لیکن کوئی میری بات پر یقین نہیں کرتا۔"

"اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا تم نے۔" کہیں کچھ غلط تھا۔ ایشبے سمجھ نہیں پارہی تھی۔

"ہاں وہی تو۔" آصل نے اپنی بات پر زور دیا۔

"کیا تم نے اس لڑکی کی شکل نہیں دیکھی تھی۔"

"ہم م م م۔۔۔۔۔" آصل نے ایک لمبی آہ بھری۔

"کاش دیکھی ہوتی تو آج تک میں اس لڑکی کو تلاش نہ کر رہا ہوتا۔ پر خیر جانے دو یہ دنیا

اتنی بڑی بھی نہیں ہے۔ میں کبھی نا کبھی تو اسے ڈھونڈ ہی لوں گا۔"

"پر تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" ایشبے ایک دم سے اپنے سوال پر واپس آئی۔

"اور تمہارا کاسٹیوم وہ کہاں ہے؟"

آصل نے معنی خیز مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔ ایشبے کو الجھن ہو رہی تھی۔ یہ وہ آصل

تو نہیں تھا۔

"ایشبے تم ایک کام کیوں نہیں کرتی۔ تم وہاں سامنے بیٹھ جاؤ آرام سے۔" آصل نے ایک طرف پڑے صوفوں کی طرف اشارہ کیا۔

"پر-----"

اسکی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ آصل کا ہاتھ ایشبے کے چہرے کی طرف بڑھا۔ وہاں ایک آوارہ سی لٹ کو واپس کان کے پیچھے اڑس دیا گیا۔

"کیا تم کچھ دیر انتظار کر سکتی ہو۔ یہاں کاسی ای او اسپینج دینے والا ہے۔ پھر اسکے بعد ہم

تفصیلات کرتے ہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آصل کالب ولجہ۔۔۔ اف ایشبے نے الجھن میں بس اثبات میں سر ہلایا اور ایک طرف پڑے صوفوں کی طرف بڑھ گئی۔ اسے سی ای او کی اسپینج میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن آصل سے بات ابھی ادھوری تھی۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ صوفے پر بیٹھی تھی۔ جب اس نے سی ای او کی اسپینج کی

اناؤنسمنٹ سنی تھی۔

اسٹیج پر ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا، ایشبے اکتاہٹ سے وہاں سے اٹھ گئی اور باہر کی طرف

جانے لگی۔

ایک دم سے ہوئی خاموشی کے بعد مائیک پر ایک ہنکارا بھرا گیا۔ سی ای او آچکا تھا۔

"آپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے بیس سال کیسے گزرے پتہ ہی نہیں چلا۔"

اسٹیج ایشبے کی پشت پر تھا۔ لیکن آواز۔۔۔۔ آواز وہ صاف سن سکتی تھی۔

"ہوٹل برائٹ ہمیشہ سے آپکی محنت کا مرہون منت رہا ہے۔"

آواز اس قدر جانی پہچانی کیوں تھی، ایشبے کے قدم سست پڑتے پڑتے رک گئے۔

"نہیں۔۔۔ ای سی ایک منٹ۔۔۔ ایک منٹ۔" وہ انہیں قدموں پر واپس گھوم

گئی۔

"ہاں ڈائری پر وہ ہی تھا۔"

"آصل۔۔۔۔۔!"

آصل اور سی ای او۔۔۔۔۔ واٹ۔" ایشبے بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر اگلے

ہی پل اسکی آنکھوں میں ڈھیروں خفگی اتر آئی تھی۔ مزید وہاں رکنے کی بجائے وہ وہاں

سے نکل گئی۔

ہوٹل کے باہر راہداری کے اطراف کھلے میدان میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر  
نوارے نصب تھے۔ وہ جا کر انہیں میں سے کسی ایک کے کنارے بیٹھ گئی۔

دماغ بالکل الجھ چکا تھا۔

مشکل سے بیس منٹ گزرے تھے کہ وہ ہوٹل کی عمارت سے باہر کھڑا تھا۔ وہ دور ایک  
نوارے کی منڈیر پر بیٹھی تھی وہ دور سے ہی پہچان گیا تھا۔

اگلے کچھ لمحوں میں وہ اس کے سر پر کھڑا تھا۔

"ایشبے۔" وہ مدہم سی آواز میں بولا۔

آواز پر ایشبے ایک دم چونکی۔

کچھ تھا کہ اس نے گود میں رکھی مٹھی ایک دم بھینج لی تھی۔

"کیا تم نے اسپینج سنی؟" کہتا اب وہ اس کے برابر میں بیٹھ چکا تھا۔

ایشبے نے نفی میں سر ہلایا۔

"اچھا ہی ہوا نہیں سنی ورنہ میرا کیوٹ سا ایکسپریشن خراب ہو جاتا۔" وہ دانت نکالتے ہوئے بولا تھا۔

ایشبے نے حیرت سے اسے دیکھا۔ بیس منٹ بعد وہ پہلے والا آصل بن چکا تھا۔  
 "تمہاری مٹھی میں کیا ہے؟" آصل نے کچھ عجیب محسوس کیا تو اسکی مٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

ایشبے نے بے تاثر چہرہ لیے آصل کو دیکھا۔

"کیا وہ یقین کرے گا؟"۔۔۔۔۔ دل میں سوچا۔۔۔

"ہاں ہاں وہ یقین کرے گا۔۔۔ وہ ہی تو ہے جو یقین کرے گا۔" فواروں سے نکلتا پانی  
 یک زبان تھا۔

اگلے ہی پل ایشبے نے مٹھی آصل کے سامنے کھول دی۔

"ہو۔۔۔" آصل نے چہرہ ذرا پیچھے کیا۔ اسکی آنکھیں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی کھل گئی تھیں۔

وہاں ایشبے کی ہتھیلی پر آگ کا ایک ننھا سا شعلہ جل رہا تھا۔ بالکل ہتھیلی کی وسط میں۔

"کیا تم غصے میں ہو؟" وہ ایک نظر ہتھیلی کر دیکھتا اور دوسری ایشبے کو۔

ایشبے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آصل ہنسا، پھر مڑ کر فوارے سے ہتھیلی میں کچھ پانی لیا اور ایشبے کی ہتھیلی پر چھڑک دیا۔

شعلہ بج گیا تھا۔ کچھ پل میں وہاں مدھم سادھواں اڑتا ہوا میں جا ملا۔

اور پھر۔۔۔۔ پھر صاف شفاف ہتھیلی۔

"اتنا تھوڑا سا غصہ تھا، اتنی جلدی بجھ گیا۔" وہ ہنستے ہوئے بول رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Urdu | English |

"مجھے زیادہ غصہ نہیں آتا۔"

"پھر تو شکر ہے، ورنہ آج تو آدھی دنیاراکھ کر چکی ہوتی تم۔" وہ مزہ قابول رہا تھا۔

پرائشبے نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"ابو بھی یہی کہتے ہیں کہ میں سب راکھ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتی۔" لہجے میں

زمانے بھر کی اداسی در آئی تھی۔

آصل کی ہنسی سمٹی۔

"ارے نہیں نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ ایشبے تم نے غلط سمجھ۔۔۔۔"

"مجھے پتہ ہے اٹس اوکے۔" وہ مدھم سا مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہاں تو کیا پوچھنا تھا تمہیں پیٹنگ کے حوالے سے؟" آصل بولا۔

"تمہیں وہ پیٹنگ نہیں بنانی چاہئے تھی، وہ کسی کاراز بھی ہو سکتا ہے۔" ایشبے مدھم لہجے

میں بول رہی تھی۔

"ہاں تو میری بات پر کونسا کوئی یقین کرتا ہے۔" آصل نے ناک سے مکھی اڑتے ہوئے

کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم اس لڑکی کو کیوں ڈھونڈ رہے ہو؟"

"اسکا میٹرک کارزلٹ پوچھنے کے لیے۔" آصل نے بھرپور ایکٹنگ سے کہا۔

"آصل میں مزاق نہیں کر رہی۔"

"تم پوچھ ہی ایسا سوال رہی ہو۔" بھئی میں ایک دفعہ اس سے ملنا چاہتا ہوں

۔ کیونکہ۔۔۔۔"

کہتے کہتے وہ ٹھہرا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

آصل کے رکنے پر اسکے چہرے پر الجھن ابھرنے لگی تھی۔

"کیونکہ کیا آصل؟"

پل بھر کو وہ اسکے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا پایا تھا۔ وہاں کچھ تھا۔ مضطرب سی

آنکھیں آصل پر ہی جمی تھیں۔

"کیونکہ۔۔۔۔۔"

"ٹرن ٹرن ٹرن۔۔۔۔۔ ایشبے کا فون بج اٹھا تھا۔ ایشبے نے چونک کر اپنی میکسی سے نتھی

چھوٹے سے کلچ سے فون نکالا۔ مام کی کال تھی۔

"ایک منٹ۔۔۔۔۔" کہتی وہ فون کان سے لگاتی اٹھ گئی۔

اور اسکے اٹھ کر جانے پر، جیسے کوئی سحر ٹوٹا تھا۔ ایشبے کی وہ گہری اور مضطرب آنکھیں

، آصل نے جھر جھری لی تھی۔ وہ اب دور جاتی ایشبے کی پشت تک رہا تھا۔

"کیا وہ جانتی ہے؟" سوچتا اب وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ہوٹل کی جانب بڑھ گیا۔

آصل کے جانے کے بعد ایشبے نے مڑ کر خالی فوارے کی طرف دیکھا تھا۔

"اگر وہ یہاں کا سی ای او ہے تو، اسے پارک میں جا ب کرنے کی کیا ضرورت ہے

بھلا۔ اور وہ بیٹنگ۔۔۔۔۔ "ایشبے نے ہوٹل کے دروازے کی جانب دیکھا۔ جہاں سے  
اصل ابھی اندر گیا تھا۔

"آخر وہ کیا کہنے والا تھا۔" آخری خیال جو ذہن میں ابھرا تھا۔

آلانی مسلسل کھوجتی نگاہوں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اصل سروس وقت سے پہلے ہی  
اسپیج پوری کر کے آگئے تھے۔ جس پر میڈم سخت غصے میں تھیں اور اب اصل کو بلا  
رہی تھیں۔

چلتے چلتے آلانی کی نظر ایک طرف صوفے پر بیٹھے شخص پر گئی۔ آلانی کی طرف اس  
شخص کی پشت تھی۔ رائل بلیوڈریس میں وہ اصل ہی تھا۔

آلانی نے سکون کا سانس خارج کیا۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتی اسی جانب چل دی۔

اس شخص کے سر پر پہنچ کر آلانی بولی۔

"سروہ میڈم آپکو۔۔۔۔۔" بات ابھی ادھوری تھی جب اس شخص نے چہرہ موڑ کر پیچھے  
دیکھا۔

آلانی کی زبان ایک دم تالو سے چپکی تھی۔

"یس آلانی ڈیر۔" سدا کی مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا تھا۔

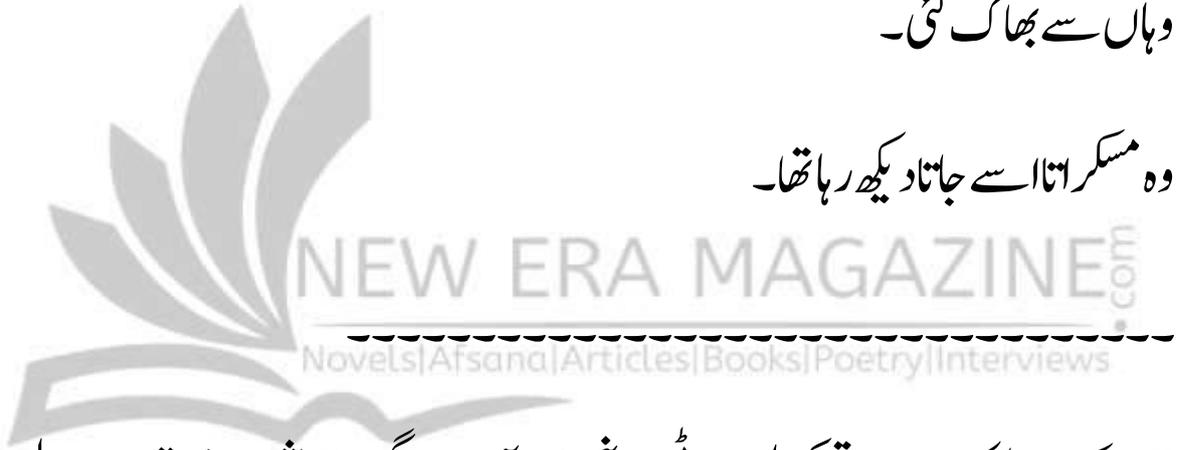
اور وہ ڈیمپل۔۔۔۔

"آران۔" آلانی لڑکھڑاتی دو قدم پیچھی ہوئی تھی۔

چند سیکنڈوں میں ہی اسکے پسینے چھوٹ گئے تھے۔ اور پھر آؤدیکھانا تاؤ وہ لٹے قدموں

وہاں سے بھاگ گئی۔

وہ مسکراتا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔



"او کے بابا ٹھیک ہے۔ تم کر لینا پارٹی ارینج، میں آ جاؤں گی۔" ایشبے نے ہتھیار ڈالتے

ہوئے کہا۔ فون کے دوسری طرف عاصم تھا۔ جو ایشبے کے سنگاپور جانے سے پہلے پارٹی

ارینج کروانا چاہتا تھا۔ آخر اسکی ضد کے سامنے ایشبے نے ہتھیار ڈالے اور فون آف کرتی

پریکٹس روم سے نکل آئی۔

وائٹن بیگ کندھے پر ڈالتے ہوئے وہ ریشپشن ایریا میں داخل ہوئی۔ پھر ٹھٹھی۔ وہاں

سامنے ایک بیچ پر بیٹھا اصل موبائل پر مصروف تھا۔

فنکشن والی رات کے بعد وہ اسے آج دیکھ رہی تھی۔ دل تو کیا واپس مڑ جائے لیکن اس سے پہلے ہی ریشپشن گرل کی آواز گونجی۔

"یس میم آپکو کوئی کام تھا؟" آصل نے آواز پر سر اٹھایا پھر ریشپشن گرل کی نظروں کے تعاقب میں ایشبے کو کھڑا پایا۔

"جی میں انہیں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔" آصل مسکراتا کھڑا ہوا پھر ایشبے کی جانب دیکھا۔ وہ مسکرائی نہیں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلیں ایشبے؟" یہاں ریشپشن ایریا میں وہ اس سے سوال جواب نہیں کر سکتی تھی سوا اسکے ساتھ باہر نکل گئی۔

اکیڈمی سے نکل کے وہ دونوں فٹ پاتھ پر چل رہے تھے۔ خاموشی دونوں کے درمیان بدستور قائم تھی۔

"عاصم کہہ رہا تھا کہ تم نے پارک آنا چھوڑ دیا ہے۔" ایشبے نے بات کہ آغاز کیا۔

"بس میرا دل اکتا گیا تو میں نے چھوڑ دیا۔ میں بہت جلدی بور ہو جاتا ہوں ایک روٹین

سے۔ "وہ اپنی دھن میں کہہ رہا تھا۔

"اور میری اکیڈمی آنا کب چھوڑو گے۔"

"جب تم چھوڑو گی۔" دل سے بے ساختہ الفاظ نکلے تھے کہ وہ خود بھی حیران رہ گیا تھا۔

"جب یہاں آنے سے بور ہو جاؤں گا۔" زبان سے صرف یہی ادا کیا گیا۔

"تم برائٹ گروپس کے اکلوتے وارث ہو رائٹ۔" ناجانے وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔

ڈریس پینٹ پر سفید شرٹ، جسکے کف کمنیوں تک فولڈ تھے۔ کوٹ ایک ہاتھ سے کندھے پر ڈالے۔ وہ وہی تھا جو وہ کہہ رہی تھی۔

"کیا اس بات سے کوئی فرق پڑتا ہے ایشبے۔" الٹا سوال کیا گیا۔

ایشبے نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"آصل۔۔۔۔۔ لوگ حادثات ملتے ہیں یا ضرورتاً؟" پھر ایک سوال۔

وہاں کوئی جواب دینے پر رضامند کیوں دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے وہ اکیڈمی سے کافی آگے نکل آئے تھے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔" اس نے سوال واپس لوٹا دیا۔

"آج تم اپنی فلاسنفی گھر رکھ آئے ہو کیا۔" ایشبے نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"بالکل۔ کیونکہ آج میرا کوئی فلاسنفی جھاڑنے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔"

آصل اور آصل کے موڈ۔۔۔۔۔ ایشبے نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"تم اتنے لاپرواہ سے کیوں ہو آصل؟" ایشبے نے چڑتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ تم اتنی ذمہ دار جو ہو۔" آصل نے بھی جوابا اسکے انداز میں نقل اتارتے ہوئے

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہا۔

"لاپرواہ سے آصل کی ذمہ دار سے ایشبے۔ زبردست بھئی۔" آصل نے چٹکی بجاتے

ہوئے کہا۔

ایشبے نے پھر اسے دیکھا۔ وہ قد میں ایشبے سے اونچا تھا۔ سو ایشبے کو اچھا خاصا سراٹھا کر

اسے دیکھنا پڑتا تھا۔

"ایسی عجیب باتیں کرو گے تو نیکسٹ ٹائم تمہارے ساتھ نہیں آؤں گی۔" وہ

خفگی سے بولی تھی۔ آصل کی بات اسے بہت عجیب لگی تھی۔

"او کے نوپرا بلم مت آنا۔ میں خود ہی لے آؤں گا۔" کہتے وہ ہنس رہا تھا۔

ایشبے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"اووو۔۔۔۔۔ وہ اتنا کیوٹ کیوں ہے۔۔۔۔۔"

ایشبے نے کہنی زور سے اسکے بازو میں ماری۔

"آصل مجھے ضرورت سے زیادہ کیئر کرنے والے لوگ بالکل بھی پسند نہیں۔ تمہیں

پتہ ہے۔"

"ہاں پتہ ہے کیونکہ تمہیں عادت نہیں ہے۔ فکر مت کرو جب عادت ہو جائے گی تو

تمہیں دوسروں کا کیئر کرنا چھانگے گا۔"

وہ چل رہا تھا لیکن ایشبے کے قدم رک گئے تھے۔

"عادت۔۔۔۔۔ نہیں اسے عادتیں پسند نہیں۔ عادتیں بہت جان لیوا ہوتی ہیں

۔" وہ عجیب نظروں سے آصل کی پشت تک رہی تھی۔

آصل ایک دم رکا اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ایشبے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

پھر اس نے ایشبے کو واپس مڑ کر جاتے دیکھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتے، پشت آصل کی جانب

تھی۔ آصل نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"آلانی۔" فائلز کو ادھر ادھر کرتے مصروف سے آصل نے آلانی کو آواز دی۔

"آلانی میری بلیک فائل کہاں ہے؟"

خاموش آفس میں مسلسل ہوتی فائلز کی کھڑپڑ فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔

آلانی آصل کی میز سے کچھ دور کھڑی، چھوٹی میز پر پڑی فائل کو دیکھ رہی تھی، بظاہر وہ ایکٹیوسٹی کچھ پڑھ رہی تھی۔ لیکن دو دفعہ آصل کے پکارنے پر بھی اس نے جواب نہیں دیا تھا۔

"آلانی۔" اب کی بار آصل نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پکارا۔ جس پر آلانی نے

گڑبڑا کر سر اٹھایا۔

"یس۔۔۔۔۔ یس سر۔" قدرے گھبرائے انداز میں وہ آصل کی میز کی طرف آئی۔

"آلانی میری بلیک فائل نہیں مل رہی ہے۔" آصل نے اپنا مدعا دہرایا۔

"وہ۔۔۔۔۔ وہ تو ادھر دوسری میز پر ہے۔ شاید، میں لاتی ہوں۔" کہہ کر وہ دوسری

میز کی طرف گئی۔ ڈرار سے ایک فائل نکالی اور اصل کے سامنے لا کر رکھ دی۔

"ازاپوری تھنگ آل رائٹ آلانی۔" فائل کا جائزہ لیتے آصل نے سر سرے انداز میں  
آلانی سے پوچھا تھا۔

"جی۔۔۔ جی نہیں آئی مین نوپرا بلیم، ایوری تھنگ از آل رائٹ سر۔" آلانی نے  
زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔ جس پر آصل نے ایک اچھتی نگاہ اس پر ڈالی۔  
کہہ کر وہ پلٹنے لگی تھی۔

"آلانی۔" آصل نے مصروف سے انداز میں کہا۔

آلانی کے قدم رکے۔ وہ واپس مڑی۔

"یس سر۔"

"تمہاری مام کا آپریشن کیسا رہا۔"

"اللہ کا شکر ہے سر بس کوئی معجزہ ہی ہو گیا۔ اب تو وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر  
نے انکار کر دیا تھا۔" کہتے کہتے وہ مسکرائی تھی، لیکن اب کی بار دل سے۔

"معجزے صرف یقین رکھنے والوں کے لیے ہوتے ہیں آلانی۔"

"اور سر آپ نے ہی ہمیں ہمیشہ یقین رکھنا سکھایا ہے سر۔" وہ تشکر آمیز لہجے میں بولی۔

اصل مدہم سا مسکرایا۔

"اور مجھے یقین ہے کہ تم کبھی میرا بھروسہ بھی نہیں توڑوں گی۔ رائٹ۔" آخری لفظ

بولتے اصل نے ایک نظر آلانی پر ڈالی۔

آلانی کی مسکراہٹ فوراً سمٹی تھی۔

"جی۔۔۔۔۔ جی سر بالکل۔۔۔۔۔" لیکن پھر خود کو کمپوز کرتی وہ فوراً بولی۔

"گڈ۔" کہتا وہ واپس فائلز پر جھک گیا۔ یعنی آلانی جاسکتی تھی۔

اور اگلے پندرہ سیکنڈ میں وہ آفس سے باہر تھی۔

ہاتھ سیدھا گلے پر گیا۔ وہ ہاتھ سے گلا مل رہی تھی، سانس گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

"اوہ خدایا یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔۔۔۔۔" ایک گھبرائی نظر آفس کے دروازے پر

ڈالی۔ پھر فوراً وہاں سے چل دی۔

بند دروازہ سے تیز تیز قدموں سے جاتا دیکھ رہا تھا۔

"تم نے اصل کے ساتھ اچھا نہیں کیا آلانی۔۔۔۔"

دروازہ اپنی بے بسی پر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اسے اندر فائلز کا مصروف سا جائزہ لیتے اصل کے لیے سخت دکھ ہو رہا تھا۔

وہ ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا۔ ایک طرف لاؤنج کے ساتھ منسلک کمرہ اور دوسری طرف اوپن کچن۔ کچن سے کچھ پھینٹنے کی آواز آرہی تھی۔

وہاں کچن کی شیف کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی، پشت لاؤنج کی جانب کیے وہ آلانی تھی۔ کافی پھینٹتے وہ مسلسل ہونٹ چبا رہی تھی۔ چہرے پر عجیب اضطراب پھیلا ہوا تھا۔ وہ اپنی فیملی کے ساتھ نہیں رہتی تھی۔ چونکہ اسکی جاب اس شہر میں تھی، سو وہ کرائے کے اپارٹمنٹ میں رہنے پر مجبور تھی۔

گہری سوچ میں غلطاں وہ کافی پھینٹتے ہوئے مڑی۔ اور پھر اگلے ہی پل۔۔۔۔

قریب ہی تھا کہ کافی کا کپ چھوٹ کر زمین پر گر جاتا لیکن اس سے پہلے ہی اسے تھام لیا گیا تھا۔

"تھنکس آلاٹ آلانی ڈیئر۔۔۔۔ کافی طلب ہو رہی تھی کافی کی۔" کپ پکڑ کر اب وہ شخص لاؤنج کی طرف چل دیا۔

بوٹس پر چاکلیٹی جینز اور اوپر کھلے گلے والی سفید ٹی شرٹ پہنے وہ آران گردیزی تھا۔  
آلانی کا سانس ابھی تک اٹکا ہوا تھا۔

کچھ لمحے سر کے، دماغ نے کچھ کام کرنا شروع کیا۔ حواس لوٹے، ماتھے پر ایک دم لکیریں نمودار ہوئیں تھیں۔

"اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا آلانی ڈیئر۔ باہر آ جاؤ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آلانی نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔ اس سے زیادہ وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔ کچن سے نکل کر وہ اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"تم گھر میں داخل بھی کیسے ہوئے۔۔۔ اور۔۔۔ اور کیا کر رہے ہو تم یہاں۔"

پہلے ہی وہ کئی دنوں سے اسکی وجہ سے پریشانی کا شکار ہوئے جا رہی تھی۔ اوپر سے وہ اسکے سامنے آبیٹھا تھا۔

آران نے ایک ابرو اٹھاتے ہوئے آلانی کو دیکھا۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہو "لائیک سیر نیسلی

"!

"تم آران۔۔۔ تم ابھی اسی وقت اٹھو اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور بھول جاؤ کہ میں کون ہوں۔۔۔ بہت استعمال کر لیا تم نے مجھے لیکن اب اور نہیں۔" انگلی سے دروازے کی طرف اشارہ کرتی وہ دھاڑ رہی تھی۔ پھر غصے سے کانپتی وہ خاموش ہو گئی۔

"جو آران نے ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا کچھ اور اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"بالکل نہیں بدلی تم۔۔۔ ابھی تک ویسا ہی غصہ ہے۔۔۔ میں تو ڈر گیا

بھئی۔" مصنوعی خوف ظاہر کرتا وہ بولا پھر خود ہی ہنس دیا۔

"ٹھیک ہے بیٹھے رہو یہاں، میں ہی یہاں سے جا رہی ہوں۔" غصے میں کہتی وہ دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جب

"ماں کا پچھلے ماہ انتقال ہو گیا ہے۔" دروازے کی طرف بڑھتے قدم ٹھٹھکے تھے۔ یا شاید فریز ہو گئے تھے۔

تیر نشانے پر لگا تھا وہ جانتا تھا۔

کچھ لمحے لگے پھر وہ خود کو کمپوز کرتی آران کی جانب مڑی۔

"تو یہ بات تم مجھے کیوں بتا رہے ہو۔" چہرہ سپاٹ تھا۔

آران نے کافی کاکپ میز پر رکھا۔

"کیونکہ تم بار بار بھول جاتی ہو کہ ہمارے باپ الگ الگ تھے لیکن ماں ایک ہی تھی

۔" لہجے میں کچھ سنجیدگی در آئی تھی۔

آلانی نے بہت ضبط سے اسے دیکھا۔

"نفرت ہے مجھے تم سے اور تمہاری ماں سے سمجھے۔" ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا گیا

تھا۔

"بہت شوق ہے نا تمہیں لوگوں کو بلیک میل کرنے کا، انہیں اپنے اشاروں پر نچانے کا

۔ تو میری ایک بات سن لو، جاؤ جسے مرضی جا کر بتاؤ کہ میں کون ہوں۔ مجھے فرق نہیں

پڑتا لیکن میں مزید تمہارے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہوں گی۔" آلانی نے بہت ہمت

کر کے کہا تھا۔

جس پر سنجیدہ سا آران ایک دم ہنس پڑا۔

"اوہ تو پھر اس قیمتی اعتماد کا کیا جو اصل صاحب تم پر کرتے ہیں۔ کیا ہو گا جب وہ جانے گا کہ اسکی وفادار سیکڑی جس سے وہ اپنا ہر راز شیئر کرتا ہے۔ اپنے ذاتی معمولوں میں جس سے رائے ضرور لیتا ہے۔ وہی سیکڑی اس سے بارہا جھوٹ بول چکی ہے۔ بارہا اسکے بتائے راز اپنے اس معصوم اور بے ضرر بھائی سے شیئر کر چکی ہے۔"

آلانی کا گویا دل بھیج سا گیا تھا۔

"زندگی نے سب سے زیادہ پچھتاوے اسی کی جھولی میں ڈالے تھے۔"

اس سے آگے کوئی جواب نہیں تھا اس کے پاس۔ اس نے بس ایک بے بس نگاہ آران پر ڈالی۔ وہ جانتی تھی کہ آج جو وہ اتنے اعتماد سے اصل سے ٹکرا لینے آیا ہے تو اس سب کی ذمہ دار آلانی ہی تھی۔ اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اصل کی کمزوری آران کے ہاتھوں میں پکڑائی تھی۔

آران اب آنکھیں موندھے سر کے نیچے ہاتھ رکھے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر دراز ہو چکا تھا۔ اور آلانی۔۔۔۔۔

وہ سوائے پچھتاوے کے اور کر بھی کیا سکتی تھی۔ آخر اپنے فرار کے سارے رستے اس

نے خود ہی بند کیے تھے۔

مسزادیب مسلسل کچھ بڑبڑاتی لاؤنج میں ادھر ادھر چکر لگا رہی تھیں جب آصل ٹائی  
ڈھیلی کرتا لاؤنج میں داخل ہو رہا تھا۔ ہاتھ میں پکڑا آفس بیگ لاؤنج میں پڑے صوفے  
پر پھینکا پھر صوفے پر ہی دراز ہو گیا۔

مسزادیب ابھی تک ادھر ادھر چکر لگا رہی تھیں۔

کچھ دیر گزری، مسزادیب نے رک کر ایک نظر آصل پر ڈالی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا تمہیں دیکھائی نہیں دے رہا کہ تمہاری ماں کتنی پریشان ہے۔" مسزادیب اسکے  
سر پر آکر دھاڑیں تھیں۔

آنکھیں موندھا لیٹا آصل ایک دم سیدھا ہوا۔

"کیا ہے مام۔۔۔۔۔" آصل جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

"مجھے کیا پتہ تھا کہ آپ پریشان ہیں۔"

مسزادیب نے اسے گھورا۔

"نہیں میں شوق سے ادھر ادھر چکر لگا رہی ہوں۔"

"اوہ اچھا۔۔۔ مجھے لگا شاید آپ گھر میں ہی واک کرنے لگی ہیں۔" بہت سنجیدگی سے  
عذر پیش کیا گیا تھا۔

کہتا وہ واپس صوفیہ کی پشت سے ٹیک لگانے لگا۔

"سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ اچھا خاصہ تمہارا رشتہ انور صاحب کی بیٹی سے طے ہو  
رہا تھا۔۔۔۔۔ عقل گھاس چرنے لگی تھی میری جو تمہارے کہنے پر تمہیں ایک  
مہینہ کا وقت دیا۔ نتیجہ دیکھ لو انور صاحب نے ڈیل کینسل کر دی ہے۔"  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"صرف پروجیکٹ کی یا اپنی بیٹی کی بھی۔۔۔" اصل نے ایک دم سیدھا ہوتے ہوئے  
کہا۔

شروع کی ساری بات سے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ پر آخری بات پر اسکی بانجھیں  
کھل گئی تھیں۔

مسز ادیب منہ بھینچتی اسے دیکھتی رہ گئیں۔

پھر آنکھیں سیڑتی ایک دم بولیں۔

"ایک منٹ۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ اصل ادیب صاحب اگر مجھے معلوم ہوا کہ اس سب میں کہیں ذرا برابر بھی تمہارا ہاتھ تھا تو یقین کرو کہ ٹانگیں توڑ کر سڑک پر بیٹھا دوں گی۔ پھر وہاں بیٹھ کر بھیک مانگنا اور یاد کیا کرنا کہ کبھی تم برائٹ گروپ کے اکلوتے وارث تھے۔" وہی ہمیشہ والی دھمکی کہتی اب وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلی گئیں۔

اصل کی بمشکل ضبط کی ہوئی ہنسی باہر آئی تھی۔ وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتیں وہ جانتا تھا۔ وہ الگ ہے کہ اسکے باپ کی کوئی اور اولاد ہوتی۔۔۔ کسی اور بیوی سے، کوئی دوسری یا شاید مسز ادیب سے بھی پہلی بیوی۔۔۔ ہو۔۔۔ کون جانے کندھے اچکاتا اصل صوفی کی پشت سے ٹیک لگاتا صوفی پر دراز ہو گیا۔

"آہ۔۔۔ کاش برائٹ گروپ کا کوئی اور وارث بھی ہوتا۔ قسم سے میں اپنا بوریا بستر سمیٹ کر ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلا جاتا اور کبھی واپس نا آتا۔" سوچتے سوچتے اس نے آنکھیں موندھ لیں۔

اچانک اسکے فون پر ایس ایم ایس کی بپ ہوئی۔ گڑ بڑا کر اس نے فوراً آنکھیں کھولیں۔ اسکرین پر شیز انور کا نام جگمگا رہا تھا، اس نے ایس ایم ایس اوپن کیا۔

"اس زبردستی شادی سے میری جان بچانے کا شکر یہ۔۔۔۔۔ میں جلد ہی تمہارا بدلہ چکا دوں گی۔" آخر میں بہت سے سمایلی فیس بھیجے گئے تھے۔

اصل نے ایک نظر سیڑھیوں سے اوپر دوڑائی جہاں سے ابھی ابھی مسز ادیب گئی تھیں

"ذرا برابر نہیں بس اس سے تھوڑا سا کم۔" کہتا جھومتا وہ صوفی سے اپنا بیگ اور ٹائی اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

کیا بہت جلدی اسکی یہ لاپرواہیاں اسے لے ڈوبنے والی تھیں؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے بیگ کی زپ بند کر کے بیگ کندھے پر ڈالا اور پریکٹس ہال سے نکل گئی۔ کھوجتی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتی وہ مس المیدہ کی تلاش میں تھی۔ کچھ ضروری بات کرنی تھی، لیکن وہ مل کے ہی نہیں دے رہی تھیں۔

اکیڈمی کی راہداری میں چلتے ہوئے اچانک سامنے سے آران آتا دیکھائی دیا۔ ایشبے سے نظریں ملتے ہی وہ فوراً مسکرایا تھا۔ جو اب ایشبے بھی مسکرا دی۔ لیکن ایشبے کے قریب آ کر

وہ رک گیا۔

"ہائے ایشبے!"

چارروناچار ایشبے کو رکنا ہی پڑا۔

"ہائے!"

"کیا تم فری ہو؟" آران نے پوچھا۔

"آں ہاں۔ تقریباً بس مس امیدہ سے کچھ کام تھا۔"

"اوہ اچھا لیکن مس امیدہ تو آج جلدی جاچکیں۔" سنجیدہ سے تاثر کے ساتھ کہا گیا۔

ہمیشہ کی طرح بوٹس کے ساتھ، جینز پر گول گلے والی شرٹ پہنے وہ بہت سو برس سالگ رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔" ایشبے کا چہرہ ایک دم مدھم سا پڑ گیا۔

"اف یوڈونٹ مائنڈ ایشبے، کیا ہم اکیڈمی کے ساتھ والی کافی شاپ پر جا سکتے ہیں

۔ ایکچوہیلی میں نے آج ناشتہ نہیں کیا۔ تو اس لیے۔" چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔

"در اصل مجھے اکیلے کھانے کی عادت نہیں۔ تھائی میں بھی میں ماں کے ساتھ ہی کھاتا تھا۔ تو اس لیے۔۔۔۔۔"

ایشبے کچھ تذبذب کا شکار ہوئی۔ کچھ لمحے سوچا پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے نوپرا بلیم۔۔۔" کہتے ہوئے وہ زبردستی مسکرائی تھی۔

جو ابابوہ بھی مسکرا دیا۔ گہرا ڈیمپل ابھرا تھا۔

کچھ دیر میں وہ دونوں کیفے میں موجود تھے۔ شیشے کی آر پار جھلکتی دیوار کے ساتھ بڑی میز پر آمنے سامنے موجود۔ آران ناشتہ آرڈر کر چکا تھا۔ ایشبے نے صرف کافی پر ہی اکتفا کیا۔

"تمہاری فیملی ہے؟"

آران نے ایک دم سوال کیا۔ جس پر ایشبے نے چہرہ موڑ کر آران کو دیکھا۔

"آں ہاں۔۔۔۔۔ ہاں ہے۔۔۔ اور تمہاری۔"

"دادا اور ایک بہن ہے۔ وہ بھی مجھ سے ناراض ہی رہتے ہیں ہمیشہ۔"

ایشبے نے ٹھٹھکتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اور ماں باپ؟"

ایشبے کے اگلے سوال پر آران مسکرایا۔

"میں سنگل پیرنٹ چائلڈ ہوں۔ ماں تھی انکا پچھلے ماہ انتقال ہو گیا۔"

"اوہ سوری فار ڈیٹ۔" ایشبے اداسی سے بولی۔

بیرا ناشتہ لگا چکا تھا۔ بیرے کے ناشتے لگا کر جانے تک میز پر خاموشی چھائی رہی۔

"اور وہ بہن وہ کہاں رہتی ہے۔ آئی میں تھائی لینڈ میں یا پاکستان میں؟"

NEW ERA MAGAZINE

"پاکستان میں۔" کھاتے کھاتے مختصر سا جواب آیا۔

"اور دادا؟"

"وہ بھی پاکستان میں۔"

"گریٹ پھر تو تمہیں فیملی کی اتنی کمی فیل نہیں ہوتی ہوگی۔"

ایشبے کی اس بات پر آران نے اسے دیکھا۔ ایشبے ٹھٹھکی گویا اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہو

۔ ایشبے کی سنجیدگی دیکھ کر آران ہنس دیا۔

"کیا فیملی ضروری چیز ہوتی ہے ایشبے۔" کہہ کر وہ رکا۔ پھر سر جھکائے کھانے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔

"مجھے کسی فیملی کی ضرورت نہیں۔ میں ایسے ہی اچھا ہوں۔"

اسکی باتیں بہت عجیب تھیں۔ ایشبے نے ایک حیرت بھری نظر اس پر ڈالی پھر واپس کافی پینے لگی۔ گھونٹ گھونٹ کافی پیتی وہ شیشے سے باہر جھانک رہی تھی۔ سامنے فٹ پاتھ پر سوکھے چڑھڑپے اڑتے پھر رہے تھے۔ گھومتی نظریں کیفے میں واپس آئیں۔ کیفے تقریباً بھرا ہوا تھا۔ وہاں تقریباً کپلز ہی موجود تھے۔ ایک چہرے سے دوسرے چہرے تک جاتی نگاہیں ایک چہرے پر آٹھہریں۔

بھنویں کھنچی تھیں۔

کافی کا کپ لبوں سے ہٹایا گیا۔

آنکھیں کچھ سکڑیں۔

"آصل!"

وہ زیر لب بڑبڑائی۔ وہ یہاں کیا کر رہا تھا۔ اور پھر وہ اکیلا نہیں تھا اسکے سامنے کا پوول

سے ڈریس میں ایک لڑکی بھی موجود تھی۔ کافی پیتے ہوئے دونوں آپس میں کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔ پھر ایک دم وہ دونوں کسی بات پر ہنس پڑے۔

ایشبے کے تھے تاثرات دیکھ کر آران گویا ہوا۔

"ایشبے کہاں کھو گئی؟"

پھر کچھ محسوس کرتے ہوئے ایشبے کی نگاہوں کے تعاقب میں نگاہیں دوڑائیں۔ پھر چہرہ واپس موڑا۔

"ایشبے!"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب کی بار ایشبے جاگی۔

"آں۔۔۔۔ ہاں ہاں۔۔"

"خیریت۔۔۔" آران نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔ دراصل مجھے کچھ کام ہے میں چلتی ہوں۔ کہہ کر اس نے کافی کا کپ میز پر رکھا پھر کوٹ کی جیب سے کافی کے پیسے نکال کر میز پر رکھتی فوراً وہاں سے نکل گئی۔

آران کی نظروں نے اسکے گیٹ پار کونے تک اسکا تعاقب کیا تھا۔ جب وہ جاچکی تو وہ

پچھے مڑ کر ایک نگاہ ان دونوں پر ڈالی گئی۔ پھر وہی سدا کی معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ  
سیدھا ہوا۔

"اوہ اصل ادیب صاحب مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنی وفادار سیکڑی کے ساتھ  
مشورے لینے میں مصروف ہے بٹ۔۔۔"

منہ ہی منہ میں کہتا وہ قہوے سے ٹی بیگ نکال رہا تھا۔

"Wrong place, wrong time and you will fall in  
hot water."  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"چچ، چچ، چچ۔۔۔"

افسوس کرتا اب وہ قہوے کے سپ لیتا شیشے سے باہر دیکھ رہا تھا۔

رات کافی بیت چکی تھی۔ سب گھر والے سو رہے تھے۔ وہ رات کے برتن دھونے کے  
بہانے کب سے سنک کے سامنے کھڑی تھی۔ سست روئی سے پلٹیں کھنگالتی نظریں  
سامنے بنی کھڑکی سے باہر کہیں بہت دور گڑی ہوئی تھیں۔

آخری پلیٹ دھو کر ساتھ پڑے ریک پر لگائی اور نل بند کرتی ربرٹ کے گلووز اتارنے لگی۔  
کیفے والا سین دماغ میں گھوم رہا تھا۔

"وہ اتنا بڑا بزنس مین ہے۔ دن میں ناجانے کتنے لوگوں سے ملتا ہوگا۔ آخر اس بات کو  
اتنا سیریس لینے کی کیا ضرورت ہے۔" دل نے دلیل پیش کی تھی۔

"تو پھر مجھے برا کیوں فیل ہو رہا ہے۔" وہ اپنی ہتھیلیوں میں جلن واضح محسوس کر رہی  
تھی۔

اپرن اتار کر کچن کی لائٹ آف کی اور کمرے میں آگئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسی فیئنگلز سے وہ زندگی میں دوسری بار دوچار ہو رہی تھی۔

پہلی دفعہ جب وہ بہت چھوٹی تھی۔ بمشکل پانچ چھ سال کی۔ تب وہ اپنی امی کے ساتھ  
ہسپتال گئی تھی امی کے چیک اپ کے لیے۔

وہاں وٹینگ روم میں اسے ایک بچہ ملا تھا۔ شاید اس سے عمر میں دو سال بڑا

ہو۔ نمبر آنے پر ایشبے کی امی اسے وٹینگ روم میں ہی بٹھا کر چلی گئیں۔ چند منٹ

گزرے تھے کہ وہ بچہ ایشبے کے برابر آکر بیٹھ گیا تھا۔ پہلے ایشبے گھبرائی پھر دیکھا تو وہ بچہ

ایشبے کی جانب کچھ بڑھا رہا تھا۔

وہ ایک چھوٹی سی شیشے کی ٹیوب تھی۔ ایک انگلی جتنی لمبی اور موٹی جس کے منہ کو کارک کے ٹکرے سے بند کیا گیا تھا۔ ایشبے نے جھجھکتے ہوئے اس سے وہ شیشی پکڑ لی۔ ایشبے کے شیشی پکڑتے ہی وہ بچہ اٹھا اور بھاگ کر اپنی ماں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

جتنی خاموشی سے اسے وہ تحفہ دیا گیا تھا۔ اتنی خاموشی سے اس نے اسے اپنے سامان میں ہمیشہ کے لیے ایک طرف رکھ دیا۔ اسکے لیے وہ بالکل یوز لیس چیز تھی۔ ہاں لیکن اس شیشی کی دیواروں پر بنے مختلف نقش و نگار اسے پسند آئے تھے سو وہ ہمیشہ اسے سنبھال کر رکھتی۔

اس کے بعد سے وہ کبھی اس بچے سے ملی تو نہ تھی پردل میں ایک عجیب دکھ تھا۔ وہ اس سے دوبارہ ملنے چاہتی تھی لیکن وہ اسکے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی نہ نام نہ پتہ۔ عجیب فیئنگز تھیں جیسے کوئی چیز کھو گئی ہو۔

آج بھی وہ یہی محسوس کر رہی تھی۔ نہیں، وہ جانتی تھی، اصل کا نام پتہ۔۔۔۔۔ سب جانتی تھی۔ پریوں محسوس ہو رہا تھا کہ اصل بھی اس بچے کی طرح

کوئی الوژن ہے۔ بس کوئی اجنبی جو اسے حیرت میں چھوڑ کر خود چلا جائے۔

ایک گہرا سانس خارج کرتی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ گئی اور وہاں ایک دراز سے وہ شیشی نکالی۔ اتنے سالوں میں آج تک وہ ویسی ہی تھی، اس نے نقش ایک ایک پھول اپنی اصلی حالت میں موجود تھا۔ ہاں فرق اتنا تھا کہ وہ بھری ہوئی تھی۔ آر پار جھلکتا مانع۔

وہ ایک ٹیئر کلیکٹر تھا۔ اور بلاشبہ وہ مانع ایشبے کے آنسو تھے۔ ایشبے نے نرمی سے شیشی کی سطح پر انگلیاں پھیریں۔ اسکی نانو نے بتایا تھا کہ کسی کو ٹیئر کلیکٹر گفٹ کرنے کا مطلب ہے کہ اسکے آنسو آپ کے لیے بہت قیمتی ہیں۔ لیکن وہ آج تک سمجھ نہیں پائی تھی کہ وہ ٹیئر کلیکٹر اس بچے نے ایشبے کو کیوں دیا تھا۔

"کیا آنسو اتنی قیمتی ہوتے ہیں کہ یوں سنبھال کر رکھے جائیں۔"

وہ ابھی تک اس ٹیئر کلیکٹر کو دیکھ رہی تھی۔

"کتنی چیزیں اسکی زندگی میں بس یو نہیں تھیں۔ بے معنی سی۔ جیسے آنسو اکھٹے کرنا،

وائٹن بجانا، کمپیٹیشن میں حصہ لینا اور۔۔۔۔۔۔ اور اصل کا انتظار کرنا۔"

ٹیئر کلیکٹر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ ٹیبل کی سطح پر لڑکھتی شیشی تھی۔



ایشبے نے چہرے جھکائے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"میں نہیں جا پارہی اندر۔۔۔ کہاں ہے اب وہ۔۔۔ میرے لیے دروازہ کھولنے کیوں نہیں آ رہا۔"

دل چیخ رہا تھا۔ اس نے آنسو سے بھری آنکھیں سختی سے میچیں تھیں مباد کہ آنسو باہر نا لڑھک جائیں۔

دونوں مٹھیاں سختی سے بھینچ رکھی تھیں۔

"ایشبے۔" پشت پر آواز ابھری تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشبے نے یک دم سے آنکھیں کھولیں۔ سیکنڈ سے بھی پہلے پیچھے مڑی۔

"آ۔۔۔۔" وہ کسی جوش سے کہنے والی تھی پر سامنے کھڑا شخص۔۔۔۔۔ ایشبے کا جوش

مدھم پڑا۔

"آران۔"

آران نے حیرت سے ایشبے کے پھیکے ہوتے چہرے کو دیکھا۔

"ہائے۔" پھر بولا۔

"او۔۔۔۔۔ ہائے ہائے۔۔۔۔۔" ایشبے نے خود کو کمپیوز کرتے ہوئے کہا۔ آران  
مسکرایا۔ ڈیمپل ابھرا تھا۔

"کیا کسی کا ویٹ کر رہی ہو۔" الفاظ کسی تیر کی طرح نشانے پر لگے تھے۔

"نن۔۔۔ نن نہیں تو۔۔۔ میں تو بس اندر جا رہی تھی۔" ایشبے نے کہا اور فوراً قدم  
بڑھاتی، دروازہ دھکیل کر اندر چلی گئی۔

آران نے اسے دروازے کے پار غائب ہوتے تک دیکھا تھا۔

ان آنکھوں میں کچھ عجیب تھا، لیکن کچھ نیا، کچھ غیر ارادی سا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ابھی ابھی میٹنگ مکمل کر کے باہر آیا تھا۔ فائلز سنبھالتی آلانی بھی اسکے پیچھے پیچھے  
تھی۔ اپنے آفس میں پہنچ کر آصل نے ٹائی ڈھیلی کی اور میز کی دوسری طرف پڑی  
کرسی پر بیٹھ گیا۔

آلانی فائلز سیٹ کرنے لگی۔

کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آصل نے آنکھیں بھینچ رکھی تھیں اور کرسی ادھر ادھر

گھمار ہاتھا۔

آلانی نے ایک نگاہ آصل پر ڈالی۔ وجود پر اداسی چھا رہی تھی۔ وہ اداس تھا، کیوں اداس تھا وہ جانتی تھی۔ وہ برائٹ گروپ کا چیئر پرسن تھا۔ وہ کبھی بھی کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا۔ لیکن وہ بھی آلانی تھی، وہ جو سیکنڈ سے بھی پہلے اسکی سب کیفیات سمجھ جاتی تھی

"کافی لاؤں سر۔" آلانی نے اپنا لہجہ پروفیشنل کرتے ہوئے کہا۔

آصل نے آنکھیں کھولیں اور چھت کو گھورنے لگا، کرسی کی حرکت بدستور جاری تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ابھی کتنی میٹنگز باقی ہے آلانی؟" گھمبیر لہجے میں کہا گیا۔

"دوسرے۔۔۔۔۔ ایک تو ابھی پندرہ منٹ بعد ہے اور دوسری شام کو۔" آلانی نے

تفصیلات بتائیں۔

آصل سیدھا ہوا، کرسی کی حرکت رک گئی تھی۔

"لے آؤ کافی۔۔۔۔۔ اور مجھے نیکسٹ میٹنگ کی فائلز بھی دیکھاؤ۔" کہتا وہ اپنی

ٹائی واپس سیٹ کر رہا تھا۔

"لیس سر۔"

آلانی نے فائلز آصل کے سامنے رکھیں اور خود کافی لینے چلی گئی۔

کافی آصل کے سامنے رکھ کر وہ وہیں آفس میں پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں اسے آصل کے ساتھ ایک اور میٹنگ میں جانا تھا سو وہیں بیٹھ کر فائلز کا مطالعہ کرنے لگی۔

گھونٹ گھونٹ کافی پیتا وہ بجھے سے چہرے کے ساتھ فائل کے اوراق پلٹ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آلانی نے چورنگا ہوں سے اسے دیکھا۔ دل میں عجیب اضطراب اتر رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ کیوں اداس تھا۔ وہ پچھلے تین دن سے ایشبے سے نہیں مل پایا تھا۔ اس بے خودی کے سفر میں آصل بھی وہیں کھڑا تھا جہاں آلانی بس رخ مختلف طرف تھے۔ آلانی نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

ہر راستے کو منزل نہیں ملتی وہ جانتی تھی۔ جس راستے پر وہ چل رہی تھی۔ اسکی بھی کوئی منزل نہیں تھی وہ یہ بھی جانتی تھی لیکن پھر بھی نا جانے کیوں اس راستے پر چل رہی

تھی۔ اور چلتے ہی رہنا چاہتی تھی۔

وہ کافی دیر سے اپنا بوسیٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن دماغ نا جانے کہاں  
غائب تھا۔

"ایشبے۔۔۔" کوئی اسکے سر پر آ کر بولا تھا۔ ایشبے نے سر اٹھایا۔ وہ آران تھا۔

"کیا اس نے صبح میرے چہرے سے کچھ پڑھ لیا تھا۔" ایشبے نے گھبراتے ہوئے سوچا۔

"آں۔۔۔۔ نہیں اسے کیا پتہ ہوگا۔" پھر خود ہی خود کی بات ہو میں اڑائی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی۔

"صبح تم کچھ ڈسٹرب تھی۔ ایم آئی رائٹ ایشبے۔"

اور ایشبے کا منہ کھلا ہی رہ گیا۔

"کیا انسان ہے یہ۔"

ایشبے کو خود کو بغور گھورتے دیکھ کر آران نے ایشبے کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا۔

"کہاں کھو گئی۔"

"آں۔۔۔ہاں۔۔۔ن۔۔۔نہیں نہیں کچھ نہیں۔"

ایشبے ہوش میں آئی اور پھر وائلن پر دھیان لگانے لگی۔ گویا خود کو مصروف ظاہر کرنا چاہ رہی ہو۔ پر سر مزید گڑ بڑانے لگے تھے۔ آران خاموشی سے اسکے سامنے سے اٹھ گیا۔ ایشبے نے سکون کا سانس خارج کیا۔

لیکن اگلے ہی پل۔۔۔۔

وہ اپنی پشت پر ایک بڑے چوڑے وجود کی تپش محسوس کر سکتی تھی۔ سانس تھما تھا۔ اگلے لمحے میں ایک ہاتھ اسکے وائلن اسٹک والے ہاتھ پر تھا اور دوسرا وائلن پکڑے ہاتھ پر۔

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔ جسم مکمل فریز ہو چکا تھا۔

"تم چیزوں کو اتنا مشکل کیوں بنا لیتی ہو ایشبے۔ وائلن بجانے کا پہلا اصول اپنے احساسات کو متوازن رکھنا ہے۔" آران بول رہا تھا لیکن ایشبے کچھ سن نہیں پار ہی تھی اسکا پورا جسم فریز جو تھا۔

آران بہت آرام سے اسکے ہاتھوں کو حرکت دینے لگا۔ سر بہت خوبصورتی سے اطراف میں بکھر رہے تھے۔

"یہ وائلن ہمارا واحد فرار ہے۔"

الفاظ ایشبے کے کانوں سے ٹکرائے۔ آواز بہت مدہم تھی۔ لہجہ ٹوٹا سا تھا۔ وہ جیسے جاگی تھی۔

جتنی خاموشی سے آران اسکی پشت پر آیا تھا اتنی ہی خاموشی سے وہ وہاں سے غائب

ہو چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشبے بمشکل بیٹھی۔ وائلن اور اسٹک دونوں ایک طرف رکھے۔ اپنے دونوں ہاتھ چھو کر

دیکھنے لگی۔ وہ جل رہے تھے۔ اگر وہ کچھ دیر اور وہاں رہتا تو کوئی شک نہیں تھا کہ وائلن

اور اسٹک جل اٹھتے۔ اس نے آستینیں کھینچ کر ہاتھوں پر لیں۔ ہاتھ پورے ڈھک گئے

تھے صرف انگلیاں دیکھائی دے رہی تھیں۔ اگلے کچھ لمحوں میں خود کو کمپوز کرتی،

وائلن اور اسٹک بیگ میں ڈال رہی تھی۔

وہ اب مزید پریکٹس نہیں کر سکے گی یہ تو ثابت تھا۔

-----  
 "تم دو دن میں دبئی کے لیے نکل رہے ہو۔"

ناشتے کی میز پر بم پھوڑا گیا تھا۔ خاموشی سے ناشتہ کرتے آصل کے ہاتھ رکے۔ ایک بے یقین سی نظر مسز ادیب پر ڈالی۔

ہمدانی صاحب جس پروجیکٹ کے لیے پاکستان آرہے تھے۔ کسی وجہ سے نہیں آسکتے سو تمہیں وہاں جانا ہوگا۔ شاید ایک ہفتے کے لیے۔"

آصل کی آنکھیں مزید پھیل گئی تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بٹ مام مجھے یہاں اور بھی کام ہیں۔" وہ خود کو ناشتے میں مصروف کرتے ہوئے بولا۔

آں ہاں مصروفیات سے یاد آیا۔ یہ تم روز شام کو دو گھنٹے کہاں غائب رہتے ہو۔"

نوالہ گلے میں پھنستے پھنستے بچ گیا۔

آصل نے چہرہ اٹھایا۔

"مام میں شام کو جم اور سویمنگ کے لیے جاتا ہوں۔" بلا کی سنجیدگی سے کہا گیا تھا۔

مسز ادیب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں اچھا ہے کافی مصروفیات ہوتی ہیں تمہاری ویسے بھی۔"

"جی وہی کہہ رہا ہوں کہ کافی مصروف ہوتا ہوں، پورے ہفتے کے لیے کہاں

۔۔۔۔۔" بات ابھی بیچ میں تھی۔

"تمہاری سیٹ بک ہیں۔ کل شام ذرا خیال سے جلدی چلے جانا ایئر پورٹ۔ مجھے آج

ہی نکلنا ہے میٹنگز ہیں۔ شہر سے باہر جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ فائن۔"

ہدایات مکمل ہوئیں۔ مسز ادیب کرسی دھکیلتی اٹھیں اور وہاں سے چلی گئیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لب بھنچے بیٹھے اصل نے کانٹا چچ پلٹ میں پٹھا تھا۔

"حد ہے اس میٹنگ کو بھی ابھی آنا تھا۔" وہ سخت بد مزہ ہوا تھا۔

پچھلے تین سال سے وہاں سامنے اس دیوار پر لگی وہ پینٹنگ آج اتر گئی تھی۔ اصل اخبار

میں لیٹے اسے پیک کر رہا تھا۔

"آئی ایم سوری ایشے میں تمہیں یہ اس طرح نہیں دینا چاہتا تھا لیکن۔۔۔۔۔ آہ

۔۔۔۔۔ وقت نے کبھی بھی میرا ساتھ نہیں دیا۔"

وہ ساتھ ساتھ بول رہا تھا۔ پوری بیسمنٹ میں اسی کی آواز گونج رہی تھی۔

کہ اچانک ایک آواز ابھری۔

"صاحب آپکی کافی۔"

وہ ملازم تھا جو کافی لیے آصل کے سامنے کھڑا تھا۔

"ہاں اسے یہاں رکھ دو۔" آصل نے مصروف سے انداز میں کہا

"کیا آپ اسے پھینک رہے ہو صاحب۔" ملازم کے چھوٹے سے دماغ نے اتنا ہی اندازہ

لگایا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آصل ہنسا۔

"کیا میں نے اسے پھینکنے کے لیے تین سال سے اپنی آنکھوں کے سامنے سجا کر رکھا ہوا

تھا۔ ارے بھی اسے اسکے حقیقی مالک کے پاس بھیج رہا ہوں۔"

"صاحب اس سے ملتی جلتی پینٹنگ آپ نے پارٹی میں بھی رکھی تھی نا پر اس میں اس

لڑکی کا چہرہ نہیں تھا۔" ملازم بڑی غور سے تصویر جانچ رہا تھا۔

آصل مسکرایا۔



کھیتوں اور اسکے آگے ننھے منے سے دکھتے گھروں پر ڈالی۔ پاؤں میں موجود سیاہ بوٹس پر کچھ مٹی پڑ چکی تھی۔ اطراف کا ایک طائرانہ جائزہ لینے کے بعد وہ پکی سڑک سے اتر کر کھٹیوں کے درمیان بنی کچی مگر چوڑی سڑک پر چلنے لگا۔

چند منٹوں کا فاصلہ طے کر کے اب وہ ایک گھر کے سامنے موجود تھا۔ درمیانے درجے کا گھر نہ زیادہ بڑا تھا نہ زیادہ چھوٹا۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے لکڑی کے دروازے پر پڑا بڑا سا کنڈل بجایا۔

کچھ لمحے سر کے پھر چرر کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آران چہرہ جھکائے ماسک اتارتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح وہاں گہرا ڈیمپل ابھرا تھا۔ یوں وثوق کے ساتھ کہ دروازے کے پار کھڑا شخص اسکی شکل دیکھ کر بالکل بھی خوش نہیں ہوگا۔

سامنے ڈھیلے سے ٹراؤزر پر کھلی سی شرٹ اور اوپر ڈھیلا سا بغیر آستینوں کا سویٹر پہنے وہ پچھتر سالہ شخص آنکھیں سکوڑتاپی کیپ سے ڈھکے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا

"کون ہو بھئی۔۔۔" ہلکی سی آواز ابھری۔

سیاہ پی کیپ سے ڈھکا چہرہ اٹھایا گیا۔

ادھیڑ عمر شخص کے ماتھے پر ڈھیروں بل نمودار ہوئے۔

"تم۔۔۔" وہ غصے سے منہ بھینچ گئے۔

"داد اندر آنے کا نہیں بولیں گے۔" وہ بدستور مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔

اس ادھیڑ عمر شخص نے ایک ناراض سی نظر اس پر ڈالی پھر دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر اندر چلے گئے۔ وہ بھی پیچھے پیچھے اندر آ گیا۔

دروازے بند کر کے جب تک وہ اندر آیا، اس نے اس ادھیڑ عمر شخص کو صحن میں لگے پودوں کی کانٹ چھانٹ کرتے پایا۔

صحن سے گزر کر وہ برآمدے میں آیا اور ایک طرف پڑی زمین سے چند فٹ اونچی میز کے پاس بیٹھ گیا۔ سامنے میز پر گرما گرم قہوہ رکھا تھا۔ جسے اس نے بلا تکلف کپ میں انڈیلا اور کپ اپنے سامنے رکھ کر پی کپ وغیرہ اتارنے لگا۔

"پودے کافی بڑے ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔" ہاں۔ "وہ نارمل آواز میں بولا تھا۔

ادھیڑ عمر شخص صاف سن سکتا تھا۔

"تم پاکستان کیا کرنے آئے ہو آران؟" الٹا سوال دغا گیا۔

جس پر آران کا قہقہہ بلند ہوا۔

"آف کورس آپ سے ملنے آیا ہوں دادا۔"

"جب میں نے تمہیں منع کر رکھا ہے تو پھر تم کیوں پر سال دو سال بعد منہ اٹھا کر چلے

آتے ہو؟" وہ کانٹ چھانٹ میں مصروف تھے لیکن لہجے میں غصہ واضح تھا۔

"وہی لینے جو میرا ہے دادا۔" اب وہ قہوے کا کپ اٹھا کر سپ لے رہا تھا۔

دادا نے ہاتھ میں پکڑی بڑی سے قینچی زمین پر پٹنی تھی۔

"تمہارا باپ اپنی زندگی میں تمہیں سب دے چکا تھا جو کچھ تمہارا حق تھا۔ اب اور کیا

چاہیے۔۔۔ ہوں۔" تلخی سے بولتے وہ برآمدے میں آئے تھے۔

آران انہیں دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

آران کی اس خبیث مسکراہٹ سے دادا کو سخت نفرت تھی۔

"مجھے کیا چاہیے وہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی۔۔۔۔۔"

-----

"آخر تم نے یہ حرکت کیوں کی آران؟"

وہ دونوں آلانی کے فلیٹ میں تھے۔ آلانی اس دن آران اور ایشبے کو کیفے میں دیکھ چکی تھی۔

"میں تو بس اسکے ساتھ ناشتہ کر رہا تھا۔" صوفی پر بیٹھے آران نے معصومیت سے کہا۔

"وہ تو ایشبے نے تم دونوں کو دیکھا تو مجھے پتہ چلا۔۔۔۔۔ پچ پچ پچ۔۔۔۔۔ پہلی غلط

فہمی، اب تک تو اصل صاحب کو یہ غلط فہمی دور کر لینی چاہیے تھی۔ لیکن ر کو اصل

ادیب صاحب کو تو یہ بات معلوم ہی نہیں۔"

آران کی ان باتوں سے آلانی کو سخت نفرت تھی۔

"اور تمہیں کیا ملا اس غلط فہمی سے۔" آلانی نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

آران نے آلانی کی اس بات پر اسے دیکھتے ہوئے بھنویں سکیریں۔

"ڈونٹ پلے ود می آلانی ڈئیر۔۔۔۔۔ کیا پچھلے تین سالوں سے ہمارے درمیان یہ معاہدہ نہیں چل رہا کہ تمہیں اصل چاہیے اور مجھے اپنی ماں کا بدلہ جو کہ میں اصل سے اسکی سب سے قیمتی چیز لے کر لوں گا۔"

"تب تک وہ ایشبے سے ملا نہیں تھا۔ صرف اس سے غائبانہ محبت کرتا رہا تھا۔ لیکن اب چونکہ اسے ایشبے مل گئی ہے تو۔۔۔۔۔"

"تو کیا تم پیچھے ہٹ رہی ہو اپنی محبت سے؟"

آلانی نے لب بھنچتے ہوئے اسے دیکھا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"میں پیچھے نہیں ہٹ رہی آران۔۔۔۔۔ محبت کسی کا گرانے یا غلام بنانے کا نام

نہیں ہے۔ محبت اٹھانے اور آزاد کرنے کا نام ہے۔ اب جبکہ میں اسے ایشبے دینا چاہتی ہوں تو تم بیچ میں مت آؤ۔" آلانی نے انگلی آران کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔

آران ہنسا پھر قہقہہ مارا اور پھر ہنستے ہنستے صوفے کی پشت پر گرتا چلا گیا۔

"میں بیچ میں آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ واہ بھئی واہ آلانی۔" ہنستے ہوئے وہ سیدھا ہوا۔

"میں آج بھی وہیں ہوں جہاں پچھلے تین سال سے تھا لیکن تم بیچ میں راستہ بدل کر

میرے لیے مشکل پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔۔۔"

ہنسی تھم چکی تھی۔ وہ تھوڑا سیریس ہوا۔

"اور یاد رکھنا آران کو راستے کے کانٹوں سے سخت نفرت ہے۔ تمہیں آصل نہیں چاہیے تو نہ سہی۔ لیکن میرا بدلہ اپنی جگہ ہے۔" کہتا وہ کھڑا ہوا پھر جانے لگا لیکن پھر رکا

"اور ہاں تم آران گردیزی کی نفرت مول لینے سے پہلے ایک مرتبہ سوچنا چاہو تو سوچ سکتی ہو۔ لیکن صرف آخری دفعہ۔ اور اگر یہ موقع بھی گنوا دیا تو پچھتا نامت۔" بات مکمل کر کے وہ فلیٹ سے نکل گیا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری نفرت۔" آلانی غصے سے چلائی اور بے بسی سے بند

ہوتا دروازہ دیکھتی زمین پر

بیٹھتی چلی گئی۔

آران بند ہوتے دروازے سے اسکی آخری بات سن چکا تھا۔

وہ اپنے ازلی ڈیمپل کے ساتھ مسکرایا۔

"یہ آران گردیزی کی اچھائی تھی کہ اس نے تمہیں آخری موقع دیا۔ پر خیر ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی۔"

دروازے پر بیل ہوئی تھی۔ رات کا آخری پہر تھا۔ پورے گھر میں صرف ایشبے جاگ رہی تھی۔

"اس وقت کون آگیا۔" وہ حیران ہوتی اٹھی اور دروازے تک گئی۔

بالوں کو جوڑے میں باندھتی وہ دروازے تک پہنچی۔ دروازہ کھولا پر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ ایشبے نے بھنویں

سکیریں۔ اس نے تھوڑا سر نکال کر جھانکا لیکن وہاں آس پاس اوپر نیچے کچھ بھی نہیں تھا

"حیرت ہے۔" ایشبے کہتی دروازے بند کر کے واپس چل دی۔

دروازہ بند ہوتے ہی گھر کی سائڈ میں چھپا وہ ہیولہ نکلا۔ سیاہ لباس میں چہرہ ہڈ سے ڈھانپ رکھا تھا اور اب تیز

تیز قدم اٹھاتا وہ ہیولہ سڑک پر نکل چکا تھا۔

ایک طرف بغل میں پکڑا بڑا سا پارسل صاف دیکھائی دے رہا تھا جو اب اس ہیولہ کے ساتھ ہی اندھیری

سڑک پر او جھل ہو گیا۔

پریکٹس سے فری ہو کر وہ اکیڈمی کے پچھلے باغ میں آگئی تھی اور اب ایک سنگی بیچ پر بیٹھی ہاتھ میں پکڑے ٹیڑکلیٹر کو دیکھ رہی تھی۔ وائلن بیگ خاموشی سے بیچ سے ٹیک لگائے زمین پر پڑا تھا۔ شیشی سے مس ہوتیں اسکی انگلیوں کی پوریں کافی کھر در رہی ہو رہی تھیں۔

وہ سوچوں میں گم تھی جب بام کی ڈبیہ اسکے سامنے کی گئی۔

وہ ٹھٹھکی۔ چہرہ اٹھا کر دیکھا۔ ہمیشہ کی طرح وہاں ایک عدد ڈیمپل کے ساتھ مسکراہٹ قائم تھی۔

ایشبے نے بغیر سوال کیے خاموشی سے بام لیا اور انگلیوں پر مل لیا۔



دی۔

آران اتنی خاموشی سے اسے اٹھ کر جاتا دیکھ کر حیران ہوا۔

وہ اداس تھی۔ وہ محسوس کر سکتا تھا۔ پر کیا۔ آران کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ ڈیمپل

غائب ہوا۔

وہ اداس تھی، لیکن عجیب یہ تھا کہ آران اسکی اداسی کیوں محسوس کر رہا تھا۔

سوچ جھٹکتے ہوئے وہ اطراف میں دیکھنے لگا تھا۔ اسکی نفرت اور انتقام سب سے اوپر تھا۔

آران نے خود کو احساس دلایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اس سب میں ایشبے سوائے ایک مہرے کے کچھ نا تھی۔

بہت اطمینان سے سوچا گیا۔

لیکن آج یہ سوچتے ہوئے وہ مسکرایا کیوں نہیں تھا۔

وہ ابھی ابھی اکیڈمی کا دروازہ پار کر کے گئی تھی۔ اور آج وہ اسکی پشت پر بھی مسکرا نہیں

پایا تھا۔

عجیب۔۔۔۔۔

آخری سوچ جو اسکے دماغ میں ابھری تھی۔

اکیڑمی سے واپسی پر وہ پارک گئی تھی۔ عاصم لوگوں سے ملنے کچھ دیر وہاں گزار کر وہ گھر آگئی۔ دل کا بو جھل پن ویسے ہی برقرار تھا۔

"انسان فرار تبھی چاہتا ہے جب اسکے پاس ٹھہرنے کو کوئی وجہ ناہو۔"

رات کھانے سے فارغ ہو کر وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔ دماغ سوچوں سے الجھا ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور پھر میرے پاس کوئی وجہ ہے ہی نہیں یہاں پر ٹھہرنے کو۔"

اسکی سوچیں کچھ غلط ہونے کا الارم دے رہی تھیں۔ جب تک اصل اور اسکے الفاظ اسکے اطراف میں گھومتے رہتے تھے یوں لگتا کوئی طاقت مل رہی ہو۔ اسکے اندر جلتی کوئی آگ ہو جو ہر دن کے ساتھ زور پکڑتی جا رہی ہو۔ لیکن اب گویا پرانی والی ایشبے واپس آگئی تھی۔ وہی ایشبے جسے اپنے نام سے نفرت تھی۔

وہ ابھی سوچوں میں غلطاں تھی کہ اسکے کمرے کا دروازہ کھلا۔

وہاں دودھ کا گلاس تھا مے اسکی امی کھڑی تھیں جو کہ بیڈ پر ایشبے کا کھلا بریف کیس دیکھ کر ٹھٹھکی تھیں۔

ایشبے نے انکے بڑھے ہوئے ہاتھ سے دودھ کا گلاس پکڑا۔

"تمہاری فلائٹ میں تو ابھی دو ہفتے باقی ہے۔" انہوں نے اشاروں سے پوچھا۔

"جی وہ تو بس کچھ کپڑے تھے ایکسٹرا وہ سمیٹ رہی تھی میں۔" ایشبے نے بریف کیس

ہٹاتے ہوئے اشاروں سے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔۔۔" وہ مطمئن سے ہوتیں اثبات میں سر ہلاتیں وہاں سے چلی گئیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دروازے بند ہونے تک اسکی آنکھیں بھرا نہیں تھیں کتنی مضبوط عورت تھی اسکی ماں

اور وہ کتنی کمزور۔۔۔۔۔ شرم آتی تھی اسے خود کو انکی بیٹی کہتے ہوئے۔

دو قدم پیچھے ہوتی وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"وہ راکھ تھی اسے راکھ ہی ہونا تھا۔"

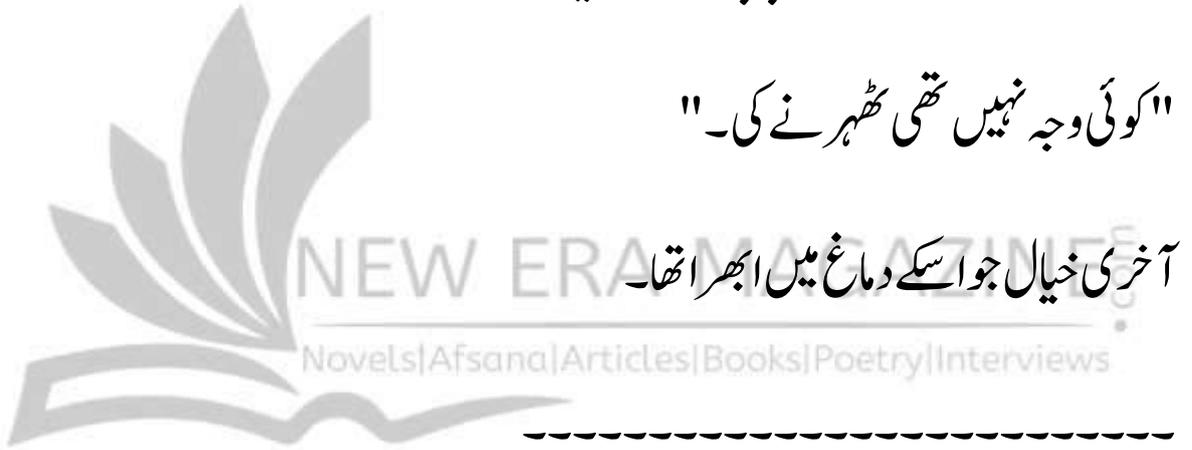
اس نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔ گود میں بھنچی پڑی مٹھیاں کھولیں۔ وہاں ہتھلیوں

پر ننھے ننھے شعلے جل رہے تھے۔

وہ جہاں سے چلی تھی وہیں واپس آکھڑی ہوئی تھی۔ اس نے ہاتھ جھٹکے، شعلے بجھ گئے۔  
بے جان سے ہاتھ گود میں آگرے۔

"میں یہ نہیں کر پاؤں گی۔ کبھی بھی نہیں۔" نفی میں سر ہلاتی وہ جلدی جلدی بیگ میں  
کپڑے ڈالنے لگی۔ آنسو کسی بھی وقت جھلکنے کو تیار تھے۔ لیکن وہ رو نہیں سکتی تھی  
۔ ضبط کرتی جلدی جلدی بیڈ پر پڑا سامان سمیٹنے لگی۔

"کوئی وجہ نہیں تھی ٹھہرنے کی۔"



اور وہاں دور آلانی کے اپارٹمنٹ کے اسٹور میں ایک طرف رکھی وہ پیک  
پیننگ۔۔۔۔۔

"وجہ تھی۔۔۔۔۔ بلکہ ہے۔" لیکن یہ بات تو صرف وہ پیننگ جانتی تھی۔

وقت نے ایک افسوس بھری نظر دونوں پر ڈالی تھی اور تیسری نظر اس لاپرواہ جہاز میں  
بیٹھے اصل پر۔

بہت غیر محسوس انداز میں، لیکن بہت کچھ تھا جو بہت غلط ہوتا جا رہا تھا۔

رات کا آخری پہر تھا جب آران اپنے فلیٹ کی بالکونی میں کھڑا تھا۔ پاس جھوٹی سی ریلینگ پر کافی کا بھاپ چھوڑتا کپ پڑا تھا۔ اور دوسری طرف اسکی نگاہوں کا مرکز بنی وہ دو شیشیاں۔۔۔۔۔ وہ بالکل ایک جیسی تھیں۔ بس فرق طرف اتنا تھا کہ ایک بھری تھی اور ایک خالی تھی۔۔۔۔۔

وہ بھری شیشی اسے شام ایشبے کے جانے کے بعد بیچ سے ملی تھی۔ انوکھائیہ نہیں تھا کہ اس نے یہ شیشی اٹھائی۔۔۔۔۔ انوکھا تو یہ تھا کہ وہ شیشی ہو بہو اس شیشی جیسی تھی جو آران کے پاس موجود تھی۔ اسے نہیں یاد کہ اسکے پاس یہ شیشی کہاں سے آئی تھی لیکن جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا اس نے اسے اپنے پاس ہی پایا تھا۔ اس شیشی میں کچھ انوکھا نہیں تھا لیکن کوئی کشش تھی۔ جس نے آج تک آران کو اس شیشی سے باندھ رکھا تھا۔

لیکن ایشبے کے پاس ہو بہو ویسی شیشی کیوں تھی اور وہ بھی کسی چیز سے بھری ہوئی۔

اصل معمہ تو یہ تھا۔

اچانک فون پر رنگ ہوئی۔ آران کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔ اس نے فون اٹھایا اور کال آن کی۔

"ہر چیز ریڈی ہے آران سر۔ کچھ ہی دیر میں ٹویٹر پر ایک نیا ٹرینڈ موجود ہوگا۔" دوسری طرف سے بتایا جا رہا تھا۔

آران کے چہرے پر ایک زہریلی سی مسکراہٹ پھیلی۔

"گڈ۔" کہہ کر آران نے کال کاٹ دی۔

گہرے ہوتے ڈیمپل کے ساتھ کافی کاکپ منہ سے لگایا گیا۔

سوچ کہیں بھٹکنے لگی تھی۔

"ایشبے۔۔۔۔"

تمام سوچیں ایک نام کے گرد کیوں گھوم رہی تھیں۔

لیکن وہ بھی آران گردیزی تھا، اسکے بھی کچھ اصول تھے۔ وہ کسی کی چیز کے بارے میں

سوچتا بھی نہیں تھا۔ پرہاں جو اسکا اپنا ہے وہ اسکا اپنا ہے اور اسکے بارے میں وہ کسی کو

سوچنے بھی نہیں دیتا تھا۔

وائٹن کی دنیا کا تاج اسکا تھا وہ جانتا تھا۔ ہاں اگر کوئی ہے جو اس سے تاج چھین سکتا ہے تو وہ ایشبے ہے لیکن وہ کبھی وہاں پہنچ نہیں پائے گی۔ اس چیز سے بھی وہ بخوبی واقف تھا۔ کیونکہ وہ کبھی اپنی کمتری اور کمزوریوں کے خوف سے نہیں نکلے گی۔

یہی تو فرق تھا آران اور اس کہانی کے کرداروں میں، وہ اپنی کمزوریوں کو بہت اونچا بٹھائے ہوئے تھے۔ اور آران۔۔۔۔۔ اسے لوگوں کی کمزوریوں سے کھیلنا بخوبی آتا تھا



صبحیں عموماً ہر جاندار کے لیے زندگی کے لیے ایک نئے دن کی نوید لے کے آتیں ہیں۔ لیکن ہر صبح خوشگوار نہیں ہو کرتی اور اس کہانی کے ہر کردار پر صبح بھی کچھ خاص خوشگوار ثابت نہیں ہونے والی تھی۔

مسز ادیب وقت سے پہلے ہی جاگ چکی تھیں۔ خبر ہی کچھ ایسی تھی۔ وہ پیل بھر کو بیٹھ نہیں پار ہی تھیں۔ ابھی کل رات ہی تو وہ گھر آئیں تھیں اور آصل کو گئے ہوئے تھی دو

دن ہو چکے تھے۔

اوپر سے صبح صبح یہ خبر۔۔۔۔۔ مسزادیب کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کریں تو کیا کریں۔

ایشبے دو دن سے اکیڈمی نہیں آرہی تھی۔ آج مس المیدہ نے اسکے گھر پتہ کروایا تھا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ضروری کام کہہ کر کہیں گئی ہوئی ہے۔

"کمپٹیشن سرپر ہے اور وہ ایک دم سے یوں غائب کیسے ہو سکتی ہے۔" مس المیدہ کو ایک ہی ٹینشن کھائی جا رہی تھی۔

اصل ابھی تک سو کر نہیں اٹھا تھا۔ اصل اور آلانی وہاں ایک ہوٹل میں ٹہرے ہوئے تھے۔

آلانی دو دفعہ اسکے کمرے تک جا کر واپس آچکی تھی۔

خبر ہی کچھ ایسی تھی کہ سب کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں۔ سوائے اصل کے کیونکہ وہ

ابھی تک بے خبر تھا۔

آلانی کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ وہ یہ سب آصل کو کیسے بتائے۔ ابھی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ اسے کچھ ویڈیوز اور تصویریں ریسیدو ہوئیں۔

آلانی نے ٹھٹھکتے ہوئے وہ ویڈیوز اور تصویریں کھولیں۔

وہاں ویڈیوز میں رات کے آخری پہر پینٹنگ بغل میں دبائے سڑک پر جاتا وہ ہیولہ، شکل قدرے چھپی ہوئی تھی اور دوسری طرف تصویروں میں آلانی کے اپارٹمنٹ کے

اسٹور میں پڑی وہ پینٹنگ۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور ہریل گزرتے لمحے کے ساتھ آلانی کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

"نہیں آران تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔" آلانی سر پکڑتے ہوئے چلائی تھی۔

اف نہیں اب تو بہت دیر ہو چکی تھی اسے یہ بات آران کو انکار کرنے سے پہلے سوچنی

چاہیے تھی۔

"ٹرن ٹرن ٹرن۔۔۔۔۔"

آصل گہری نیند میں تھا جب کہ اسکا فون بجادوسری، تیسری اور پھر کہیں چوتھی بار

میں جا کر آصل نے بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے فون اٹھایا۔

مسزادیب کی کال تھی۔

"مام۔۔۔۔ اتنی صبح۔"

آصل نے حیران ہوتے ہوئے کال پک کی۔

"آصل تم کہاں ہو ابھی؟" کال آن ہوتے ہی وہ دھاڑیں۔

"میں۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | A... آصل نے ایک نظر اپنے اطراف میں ڈالی۔

"میں خیر سے ابھی اپنے بستر میں ہوں۔" آصل نے سدا کی لاپرواہی سے جواب دیا

۔ جس پر مسزادیب کو مزید طیش آگیا۔

"لاپرواہ انسان کیا تم نے آج کی خبریں نہیں دیکھیں۔"

مسزادیب کے اس لہجے اور بات پر آصل ٹھٹھکا۔

"خیریت ہے مام کیا ہوا ہے؟"

اب تک وہ صبح معنوں میں جاگ چکا تھا۔

دوسری طرف سے کال آف کر دی گئی۔

"مام۔۔۔۔۔مام۔" آصل پکارتا رہ گیا۔

"عجیب مصیبت ہے۔" سوچتا وہ سوشل سائٹس چیک کرنے لگا۔ اور پھر۔۔۔۔۔

ٹویٹر سکروول کرتے ہوئے اسکے ہاتھ بلکہ پورا جسم فریز ہو گیا۔

وہاں ٹرینڈنگ میں کچھ انوکھا ہی چل رہا تھا۔



NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afs  
#Secondheirofadeebfamily

#Justiceforaran

#Aranadeebgardazi

اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔

#Secondheirofadeebfamily

#Aranadeebgardazi

"اوہ۔۔۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

کھچے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے۔ آصل نے فون آف کیا اور بیڈ پر پھینک دیا۔ سلیپرز  
پاؤں میں اڑتا وہ اٹھ رہا تھا۔

"تو میرا انتظار یوں ختم ہونا تھا آران ادیب گردیزی۔۔۔۔۔ ہوہ۔"

آصل نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"سواسٹریج۔"



ہر چیز اسکے پلین کے مطابق تھی۔ گویا وقت اسکا مکمل ساتھ دے رہا  
ہو۔

گھونٹ گھونٹ کافی پیتا وہ اکیڈمی کی کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا  
۔ مسئلہ تو ابھی اٹھا تھا۔ ادیب خاندان کا ایک اور بھی وارث ہے۔ بات  
جنگل میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ سب سے بڑھ کر آصل کی

کمزوری اسکے ہاتھ میں تھی۔ ابھی تو جب آصل یہ جانے گا کہ نا تو وہ پینٹنگ ایشبے تک پہنچی اور نا ہی ایشبے اس مقابلے میں پرفارم کرنے والی ہے تو اصلی کمر تو اسکی تب ٹوٹے گی۔

سدا کی مسکراہٹ کے ساتھ ڈیمپل ابھرا تھا۔

کافی کا کپ ایک طرف رکھ کر اس نے پاس پڑا وائلن اور وائلن اسٹک اٹھائی۔ پھر وائلن کو کندھے پر جماتا، اسٹک وائلن کی تاروں پر چلانے لگا۔

کھڑی گردن اور ہونٹوں پر پھیلی احساس فتح سے بھرپور مسکراہٹ

آران گردیزی پیدا ہی جیتنے کے لیے ہوا تھا۔

آصل پہلی فلائٹ سے پاکستان پہنچ چکا تھا۔ ایئر پورٹ سے نکلتے ہی میڈیا والوں نے اسے گھیر لیا تھا۔ دس بھاری بھرکم گارڈ کے گھیرے

میں چلتے ہوئے بھی اسے سخت گھٹن ہو رہی تھی۔ جیسے تیسے وہ اپنی گاڑی تک پہنچا۔ اب وہ جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے سکون کا سانس لیا اور فون چیک کرنے لگا۔

"آران ادیب گردیزی۔"

"آران ادیب گردیزی۔"

"آران ادیب گردیزی۔"

آخر ہر جگہ ایک ہی خبر کیوں تھی۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈرائیور نے اسے ابھی ابھی اطلاع دی تھی کہ اسکے گھر کے باہر بھی میڈیا والے موجود ہیں۔

اور آج زندگی میں پہلی دفعہ لفظ "بد قسمتی" سمجھ میں آیا تھا۔ اس نے موبائل ایک طرف رکھا اور آنکھیں بھنچتے ہوئے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا۔

-----

وہ گرمی کی چھٹیاں گزارنے اپنے دادا کے پاس آیا ہوا تھا۔ کچھ مصروفیات کے باعث مسز ادیب تو نا آسکیں۔ ادیب گردیزی کی وفات کے بعد سے ویسے بھی انکی ذمہ داریاں کافی بڑھ گئیں تھیں۔

لیکن چھ سالہ اصل کو وہ گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے لیے گاؤں میں چھوڑ گئیں تھیں۔

آج بھی وہ صبح سے دادا کے ساتھ کھیتوں میں گھومتا رہا تھا اور اب تھک کر بیٹھ کر کھانے کا انتظار کر رہا تھا۔

"دادا جلدی کریں مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" پچھلے دو گھنٹے سے ہر دو منٹ بعد وہ یہی راگ الاپنا شروع کر دیتا تھا۔

"آ رہا ہوں دادا کی جان بس دو منٹ اور۔۔۔۔"

دادا نے کچن سے ہانک لگائی۔

جس پر اصل منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا صحن میں لگے پودوں کو دیکھنے لگا۔

اچانک سے گھر کا لکڑی کا دروازہ کھلا اور دو لوگ گھر میں داخل ہوئے۔

"دادا۔۔۔۔۔ دادا۔۔۔۔۔ باہر کوئی ہے۔" اصل فوراً سے چلانے لگا۔

دروازے سے داخل ہونے والی ایک عورت اور بچہ دونوں ہی ٹھٹھکے تھے۔ وہ بچہ اصل سے ایک دو ہی سال بڑا ہوگا۔ جو اب سہا سا ماں کی ٹانگ کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ انکے اندازے سے لگ رہا تھا کہ وہ اس گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے ارے کون ہے بھئی۔"

دادا چچے پکڑے پکڑے ہی باہر آئے۔

سامنے موجود ماں بیٹے کو دیکھ کر ایک دم ٹھٹھکے۔ پھر دوسری نظر اصل پر ڈالی جو ان دونوں کا جائزہ لے رہا تھا۔

دادا نے اس عورت کو کچھ اشارہ کیا جس پر وہ عورت ہاتھ میں پکڑا سامان لے کر اندر چلی گئی لیکن وہ بچہ وہیں کھڑا تھا۔

"آران شش شش۔۔۔۔۔" دادا نے بچے کو پکارا۔

"جی۔۔۔ جی دادا۔" بچے نے تابعداری سے کہا۔۔۔۔۔ جس پر دادا کی زبان دانتوں تلے آگئی۔

"دادا۔" اصل اس بچے کے لفظ دادا پر حیران تھا۔

دادا نے اصل کی طرف دیکھا جو سوالیہ نگاہوں سے کبھی دادا کو اور کبھی اس بچے کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ میرے دادا ہیں۔" اصل نے سینے پر انگلی رکھتے ہوئے سامنے کھڑے آران کی تصحیح کی۔

آران نے ایک معصومیت بھری نظر دادا پر ڈالی۔ پھر بھاگ کر دادا کی ٹانگ سے چپک گیا۔

"یہ میرے دادا ہیں۔" وہ ٹانگ سے چپکے چپکے بولا۔

"اوہ میرے خدایا۔۔۔۔۔" دادا نے سر پر ہاتھ مارا۔ پھر آران کو ٹانگ سے الگ کرتے ہوئے سرگوشی میں کچھ کہا۔ جس پر وہ بھاگ

کر اندر اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔

اصل ابھی تک حیران کھڑا تھا۔

"ارے اصل چلو بیٹھ جاؤ، میں بس ابھی کھانا لے کر آیا۔"

دادا کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتا بیٹھ گیا۔

مشکل سے دو منٹ ہی گزرے تھے کہ دادا کھانے کی ٹرے لے کر

باہر آئے۔ پر یہ کیا۔ وہاں پورے برآمدے میں نا اصل تھا نا اسکی

روح۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہو۔۔۔۔" دادا ٹرے میز پر رکھتے ہوئے اندر کی طرف گئے۔ لیکن

کمرے کی دروازے پر ہی ٹھٹھک گئے۔

وہ عورت وہاں موجود نہیں تھی لیکن اصل اور آران دونوں وہاں

بیٹھے ایک دوسرے کے انٹرویو میں مصروف تھے۔

"وہ میرے ابو کے ابو ہیں تو وہ میرے دادا ہوئے۔" اصل بول رہا تھا

-

"وہ میرے ابو کے بھی ابو ہیں۔" آران غصے سے بولا۔  
 "لیکن میرے ابو کا کوئی بہن بھائی نہیں تھے۔" آصل نے کچھ یاد ہوئے  
 کہا۔

"میرے ابو کے بھی کوئی بہن بھائی نہیں تھے۔" آران نے بھی  
 سوچتے ہوئے کہا۔

پھر ایک دم دونوں خاموش ہو کر ایک دوسرے کی شکلیں تکتے لگے۔  
 "میرے ابو کا نام ادیب گردیزی ہے۔" بیک وقت دونوں کی زبان  
 سے نکلا تھا۔

جس پر ان دونوں کی کم اور دادا کی آنکھیں زیادہ کھل گئی تھیں۔ پھر  
 ان دونوں نے ایک ساتھ دادا کی طرف دیکھا۔  
 "دادا یہ کیا بول رہا ہے۔"

بیک وقت الفاظ ادا ہوئے تھے۔ اتنے میں وہ عورت دوسرے کمرے  
 سے آئی۔ وہ ان دونوں بچوں کو اکٹھے بیٹھا دیکھ کر ٹھٹھکی تھی پھر لپک

کر آران کو کھڑا کیا اور اسے لیکر کمرے سے نکل گئی۔

"اصل تم۔۔۔۔۔ آں۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔" دادا کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب اس سے کیا کہیں۔

"دادا۔۔!۔۔" اصل نے ڈرتے ڈرتے دادا کو پکارا۔

"وہ میرا بھائی ہے۔"

"تم سے کس نے کہا بیٹا۔" دادا بالکل سمجھ نہیں پارہے تھے کہ حالات کیسے سنبھالیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دادا آپکو سوتیلے بھائی کا نہیں پتہ۔ ابھی ریسنٹلی میں نے ایک کامک

پڑھی تھی اور اس میں ہیرو اور ویلن دونوں ایک دوسرے کے سوتیلے بھائی تھے لیکن کہانی کے آخر تک وہ نہیں جانتے تھے۔" اصل کسی جوش سے لہک لہک کر بول رہا تھا۔

دادا نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"لو بھئی یہ جزیشن تو پیدا ہوتے ہی سب سمجھ لیتی ہے۔"



کرتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

"میری بیٹی اور نواسے کیسے ہیں۔"

"ویسے ہی ہیں جیسے تھے۔"

"اور وہ ساندے۔۔۔۔۔۔" یہ ایشبے کے ابو کو پکارنے کا انکا اپنا انداز تھا۔

ایشبے ہنس دی۔ "بھلا پتھر بدلتے ہیں نانو۔"

"آہ۔۔۔۔۔۔" نانو نے ایک آہ بھری پھر گویا ہوئیں۔

"اس دنیا میں تو کسی کا بھی یقین نہیں کیا جاسکتا۔ تمہاری ماں کا خط آیا

تھا کہ تم سنگاپور جاؤ گی۔ پر تم تو یہاں بیٹھی ہو۔ خیریت کہیں رستہ

تو نہیں بھول گئی۔" نانو نے بھنویں سکڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو آپکو پتہ ہے یہاں کا بھی امی کو بتا کر آئی ہوں۔" ایشبے نے ہنستے ہوئے

قہوے کہ سپ لیا۔

"رستہ نہیں بھولی جان بوجھ کر یہاں آئیں ہوں۔ میں اس مقابلے میں

حصہ نہیں لینا چاہتی۔"

"حصہ نہیں لینا تھا تو آڈیشن کیوں دیا تھا۔" نانو نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جسکے کہنے پر دیا تھا اسکے ساتھ تو سب بالکل روئی گولے جیسا تھا، ہلکا پھلکا سا۔ پھر اب وہ نہیں ہے تو چیزیں بھی ویسی نہیں رہیں۔" وہ صرف سوچ سکی تھی کہہ نہیں پائی۔

"مس امیدہ کے کہنے پر دیا تھا پر اب لگتا ہے کہ میرے بس کی بات نہیں۔" کہا تو بس اتنا ہی۔

"اور جب تم جھوٹ بولتی ہو تو تمہاری آنکھوں کا رنگ بدل جاتا ہے۔" نانو اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہی تھی۔

ایشبے ایک دم کھانسی۔

"ن۔۔۔۔۔ن نہیں تو ایسا تو کچھ نہیں ہے۔"

نانو ہنسنے لگیں۔

"تمہاری ماں کی بھی ماں ہوں سمجھی۔" کہتیں وہ وہاں سے اٹھ گئیں۔

ایشبے نے سامنے پیالی میں ٹہرے قہوے میں اپنا عکس دیکھا۔ پھر نظر اٹھا  
کر نانو کی پشت کو دیکھا۔

"اف۔۔۔۔"

"آخر ایشبے ایسا کیسے کر سکتی ہے۔"

میم المیدہ سر پکڑے اسٹاف روم میں موجود تھیں۔ سامنے ناخنوں  
سے کھیلتا آران خاموشی سے بیٹھا تھا۔

"آئی ایم ریٹی سوری آران پر شاید تمہیں سولو ہی پر فارم کرنا پڑے  
گا۔" وہ قدرے شرمندگی سے بول رہی تھیں۔

"ابھی مقابلے میں کچھ وقت ہے شاید وہ لوٹ آئے۔"

"نہیں میں اسے جانتی ہوں وہ ہمیشہ عین موقع پر بھاگ جاتی ہے۔"

"ہم م م م۔۔۔۔۔" آران نے سر اٹھایا۔

"اٹس اوکے میں اکیلا بھی کافی ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا پھر



میں ہمیں ایک مرتبہ اور سوچ لینا چاہیے اس بارے میں۔"

"کیسے نازک حالات، کیا یہاں کوئی جنگ چھڑنے والی ہے؟" آصل نے

الٹا سوال کیا۔

"آران گردیزی والا مسئلہ سر۔" اب آواز کہیں اور سے آئی تھی۔

"آران گردیزی بہت جانی مانی شخصیت ہے۔ اور اسکا یہ دعویٰ کرنا کہ

وہ ادیب خاندان کا دوسرا وارث ہے کوئی چھوٹی بات نہیں۔"

آصل نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ادیب خاندان کے سو بیٹے ہی کیوں نا ہوں۔ ہمارے پروجیکٹ کا اس

سے کوئی تعلق نہیں۔"

"لیکن سر اگر دوسری کمپنیز نے انویسٹمنٹ سے انکار کر دیا تو

۔ کیونکہ انکے مطابق ادیب فیملی کا اس قدر میڈیا پر لائٹ ہونا

انکی ساخت خراب کر سکتا ہے۔"

"ہم اپنا پروجیکٹ ابھی ہی لائیو کر رہے ہیں اور باقی کمپنیز بھی

ضرور تعاون کریں گے۔ ناؤ میٹنگ از اوور۔"

اصل حتمی فیصلہ سناتا کھڑا اور فوراً میٹنگ روم سے نکل گیا۔ آلانی بھی اسکا سامان اٹھاتی باہر آگئی۔

"ادیب سر ایسا بھی کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ مطلب ایک عدد خفیہ شادی۔۔۔۔۔ یا پتہ نہیں کتنی خفیہ شادیاں۔"

آلانی نکلتے نکلتے پیچھے ہوتی چہ میگوئیاں سن چکی تھی۔

وہ اصل کے لیے سخت پریشان تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پاکستان واپس آتے ہی آلانی نے اپنے اسٹور روم میں پڑی پینٹنگ واپس ایشبے کو بھجوانا چاہی۔ یہ حرکت آران کی تھی وہ جانتی تھی۔ اس رات ایشبے کے گھر کے آگے سے پینٹنگ بھی اس نے اٹھائی تھی اور آلانی کی غیر موجودگی میں اسکے اپارٹمنٹ کے اسٹور میں بھی اس نے رکھی تھی۔

یہ سب تو الگ تھا پر اب نئی مصیبت یہ تھی کہ پینٹنگ ایشبے کے گھر سے واپس آچکی تھی۔ پارسل والوں کے مطابق مطلوبہ شخص پتہ پر موجود نہیں ہے اور گھر والوں نے بھی وہ پینٹنگ لینے سے انکار کر دیا ہے۔

رات کے آخری پہر آلانی وہ واپس آئی پینٹنگ سامنے میز پر رکھے اسے ہی گھور رہی تھی۔

دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں سے کنپٹیاں مسلتی منہ ہی منہ میں آران کو کوس رہی تھی۔ وہ آج تک نہیں سمجھ پائی تھی کہ آران اسکے کن گناہوں کی سزا ہے۔

"وہ کل اصل کو سب بتا دے گی۔" وہ فیصلہ کرنا چاہ رہی تھی۔

پر اصل کو کیا چیز سب سے زیادہ دکھ دے گی۔ آلانی کا دھوکہ، آران کی چود غرضی، پینٹنگ کا ایشبے کو نا ملنا یا ایشبے کا غائب ہو جانا۔

"اف میرے خدایا میں یہ سب سوچ سوچ کر ہی پاگل ہو جاؤں

گی۔" آلانی نے جھنجھلاہٹ سے سوچا تھا۔

"اصل ادھر آؤ یہاں بیٹھو میرے پاس۔" دادا نے صحن میں پوروں کے درمیان کھیلتے اصل کو بچکارتے ہوئے کہا۔

اصل دوڑتا دادا کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

آران اپنی ماں کے ساتھ کھیتوں کی طرف گیا تھا۔

اصل اور آران نے ایک دوسرے کو ایکسیپٹ کر لیا تھا۔ اتنا تو دادا پچھلے دو دن سے جان چکے تھے۔

"اصل کیا تمہیں آران اچھا لگا۔" دادا نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"آف کورس دادا،، وہ بہت انٹلیجنٹ ہے۔ ہاں بس تھوڑا سا شائے ہے پر اٹس اوکے۔ ویسے بھی ابھی مام آئیں گی نا تو میں ان سے کہوں گا کہ آران اور اسکی امی ہمارے ساتھ رہ لیں۔ وہاں شہر میں ہمارے والے گھر۔"

دادا آصل کی اس بات پر مسکرائے تھے۔

"آصل میری جان میری ایک بات مانو گے۔" دادا نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جی دادا۔"

"تم آران کے متعلق اپنی ماں کو کبھی نہیں بتاؤ گے۔" دادا نے ٹھہر کر بولا۔

"کیا؟۔۔۔۔۔ پر کیوں دادا؟" آدل نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹھا آران اپنی ماں کے ساتھ ہمیشہ کے لیے واپس تھائی لینڈ چلا جائے گا۔ وہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ دنیا کی نظر میں وہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔"

"پر دادا۔۔۔۔۔ وہ میرا بھائی ہی ہے۔"

دادا اسکی مسکراہٹ پر مسکرا دیے۔

"بالکل میری جان وہ تمہارا بھائی ہی رہے گا۔" دادا نے اسکا گال

سہلائے۔

"اچھا اب پرامس کرو کہ تم کسی کو کبھی یہ بات نہیں بتاؤ گے۔" دادا نے نرمی سے کہا۔

آصل نے چہرہ جھکا لیا۔

"پر میں اسے بہت مس کروں گا۔" وہ اداسی سے بولا تھا۔ دادا نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"اچھا دادا۔" آصل نے سر اٹھایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ جو دو ٹیڑ کلکٹر آپ نے مجھے دیئے تھے۔ آپ نے کہا تھا کہ اپنے کسی فیورٹ بندے کو دوں، تو ان میں سے ایک میں آران کو دوں گا۔" اسکی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ دادا ہنس دیئے۔

"جیسا تمہارا دل چاہے میری جان۔"

بنا آواز کے چال چلتی وہ نانو کے پیچھے آکر بیٹھی تھی جو چرنے پر کچھ



ہی تو چیزیں ہیں جنہیں میں کھونا نہیں چاہتی ہوں۔"

"جیسا کہ --- "نانو بولیں۔"

"جیسا میرا ٹیئر کلیکٹر، جیسا میرا وائلن --- جیسا آ --- "زبان رکی

- کیونکہ "تیسری" چیز نہیں ہے۔"

"جیسے جیسے چیزیں کھونے لگتی ہیں، باقی رہ جانے والی چیزوں کے لیے

زیادہ فکر مند ہونا چاہیے ناکہ کھو جانے والی چیزوں کے لیے۔"

"پر مجھے لگتا ہے کہ میں آہستہ آہستہ سب کھو دوں گی۔"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم اتنی کم ہمت کیوں ہو ایشبے۔ تم میری بیٹی (ایشبے کی ماں) جیسی

بالکل بھی نہیں۔" وہ ایشبے کی طرف دیکھے بغیر بول رہی تھیں۔

ایشبے نے بس ایک گہرا سانس خارج کیا۔

بالکل وہ ان جیسی بالکل نہیں تھی۔

دادا اندر آران سے بات کر رہے تھے اور آصل باہر ٹیئر کلیکٹر پکڑے

میز کے پاس بیٹھا آران کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ بہت پر جوش تھا آران کو یہ ٹیئر کلیکٹر گفٹ کرنے کے لیے لیکن ساتھ ہی ساتھ اداس بھی۔

پانچ منٹ مزید گزرے اور آران کمرے سے باہر آیا۔

اصل دوڑتا ہوا اسکے پاس آیا۔

"دادا نے کیا کہا تم سے۔"

آران نے ایک غصے بھری نگاہ اصل پر ڈالی۔ اسکی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔

“chan keliyed khun”

آران غصے سے بولا تھا پھر ٹھہرا۔

“chan keliyed khun thanghond”

اور پھر مزید غصے سے چلایا اور وہاں سے چلا گیا۔

اصل دنگ کھڑا رہ گیا۔ آران نے تھائی زبان میں کچھ کہا تھا۔ غصے

میں لوگ عموماً اپنی مادری زبان میں ہی بات کرتے ہیں پر اصل بالکل سمجھ نہیں پایا تھا کہ اس نے کیا کہا تھا۔

اتنے میں دادا اور آران کی امی کمرے سے نکلے۔ انکے ہاتھ میں سامان تھا، وہ جارہی تھیں۔ اصل کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے ٹیڑھ کلیکٹر والا ہاتھ اٹھا کر دادا کے سامنے کیا۔

"دادا وہ مجھ سے بات ہی نہیں کر رہا، میں اسے یہ کیسے دوں۔" وہ بس رو دینے کو تھا۔

دادا کا دل پیسح گیا۔ انہوں نے وہ شیشی اصل سے پکڑی اور آران کی ماں کو کچھ کہتے ہوئے تھما دی۔ آران کی ماں نے اثبات میں سر ہلایا اور شیشی اپنے پرس میں ڈال لی پھر باہر کی طرف چل دیں جہاں آران پہلے ہی باہر جاچکا تھا۔

"دادا میں نے اسے بائے بھی نہیں بولا۔" اصل منہ بسورتا دادا کی ٹانگ سے لپٹ گیا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا۔ وہ تھوڑا ناراض تھا۔ اسی لیے، لیکن اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ تم سے نفرت کرتا ہے۔" ناجانے دادا اسے کیوں بہلا رہے تھے۔ حالانکہ وہ اندر کمرے سے آران کے وہ الفاظ سن چکے تھے اور انکا مطلب بھی بخوبی جانتے تھے۔

اصل اندھیرے میں ڈوبے آفس میں اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

سوچیں ماضی میں ہی گڈ ٹھیں۔ اسے یاد ہے کہ آران کے جانے کی کئی سالوں بعد اسے آران کے کہے ان الفاظ کا مطلب معلوم ہوا تھا۔ یوں ہی ایک دن پارکنک لاٹ میں وہ آفس کے بعد آ رہا تھا۔ آلانی اس سے پہلے ہی باہر آچکی تھی اور فون پر غصے میں کسی سے کچھ کہہ رہی تھی۔





"وہ اتنا عرصہ یہ ہی نہیں جان پایا تھا کہ آران اس سے نفرت کرتا ہے۔ سوچتے سوچتے وہ ایک دم سے سیدھا ہوا۔

"اسے اپنے باپ سے نفرت تھی۔ اس نے اپنے باپ سے بدلہ لیا ہے۔ ادیب گردیزی کو بدنام کر کے پر اس نے کہا تھا کہ اسے مجھ سے بھی نفرت ہے۔"

اصل نے میز کی آخری دراز کھولی۔ جہاں آران گردیزی گریٹ وائلنٹ کے کافی سارے آرٹیکلز موجود تھے۔ اسے آج تک آران کی ہر خبر تھی۔ وہ کب پاکستان آتا ہے، وہ کون سا مقابلہ جیتتا ہے۔ کونسا آوارڈ لیتا ہے۔ اصل نے سامنے پڑے لپ ٹاپ میں آران کی لیسٹ ایکٹیویٹیز کے بارے میں آرٹیکلز کھولے۔

"وہ پاکستان میں تھا۔"

یہ بات تو اصل کو معلوم تھی۔ اصل نے مزید آرٹیکلز کھولے۔ وہ جلد ہی سنگا پور سٹریٹنگز کمپنیشن میں پر فارم کرنے والا تھا۔

اور اپنے موڈ چینیج کرنے کے لیے وہ پاکستان کی کسی وائٹن اکیڈمی میں پریکٹس کر رہا تھا۔

یہاں اصل تھوڑا ٹھٹھکا، یہ بات اسے معلوم نہیں تھی۔

"آلانی ---- ہاں آلانی پتہ کروا سکتی تھی۔ کیونکہ فی الحال پورا آفس اسے کے خلاف جا رہا تھا۔ اصل نے فون اٹھایا اور آلانی کو اپنے روم میں آنے کا کہا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایشبے تم چل رہی ہو میرے ساتھ۔" نانو ایک ٹوکری میں کچھ پھل ڈالتیں اب سر پر اسکارف لپیٹ رہی تھیں۔

ایشبے بوریت سے موبائل کی اسکرین گھور رہی تھی۔

"نانو یہاں سگنل کس صدی میں آئیں گے۔" وہ جب سے گاؤں آئی تھی انٹرنیٹ سے کٹ چکی تھی۔ باہر کی دنیا میں کیا چل رہا تھا اس سب سے بے خبر۔

نانو نے اسے غصے سے گھورا۔

"اس موئے فون کو ہی چلانا تھا تو یہاں کیوں آئی تھی۔"

ایشبے گرڑ بڑائی۔

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔۔۔ خیر جانے دیں۔" ایشبے نے

فون ایک طرف رکھ دیا۔

"کہاں جانا ہے آپکو؟" پھر نانو سے پھلوں والی ٹوکری پکڑتی دروازے

کھولنے لگی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے بھئی گردیزی صاحب کی طرف۔ وہاں انکی بیٹھک میں سارے

بوڑھے اکٹھے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔"

"اوہ۔۔۔۔۔"

وہ کیسے نہیں جانتی ہوگی۔۔۔۔۔ گردیزی صاحب کی بیٹھک کو۔ آخر

وہیں بیٹھ بیٹھ کر اس نے بوڑھوں کو شطرنج کھیلتا دیکھ دیکھ کر شطرنج

سیکھی تھی۔

"اچھا چلیں۔" کہتی وہ نانو کی آگے آگے چلنے لگی۔

"وہ بچپن میں بھی وہاں ہمیشہ بور ہی ہوتی تھی۔ وہاں نا تو اس کی عمر کی کوئی لڑکی تھی اور نا ہی کوئی اور بچہ۔۔۔۔۔"

گردیزی صاحب کی گھر کے سامنے پہنچ کر نانو نے لکڑی کے دروازے کا کنڈل بجایا۔ اور پھر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگیں۔ ایشبے پھلوں کی ٹوکری لیے اطراف کا جائزہ لے رہا تھی۔ آخری دفعہ وہ تین سال پہلے یہاں آئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دادا مام کب آئیں گی۔" اصل اداسی سے برآمدے میں بیٹھا گویا ہوا۔

دادا جو صحن میں بیٹھے گندم صاف کرنے میں مصروف تھے۔ ہنس دیئے۔

"کیوں اس دفعہ میرے بیٹے کا جلدی دل بھر گیا دادا سے۔"

"نہیں تو بس ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔" کہہ کر وہ میز پر پڑے کھلونوں

کو بددلی سے ادھر ادھر کرنے لگا۔ گویا خود کو مصروف ظاہر کرنا چاہ رہا ہو۔

دادا نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔ وہ آران کی وجہ سے اپ سیٹ تھا۔  
دادا جانتے تھے۔

ابھی وہ اسی سوچ میں تھے کہ دروازہ بجا۔

"اوہ اس وقت کون آگیا۔"

"دادا مجھے نیند آرہی ہے۔" اصل اداسی سے کہتا اندر چلا گیا۔

"جو تمہارا دل چاہے میری جان۔ جاؤ سو جاؤ۔" کہتے دادا دروازہ کھولنے لگے۔

وہاں سامنے عذرا بیگم موجود تھیں۔ ساتھ انکی نواسی بھی آئی تھی۔  
اصل سے کوئی سال دو سال چھوٹی ہی ہوگی۔

"کیسے ہیں گردیزی بھائی۔"

"ارے عذرا بہن آئیں آئیں۔" وہ رستہ چھوڑتے ایک طرف ہوئے۔

عذرا اور انکے پیچھے انکی نواسی گھر میں داخل ہوئے۔

"معلوم ہوا تھا کہ آپکی تھائی بہو آئی تھی۔ کیسی ہے وہ؟" کہتیں وہ  
برآمدے میں پڑی زمین سے کچھ اونچی میز کے قریب بیٹھ گئیں۔

"ارے عذرا بہن آہستہ بولیں۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" دادا  
نے سرگوشی کی۔

ادیب گردیزی کے اپنی تھائی بیوی کو بے یارو مددگار چھوڑ دینے کے  
بعد دادا نے انہیں پناہ دی تھی۔ چونکہ رہ اسے اپنے گھر نہیں رکھ سکتے  
تھے سو انہوں نے اسے ایک سال عذرا چاتون کے گھر ٹھہرایا تھا۔  
بیٹھا پیدا ہونے کے بعد وہ واپس تھائی لینڈ چلی گئی تھی۔

"ہاں ہاں مجھے پتا ہے۔ خیر ہوتی ہے کوئی نہیں۔" عذرا کہتیں ایشبے کو  
بھی پاس بیٹھانے لگیں۔

"یہ آپکی نواسی ہوگی۔۔۔ ماشاء اللہ بہت ذہین دیکھائی دیتی ہے۔"

"بس اللہ نظر بد سے بچائے۔"

"اچھا آپ لوگ بیٹھے میں قہوہ چولہے پر رکھ کر آتا ہوں۔"

اصل سونے کے لیے اندر نہیں بھاگا تھا۔ وہ تو صرف اسے نئے لوگوں سے ہچکچاہٹ ہوتی تھی۔

اس نے کمرے کی برآمدے کی صرف کھلتی کھڑکی سے ذرا سا جھانک کر دیکھا۔

وہاں سامنے ایک بچی اور شاید اس بچی کی دادای یا نانی بیٹھی تھیں۔ سفید اور لال کے امتزاج کی پیروں تک آتی فراک پہنے، بھورے بال کھلے ہوئے تھے۔ اور ہاتھوں میں ایک ٹوکری پکڑ رکھی تھی۔ وہ باقی گاؤں کے بچوں کی نسبت زیادہ صاف ستھری تھی۔

"تم باہر آکر اس سے بات کر سکتے ہو۔" کمرے کے دروازے پر کھڑے دادا سرگوشی سے بولے۔

اصل ایک دم گھبرا کر کھڑکی سے ہٹا اور بلش ہوتے چہرے کے ساتھ واپس بیڈ پر پڑے کنبل میں گھس گیا۔

"نہیں میں سو رہا ہوں۔"

دادا نے بمشکل ہنسی دبائی۔

"چلو بھئی جیسی تمہاری مرضی۔"

اصل نے دادا کو کہتے اور پھر واپس برآمدے میں جا کر بیٹھتے اور

ان سے باتیں کرتے سنا۔

-----  
 آج وہ واپس جا رہا تھا۔ واپسی پر مسز ادیب کو منتھلی چیک اپ کے لیے ایک ڈاکٹر کو بھی وزٹ کرنا تھا۔ سو اصل اور مسز ادیب دادا کے گھر سے پہلے سیدھے ہاسپٹل چلے گئے۔

باقی لوگوں کی طرح وہ بھی وٹینگ آیریا میں بیٹھ گئے۔ اصل ہاتھ میں پکڑی کالمک پڑھ رہا تھا۔ بہت انتظار کے نروٹو کانیا ولیم مارکیٹ میں آیا تھا۔ جو کہ ہاسپٹل آنے سے پہلے اصل نے مارکیٹ سے لی تھی اور اب وہ وہیں ہاسپٹل میں بیٹھے ہی اسے مکمل کرنے والا تھا۔

مسز ادیب کا نمبر آچکا تھا۔ سو وہ آصل کو بیٹھنے کا کہہ کر خود اندر چلی گئیں۔ آصل نے کامک سے سر اٹھا کر اثبات میں ہلایا۔ پھر واپس چہرہ کامک کی طرف لے جاتے ہوئے ٹھٹھکا۔ وہاں سامنے رو میں بالکل اسکے سامنے وہ موجود تھی۔ اس دن کی طرح پیروں تک آتی کھلی سی فراک پہن رکھی تھی اور بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ جہاں وہ بٹھی تھی وہاں اس پر وٹینگ ایریائی کھڑکی سے آتی دھوپ پڑھ رہی تھی اور دھوپ کی وجہ سے اسکی بھوری آنکھیں چمکتی سرخ دیکھائی دے رہی تھیں۔

اچانک آصل نے اسکے ساتھ بیٹھی عورت کو اشاروں سے اس بچی کو کچھ بتاتے دیکھا پھر وہ عورت وہاں سے اٹھ گئی۔ شاید وہ بھی ڈاکٹر کے پاس آئی تھیں۔

آصل نے سوچا۔

چند منٹ پہلے کی کامک کی دلچسپی ایک دم سے ہوا ہو گئی تھی۔ اب اسے سامنے اپنی گود میں رکھے ہاتھوں سے کھیلتی بچی زیادہ دلچسپ لگ

رہی تھی۔ اچانک آصل کے دماغ میں بجلی کی سی تیزی سے کچھ  
 کوندا۔ اس نے اپنا ساتھ پڑا بیگ کھولا اور اسکی اندرونی جیب میں پڑا وہ  
 اکلوتا ٹیئر کلیکٹر نکالا۔

اگلے چند لمحوں میں وہ اس بچی کے سامنے موجود تھا۔ ٹیئر کلیکٹر والا  
 ہاتھ بچی کے سامنے کر کے وہ اسے وہ شیشی پیش کر رہا تھا۔  
 بچی نے پہلے تو حیرت سے اسے دیکھا پھر تجسس سے وہ شیشی تھام  
 لی۔  
 "آصل۔" وہ مسزادیب کی آواز تھی۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آصل فوراً واپس اپنی سیٹ کی طرف لپکا۔  
 بنا کسی الفاظ کے تبادلے کے وہ بہت خاموشی سے اس بھورے بالوں  
 والی لڑکی کو اپنی زندگی کا دوسرا خاص شخص بنا چکا تھا۔

آلانی ابھی ابھی آصل کے بلاوے پر اسکے کمرے میں آئی تھی۔



پینٹنگ کے بارے میں، ایشبے کے بارے میں ----- وہ بتانے میں جتنی دیر کر رہی تھی --- چیزیں اتنی ہی الجھتی جا رہی تھیں۔

"خیر میں نے ابھی تمہیں کسی اور کام کے لیے بلایا ہے۔ کیونکہ میں آفس کے کسی دوسرے بندے پر اعتماد نہیں کرتا۔ خاص طور پر ان حالات میں تو بالکل بھی نہیں کر سکتا پر مجھے تم پر اعتماد ہے۔" اصل کہہ کر خاموش ہوا پھر چہرہ اٹھا کر آلانی کو دیکھا۔

"کیا میں کر سکتا ہوں اعتماد۔۔۔"

"اور یہی "اعتماد" لفظ تھا جو آلانی کو ہر دن پچھتاوے کی سولی پر چڑھاتا تھا۔

"ج۔۔۔ج۔۔۔جی بلکل۔۔۔" آلانی نے بمشکل کہا۔

"گڈ۔۔۔۔۔ سو بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ آران گریزی کی کچھ انفارمیشن ہے جو تم مجھے نکال کر دو گی۔۔۔۔۔" اصل آرام سے بول رہا تھا۔

لیکن آلانی۔۔۔۔۔ وہ لفظ "آران" پر ہی اٹک گئی تھی۔

"میں ہی کیوں؟۔۔ کیا اصل سر کو پتہ چل گیا ہے کہ میرا آران سے کوئی تعلق ہے؟" آلانی کے چہرے پر سائے سے لہرائے تھے۔

"ک۔۔۔ک۔۔۔ کیا انفارمیشن سر؟"

اصل نے اپنی میز کی ایک دراز کھولی جرکہ پوری آران کے متعلق نیوز پیپر سے اکٹھے کیے گئے آرٹیکلز سے بھری پڑی تھی۔

آلانی کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔۔۔ اصل نے ایک آرٹیکل اٹھایا اور آلانی کی سامنے رکھا۔

"اسکے مطابق آران پاکستان کی کسی اکیڈمی سے وائٹن پریکٹس کر رہا ہے اور۔۔۔۔۔ وہ بھی اسی کمپنیشن میں پرفارم کرنے والا ہے جس میں ایشبے جائے گی۔"

اصل اسے تفصیل بتا رہا تھا اور آلانی اس میگزین کی بجائے اصل کی شکل دیکھ رہی تھی۔ اصل کی بات ختم ہوئی تو اس نے آلانی کی طرف

دیکھا۔

"کیا ہوا آلانی؟"

"کیا آپ آران گردیزی کو جانتے ہیں؟" آلانی نے حیرت سے کہا۔

آصل ہنسا۔

"وہ میرا بھائی ہے آلانی۔" یہ بات آصل نے اتنے آرام سے کہی تھی

گویا کوئی مسئلہ ہی نا ہو۔"

"اس نے ادیب فیملی کا دوسرا وارث ہونے کا جو دعوا کیا ہے وہ سو

فیصد درست ہے پر اسکا طریقہ غلط تھا۔" آصل اب افسوس سے بول رہا

تھا۔

آلانی کے لیے سانس لینا بھی مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

"پھر تو آصل سر یہ بھی جانتے ہوں گے کہ میں اسکی بہن ہوں

۔۔۔ اوہ گاڈ۔" آلانی کے دل میں خوف بڑھ گیا۔

"آخر کو میں اسکا اکلوتا بھائی ہوں۔ اسے کبھی نا کبھی تو لوٹنا ہی تھا۔

"اصل کہتے ہوئے کسی گہری سوچ میں تھا۔

اور آلانی کو لگا اسکی سانس کی نالی پر پڑا دباؤ کچھ کم ہو گیا ہو۔۔۔" وہ نہیں جانتے۔" یہ سوچنے میں ہی بہت سٹریس ریلیزنگ تھا۔

"اوکے تو تم میری اور آران کی میٹنگ اریج کر واؤ۔ لیکن کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔" اصل کہتا اب واپس اپنی فائل کھول رہا تھا۔

آلانی اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے مڑی اور آفس کہ دروازہ پار کر گئی۔ اصل جو کہ فائل کھول کر خود کو مصروف ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا آلانی کے جاتے ہی فائلز دوسری طرف پٹنی تھیں۔

"دھوکا۔۔۔۔"

"اور پھر اس دھوکے کو اپنے ایکپریشنز میں ہی کہیں چھپا دینا اس سے بھی بڑی تکلیف تھی۔"

اسے لگا تھا کہ آج تو آلانی اسے سچ بتا ہی دے گی کہ وہ آران کی بہن ہے۔ شاید وہ تسلیم کر لے گی کہ وہ اصل کو دھوکہ دے رہی

ہے۔ شاید وہ معافی بھی مانگے گی۔۔۔۔۔ پر وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔۔ کوئی شرمندگی کوئی ندامت نہیں۔ "اصل نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

آلانی برق رفتاری سے آفس سے تو نکل چکی تھی۔ لیکن بند دروازے کے سامنے کھڑے، اسکے لیے اب مزید دو قدم اٹھانا دو بھر تھا۔ "شرمندگی۔۔۔۔۔ پچھتاوا، ندامت" جو وہ اصل کے سامنے بہت مہارت سے چھبائے ہوئے تھی۔ اب اسکے چہرے کو سیاہ کر رہی تھی۔ "دھوکہ۔۔۔۔۔"

"اور پھر اس دھوکہ کو اپنے ایکپریشنز میں ہی کہیں چھپا دینا اس سے بھی بڑی تکلیف تھی۔"

"پچھتاوا"

یہ آلانی کی پوری ذات کہ خلاصہ بن چکا تھا۔

-----

مجھے کیا چاہیے وہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی۔ مجھے آران گردیزی کی بجائے آران ادیب گردیزی چاہیے۔ "کپ میز پر رکھا گیا۔"

"تم بہت ناشکرے ہو آران، ناجانے کیوں میں نے آج تک تمہارے لیے اتنی محنت کی۔ اس لیے کہ تم بھی میری لیے اتنے ہی اہم ہو جتنے میرے دوسرے پوتے۔ اگر میں نا ہوتا تو تم کیا ہوتے تم جانتے ہو۔۔۔" انہوں نے کانٹ چھانٹ کے بعد پتوں کے کچرے سے بھری ٹوکری کی طرف اشارہ کیا۔

"سوائے بچے کچھے کچرے کے تم کچھ نا ہوتے۔" بولتے بولتے وہ کانپ رہے تھے۔

لیکن وہاں دوسری طرف وہی پرسکون مسکراہٹ تھی۔

"جانتے ہیں کون ہوں میں۔" اس نے دادا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"آران گردیزی دا گریٹ وائلنسٹ، سروں کی دنیا کا بے تاج

بادشاہ۔۔۔۔ کیا لگتا ہے آپکو میں یہاں بھیک مانگنے آیا ہوں۔ کسی چیز

کی کمی ہے مجھے عزت، نام، شہرت ہے میرے پاس۔"

دادا نے ایک سوالیہ نگاہ آران پر ڈالی۔

"آپ جانتے ہیں ماں کو اردو نہیں آتی تھی۔ لیکن اکلوتا فقرہ جو وہ بولنا

جانتی تھیں پتا ہے کیا تھا۔" اب کی بار وہ مسکرا نہیں رہا تھا۔

"میرے شوہر کا نام ادیب گردیزی ہے۔ اور یہی واحد جملہ وہ کبھی بول

نہیں پائیں تھیں۔ کیوں؟" کیوں کہتے ہوئے ہونٹوں کو دائرے میں

سکیر کر آران نے دادا کی طرف دیکھا تھا۔

"پتہ ہے جب بھی میں پہلے پاکستان آتا تھا تو ماں بولتی تھیں کہ آران

کچھ غلط مت کرنا۔ اور میں اس وعدے کی بیڑی میں بے بسی سے بس

پاکستان کو دیکھ کر چلا جاتا تھا لیکن اس بار ماں نے ایسا کچھ نہیں

کہا۔" کہہ کر آران نے ایک مسکراہٹ دادا کی جانب اچھالی پھر بولا۔

"کیوں بھلا؟" دادا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ ماں کا پچھلے مہینے انتقال ہو گیا ہے دادا۔"

دادا ایک دم حیران رہ گئے۔

"کیا گردیزی خاندان میں کسی کو خبر ہوئی نہیں بلکل نہیں۔۔۔۔۔۔"

اور آپ کہتے ہیں کہ میرا باپ مرنے سے پہلے میرے سارے حقوق

پورے کر گیا تھا۔"

طنز تھا گویا آک کا تیر جو دادا کے سینے میں جا کر لگا تھا۔ انہوں نے

بے بسی سے آران کو دیکھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آران تم اپنے حسد کے ہاتھوں اپنے خاندان کی پیٹھ میں خنجر نہیں

گھونپ سکتے۔"

آران نے ایک دم طنزیہ تمقہ مارا۔

"صرف اصل ادیب گردیزی ہی کیوں دادا، آران ادیب گردیزی کیوں

نہیں؟" کہہ کر وہ اٹھ گیا اور اندر فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔

دادا وہیں کھڑے تھے۔ سوچیں گڑ بڑا رہی تھیں۔



اندر آنے کا کہا۔

دادا نے ایشبے کے سر پر پیار دیا۔ پھر وہ تینوں برآمدے میں پڑی زمین سے تھوڑی سے اونچی میز کے اطراف میں بیٹھ گئے۔

"خیریت ہے گردیزی صاحب۔۔۔۔" "نانو بھی گردیزی صاحب کے چہرے کے تاثرات پہچان گئی تھیں۔

"بس کیا کہوں عذرا بہن آج کل کی نسل نے بہت دماغ خراب کر رکھا ہے۔ کوئی لحاظ، کوئی مروت نام کی تو کوئی چیز ہی نہیں۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نانو نے ہنستے ہوئے ایشبے کی طرف دیکھا۔

"ہاں یہ تو ہے۔"

ایشبے زمین میں ہی گڑ گئی۔ "اف اب نانو میرا قصہ نالے کر بیٹھ جائیں۔"

"خیریت تو ہے نا گردیزی صاحب ایسا بھی کیا ہو گیا۔" "نانو نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"میرے تھائی والے پوتے کا تو پتہ ہے نا آپکو وہی آیا ہوا ہے  
----- ذلیل کرنے مجھے۔"

ایشبے ایک دم سیدھی ہوئی۔ اطراف میں نگاہیں دوڑائیں۔ وہاں کوئی تھا  
تو نہیں۔

"خیر۔" ایشبے نے کندھے اچکائے۔

"اوہ۔۔۔۔ وہ تو بڑا اچھا بچہ ہے۔۔۔۔ جب پاکستان آتا تھا تو مجھے مل  
کر ضرور جاتا تھا۔۔۔۔ ہائے اس نے ایسا کیا کر دیا گردیزی صاحب۔"  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ایشبے نے بھی کچھ دلچسپی سے انکی طرف دیکھا تھا۔

"کرنا کیا ہے۔۔۔۔ اتنے سال بعد اب اسے اپنے باپ کا نام  
چاہیے۔ باہر تماشہ لگا کر خود یہاں آکر بیٹھا ہے۔"

"اوہ۔۔۔" نانو نے افسوس کیا۔

"ویسے ہے تو اسکا حق۔۔۔۔" نانو نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

گردیزی صاحب نے حیرت سے عذرا بیگم کو دیکھا۔

"اسکے حق سے زیادہ دے چکا ہوں اسے۔ پر بہت ناشکرا ہے۔"

ایشبے جو یہ سب سن رہی تھی۔۔۔۔ دادا کے اس پوتے کا بہت ہی  
برا سا سکیچ اپنے دماغ میں بنا چکی تھی۔

"پھر اب کیا ہوگا۔" نانوں نے نقشیش سے پوچھا۔

"ہونا کیا ہے۔ میرا پوتا ہے نا اصل۔۔۔۔ سنبھالے گا اب

سب۔۔۔۔ ہمیشہ سے وہی سب ٹھیک کرتا آیا ہے۔ بہت ذمہ دار

بچہ ہے میرا۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دادا بول رہے تھے اور میز کو گھورتی ایشبے کے کان لفظ "اصل" پر

کھڑے ہوئے تھے۔

"اصل؟" ایشبے نے گردیزی صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز

میں کہا۔

"ہاں ادیب کا دوسرا بیٹا۔۔۔۔ لوگ یہی سمجھتے ہیں کا ادیب کا ایک ہی

بیٹا ہے۔ یہ دوسرا تو صرف میرا دماغ خراب کرنے کو ہے۔" دادا نے



۔۔۔۔ وہ ایک ہر ایک ٹکڑا جوڑتی پزل مکمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی ۔

"اصل کا ایک بھائی بھی ہے۔۔۔ کیا اصل جانتا ہے؟۔۔۔ اور اسکا بھائی کیا تماشہ لگا کر آیا ہے۔۔۔ کیا کوئی گڑبڑ ہوئی ہے ۔" ایشبے نے سوچتے ہوئے فون نکالا اور سوشل سائٹس چیک کرنے لگی۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل اف۔۔۔ نیٹ۔"

نیٹ نہیں تھا تبھی تو وہ بے خبر تھی۔ اچانک سے ایشبے کو واپس جانے کی جلدی پڑ گئی تھی ۔ عجیب سی الجھن تھی۔۔۔۔۔

"اصل!،، اصل کیا کر رہا ہوگا؟۔۔۔ کیا اصل کسی مشکل میں ہے۔؟" وہ فیصلہ نہیں کر پارہی تھی ۔

"دادا کھانے میں کچھ۔۔۔ اوہ، عذرا خالہ آپ کیسی۔۔۔۔۔" آواز کو بریک لگی تھی ۔

آواز کمرے کے دروازے سے آئی تھی ۔ جو بلاشبہ وہاں کھڑے

وجود کی تھی۔۔۔ وہ آواز۔۔۔ ایشبے نے کرنٹ کی طرح جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔

دونوں کو ہی جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

دادا اٹھ کر کچن میں جا چکے تھے۔

نانو اپنا حال بتا رہی تھیں۔

"آران۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایشبے۔۔۔"

مسز ادیب کو وہ کل رات ہی باہر بھیج چکا تھا۔ وہ پہلے ہی دل کی مریضہ تھیں اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں پاکستان میں رک کر مزید ٹینشن لیں۔

آلانی کے جانے کے بعد آدھے گھنٹے سے وہ اندھیرے میں ڈوبے آفس میں بیٹھا تھا۔

کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندھ رکھی تھیں۔

"ان سب جھمیلوں سے نکل کر وہ ایشبے سے ملنے جائے گا۔۔۔۔۔" وہ سوچنے لگا۔

"اف۔۔۔۔۔ اسے ابھی تک یقین نہیں آیا ہو گا۔۔۔۔۔ کہ میں اس پینٹنگ میں موجود لڑکی کو جانتا ہوں۔۔۔۔۔ ہو۔"

ایشبے کی سوچ کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر غیر محسوس انداز میں مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
کیونکہ کیا اصل؟۔۔۔۔۔"

وہ مضرب آنکھیں۔۔۔۔۔ وہ ابھی تک اس اضطراب کے سحر سے نہیں نکل پایا تھا۔

"کیونکہ۔۔۔۔۔"

اصل زیر لب بڑبڑایا۔ دل میں عجیب مسرت کا احساس پیدا ہو رہا تھا۔

اور وہ پینٹنگ۔۔۔۔۔ وہ پینٹنگ آج بھی اسے تین سال پیچھے لے جا

رہی تھی۔

سورج ڈھلنے سے کچھ قبل کا وقت تھا۔ جہاں نیلے آسمان کا اختتام ہو رہا تھا وہیں کہیں نیلی چمکتی ندی کا آغاز ہو رہا تھا۔

دادا سے مل کر واپسی جاتے ہوئے وہ اس ندی کے کنارے موجود سبزے اور پھر اس سے کچھ فاصلے پر موجود سڑک پر سے گزر رہا تھا۔ کچھ تھا جو وہ وہاں ٹھہرنے پر مجبور ہو گیا تھا

آواز۔۔۔۔۔ وہ بہت مدہم سی آواز تھی۔۔۔۔۔ شاید وائلن کی آواز۔۔۔۔۔

گاڑی ایک طرف روک کر وہ سڑک سے اتر کر بیڑے کی طرف آیا۔ ندی کا کنارہ دور تھا۔ وہ وہیں کھڑا ہو کر اس منظر سے محفوظ ہو رہا تھا۔ پھر اچانک کچھ انوکھا ہوا جس نے اصل کی توجہ مکمل کھینچ لی تھی۔ وہاں ندی کے دوسرے کنارے کی صرف پانی میں عجیب ہلچل سی تھی۔ پانی کی لہریں معمول سے زیادہ اٹھ رہی تھیں اور پھر واپس گر تیں۔

اصل اس کنارے کے مخالف کنارے کی طرف گیا جہاں سے وہ صاف دیکھ سکتا تھا۔ وہاں گول گول گھومتی لہروں کے درمیان کچھ تھا جیسے وہ کسی مرکز کے گرد گھوم رہی ہوں۔

گھاس پھلانگتا اب وہ دوسرے کنارے تک آیا۔ جہاں سے کنارے کا منظر بالکل واضح تھا۔

ٹخنوں سے کچھ اونچی سفید میکسی۔۔۔۔۔ ٹخنوں تک پاؤں پانی میں تھے۔ ایک کندھے پر وائلن ٹکائے، دوسرے ہاتھ سے پڑی مہارت سے اسٹک چلائی جا رہی تھی۔۔۔ بھورے بال کمر پر گرے ہوئے تھے۔ آنکھیں میچ رکھی تھیں۔ پانی کی لہریں مسلسل دائرے کی شکل میں اٹھتیں اور اسکے قد جتنی بلند ہو کر واپس گرتیں۔ گویا اس وائلن سے نکلنے والے سروں پر ڈانس کر رہی ہوں۔

اصل لمحے بھر کو اس منظر میں قید ہو چکا تھا۔

کہاں ہے، کیسے ہے، کیوں ہے سب بھول کر وہ مکمل اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔



اسکے اطراف میں رقص کرتے پانی کی وجہ سے وہ صبح دیکھ تو نہیں پایا  
تھا لیکن وہ -----

لیکن وہ وہاں، اسکے گلے میں پڑے نیکلس میں وہی ٹیئر کلکٹر پہچان سکتا  
تھا۔

فون کو میز پر پھینکا اور خود کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

"وہ اسے جانتا ہے۔۔۔۔۔ ہاں وہ اسے جانتا ہے۔۔۔۔۔ کہیں بہت پہلے  
سے۔۔۔۔۔ بہت اچھے سے۔" سوچتے سوچتے آنکھیں موندھ لی گئی تھیں۔

اچانک میز پر پڑے ٹیب پر واٹریشن ہوئی تھی۔ اندھیرے میں ڈوبے  
آفس کی خاموشی اور آصل کے ماضی کا تشفر ٹوٹا تھا۔

وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

آلانی نے کچھ ڈیٹیلز بھیجی تھیں، آران سے متعلق۔ آصل نے ٹیب آن  
کیا۔ ڈیٹیلز پڑھتے پڑھتے اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"آران۔۔۔۔۔ وہ ایشبے کی اکیڈمی میں ہی تھا۔" آصل نے لمحے بھر کے

لیے چہرہ اٹھایا جیسے کچھ سمجھنا چاہ رہا ہو۔

"کیا یہ صرف اتفاق ہے۔ ہاں۔۔۔۔۔ یہ اتفاق ہی ہوگا۔" سوچتا وہ دوبارہ ٹیب کی اسکرین کی طرف متوجہ ہوا۔

"ابھی وہ اکیڈمی نہیں آرہا۔۔۔۔۔ ہم م م م۔۔۔۔۔ خیر اس سے مجھے کیا۔۔۔۔۔" اس سب تفصیلات میں کچھ انوکھا نہیں تھا۔

اصل سمجھ نہیں پارہا تھا کہ آران چاہتا کیا ہے۔ ٹھیک ہے اس نے صحیح دعویٰ کیا لیکن اب وہ خود منظر سے غائب کیوں ہے؟ کوئی پریس کانفرنس، کوئی اپڈیٹ کچھ نہیں۔"

"تمہیں کیا ہوا ہے۔ جب سے گردیزی صاحب کے گھر سے آئے ہیں۔ بوکھلائی بوکھلائی پھر رہی ہو۔"

گم سم سے چیزیں ادھر ادھر رکھتی ایشبے کو دیکھ کر نانو بولیں۔

"کچھ نہیں نانو۔۔۔۔۔" ایشبے نے دماغ میں اڈتے خیالات جھڑکنے کی

کوشش کی -

اصل سے آران ، پھر واپس آران سے اصل-----

کہانیاں گڈمڈ ہو رہی تھیں -

"آران اصل کا بھائی ہے ---- اور دشمن بھی -" قصہ جتنا صاف تھا

، دماغ اتنا ہی؛ الجھا ہوا تھا -

"ایشبے! --"

نانو کی پکار پو ایشبے مڑی -

"ادھر آؤ ذرا میرے پاس -" نانو نے اپنے پخت پر تھکتے ہوئے کہا۔ ایشبے

انکے برابر میں آکر بیٹھ گئی۔

"جی نانو؟"

نانو ہاتھوں میں سلائیاں پکڑے کچھ بننے میں مصروف تھیں -

"میں نے کہا تھا نا کہ جب تم جھوٹ بولتی ہو تو تمہاری آنکھوں کا

رنگ بدل جاتا ہے -" وہ مصروف سے انداز میں بولیں -

"نانووو۔۔۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔" ایشبے نے آہستگی سے کہا۔

"تمہیں لگتا ہے تم اسے چھوڑ کر یوں یہاں آ چھوگی تو سب ٹھیک ہو جائے گا؟"

ہاتھ اور نظریں مسلسل سوچوں کے گرد گھوم رہی تھیں۔ ایشبے کو گویا کرنٹ سا لگا۔

"وہ کس بارے میں بات کر رہی تھیں؟" ایشبے نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"میں کسی سے چھپ نہیں رہی نانو۔" بات ہوا میں اڑائی گئی۔

"بڑا ظلم ہو جاتا ہے جب اسے چھوڑ دیا جائے جسے سب سے زیادہ ضرورت بھی صرف آپکی ہو۔" نانو اپنے مصروف انداز میں بولیں۔  
ایشبے پہلے تو ٹھٹھکی پھر ہنس دی۔

"نانو میری کسی کو ضرورت۔۔۔۔۔"

نانو کی بات شاید ابھی باقی تھی، سو انہوں نے ایشبے کی بات کاٹی۔

"اور اس سے بھی بڑا ظلم ہو جاتا ہے جب اسکو چھوڑا جائے جسکی سب سے زیادہ ضرورت بھی صرف آپکو ہو۔"

وہاں برآمدے میں پڑی لالٹینوں کی لوئیں ایک ساتھ پھڑپھڑائیں تھیں

شاید ہوا بہت تیز تھی یا کچھ اور۔۔۔۔۔

پر ایشبے کے جسم میں جیسے ایک ٹھنڈ سی سرایت کر گئی تھی۔ اس نے

بے اختیار جھر جھری لی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ لاجواب سی نانو کی شکل دیکھ رہی تھی۔ پھر بغیر کچھ کہے خاموشی

سے وہاں سے اٹھ گئی۔

رات کافی بیت چکی تھی۔ لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ایشبے

مسلل کروٹیں بدلتی آج کے دن کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"ایشبے لسن۔۔۔۔۔"

آران کو دیکھنے کے بعد اس کا وہاں بیٹھنا دو بھر ہوتا جا رہا تھا، سو وہ نانو اور گردیزی صاحب سے ایکسیوز کرتی باہر آگئی۔

"ایشبے لسن۔۔۔۔۔" وہ آران تھا۔ تقریباً دوڑتا ہوا وہ اسکے برابر آچکا تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی ایشبے رک گئی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"یہ میرا گاؤں ہے میں بچپن سے یہیں آتی ہوں۔ سوری شاید میں نے تمہاری پرائیویسی کو ڈسٹرب کر دیا۔" ایشبے کے لہجے میں عجیب سرد مہری اتر آئی تھی۔ کہتے ہوئے وہ واپس چلنے لگی۔

"نہیں یہ بہت ہی حسین اتفاق ہے۔۔۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ ہمیں بنا کر رکھنی چاہیے۔ دیکھو وائلنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارا گاؤں بھی ایک ہے۔ ہمارے فرار کے رستے ایک ہیں۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔" وہ ایک پل کر رکا۔ وہ ایشبے سے دو قدم پیچھے چل رہا تھا۔ پھر ایشبے کا جھکا

سر دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہم بہت جگلوں پر مشترکہ ہیں۔۔۔ نہیں؟" وہ اسکی تائید چاہتا تھا۔

"تم اصل سے کیا چاہتے ہو؟" ایشبے ایک دم سے رکی۔

آران کے قدم بھی تھمے۔ وہ مسکرایا۔۔۔۔۔ ڈیمپل گہرا ہوا۔

"یہ صرف وہی سمجھ سکتا ہے۔۔۔ تم اپنے دماغ پو اتنا زور نا ڈالو

۔۔۔۔ اور ویسے بھی وہ اور اسکے مسئلے تمہارے لیے اتنے اہم بھی نہیں

ہے۔۔۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔" ایک لمحے کے لیے ایشبے کو

آران کی مسکراہٹ زہر لگی تھی۔

"ابھی تک تو پورا پاکستان جان چکا ہوگا کہ ادیب خاندان نے کتنا بڑا راز

چھپا رکھا تھا۔۔۔۔۔ اور اصل ادیب گردیزی۔۔۔۔۔ ہم م م

م۔۔۔۔ "آران نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے تھوڑی کھجائی۔

"وہ تو اب تک سڑک پر آچکا ہوگا۔۔۔۔۔ نہیں۔"

ایشبے نے جھر جھری لی۔

"پر تمہیں کس چیز نے اتنا پریشان کر دیا ہے۔" آران ایشبے کے کانپتے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ایشبے نے ایک عجیب بے بس نظر آران پر ڈالی، دو قدم پیچھے کو ہوئی۔ پھر ایک دم مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی نانو کی طرف چل دی۔ آران کی مسکراہٹ کچھ سمٹی تھی۔

وہ سب جان جائے گی، اس بات سے آران کو کبھی فرق نہیں پڑا تھا۔ آخر وہ ایک مہرے کے سوا تھی ہی کیا۔ جس پر ہاتھ رکھنا، اصل کی زندگی پر ہاتھ رکھنے جیسا تھا۔ سو کوئی خاص فرق پڑ بھی نہیں سکتا تھا۔

-----

-----

مگر-----

یہ واحد چیز تھی جو اسکے پلین سے ہٹ کر ہو رہی تھی۔۔۔۔ کہیں بہت اندر۔۔۔۔ ذرا سا ہی مگر اسے فرق پڑ رہا تھا۔

ایشب کے سامنے اسکا اتبج خراب ہونا۔۔۔ ناجانے کیوں مگر  
۔۔۔ دل میں کہیں یہ بات ٹھٹھک رہی تھی۔

آران نے سر جھٹکا اور واپس مڑ گیا۔

ہم م م م۔۔۔۔ عدالت سے دونوں فریقین جاچکے تھے۔ اب حج کی  
سیٹ پر بیٹھا وقت دونوں کے حالات پر غور کرتا کچھ فیصلے کرنے  
میں مصروف تھا۔

جتنا وہ آران اور اصل کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ عجیب پریشانی سی  
تھی جو بڑھتی جا رہی تھی۔

"بڑا ظلم ہو جاتا ہے جب اسے چھوڑ دیا جائے جسے سب سے زیادہ  
ضرورت بھی صرف آپکی ہو۔"

ایشب نے اپنے خیالات جھڑکنے کی کوشش کی، آنکھیں بھینچتے ہوئے  
کروٹ بدلی۔ نانو پاس ہی پڑ تخت پر سو رہی تھیں۔ آنکھیں کھولتے ہی  
سامنے نانو کا چہرا تھا۔ اس لگا وہ سوتے میں بھی اسکے خیالات پڑھ لیں

گیں۔ اس نے فوراً نانو کی طرف سے رخ پھیر لیا۔  
 "اور اس سے بھی بڑا ظلم ہو جاتا ہے جب اسکو چھوڑا جائے جسکی سب  
 سے زیادہ ضرورت بھی صرف آپکو ہو۔"  
 یہاں کونسا ظلم ہو رہا تھا۔

میٹنگ روم کے ماحول میں عجیب کھچاؤ سا تھا۔ نظروں ہی نظروں  
 میں ہوتی گفتگو عجیب شور مچا رہی تھی۔  
 "اصل ادیب صاحب آپ ایک بار اور سوچ لیجئے۔ اس پروجیکٹ کو  
 ابھی لاؤنچ کرنا اتنا ضروری نہیں ہے۔"

اس پروجیکٹ کے لیے کتنی محنت کی تھی اس نے اور اب حب  
 آخر کار وہ مام کے سامنے خود کو پروف کرنے ہی والا تھا تو یہ آران  
 -----اف آران نے سب خراب کر دیا تھا۔  
 اصل نے سوچتے ہوئے مٹھیاں بھنچی تھیں۔

"میں پہلے ہی بتا چکا ہو کہ اس پروجیکٹ کی لاؤنچنگ کو روکنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور اب جب میں سب فائل کر چکا ہوں تو اب تو بالکل بھی نہیں۔"

آج آلانی آفس نہیں آئی تھی۔ اصل خود ہی اپنے سامنے پڑی فائلز اکٹھی کرنے لگا۔ پھر لیپ ٹاپ کا لڈ گراتا کھڑا ہو گیا گویا اسکا فیصلہ حتمی تھا۔

"رکیے اصل ادیب صاحب۔" اصل کے فائلز سمیٹے ہاتھ رکھے۔ وہ زریاب صاحب تھے۔ برائٹ کمپنی کے چیئر پرسن اور ہیڈ آف بورڈ کو ڈاریکٹر۔

"اس کمپنی کا چیئر پرسن ہونے کے ناتے، اور مسز ادیب کی مرضی کے ساتھ میرا فیصلہ آپکے فیصلے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔"

زریاب صاحب کوئی پچاس ساٹھ کے درمیانی عمر کے ادھیڑ شخص تھے۔ باپ نا ہونے کی وجہ سے اصل ویسے ہی انکی بہت عزت کرتا تھا



"کبھی کبھی تو لگتا ہے کہ شاید آران نہیں، میں انکی سوتیلی اولاد ہوں۔"

وہ آفس میں پڑے روم فریزر سے سوڈے کا ٹن نکال کر پینے لگا۔

اچانک فون پر بپ ہوئی۔ مسز ادیب کی کال تھی۔ کچھ ٹھنڈا ہوا غصہ

پھر چڑھنے لگا تھا۔ اس نے کال ریسو کی۔ وہ جانتا تھا کہ زریاب

صاحب ابھی تک مسز ادیب کو سب کچھ بتا چکے ہونگے۔

"جی مام بولیئے۔۔۔۔۔"

"اصل مجھے زریاب صاحب نے سب۔۔۔۔۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بات ابھی بیچ میں ہی تھی کہ

"مجھے بھی زریاب صاحب نے سب بتا دیا ہے مام۔۔۔۔۔ اور

ہاں۔۔۔۔۔ آپ نے کو سی ای او لانے کی ضرورت کیوں محسوس کی

۔ آپ سیدھا سیدھا مجھے نکال دیتی کمپنی سے اور ایک نیا سی ای او رکھ

لیتیں۔ سہیل۔" وہ لفظ چبا چبا کر بول رہا تھا۔

"اصل دیکھو مجھے غلط مت سمجھو۔۔۔۔۔ ابھی ہو کوئی جیسے ادیب خاندان



نانو ابھی ابھی مسواک کر کے آئیں تھیں۔ انہیں صبح صبح کھیتوں میں جا کر مسواک کرنا پسند تھا۔ انکے آنے تک ایشبے ناشتہ تیار کر چکی تھی۔

"آجائیں نانو جلدی۔۔۔۔۔" ایشبے میز پر برتن سیٹ کر رہی تھی۔

"اوہ حیرت بھئی۔۔۔۔۔ اتنی جلدی کس چیز کی مچی ہے۔۔۔۔۔؟" نانو اپنا سامان کمرے میں رکھ کر آئیں اور میز کے ایک طرف بیٹھ گئیں۔

ایشبے بھی سامنے بیٹھ چکی تھی۔ وہ خاموشی سے نانو کی پلیٹ میں کھانا ڈالنے لگی۔

"ارے واہ آج تم نے اتنا کچھ بنا لیا ناشتے میں۔" نانو تازے پھلوں کا جوس دیکھتے ہوئے بولیں۔

ایشبے کچھ خاموش سی تھی۔ نانو نوٹ کر رہی تھیں جب اچانک

"نانو! ایشبے نے ہاتھ میں پکڑا گلاس ایک طرف رکھا۔

"ہم م م م۔۔۔۔۔" نانو نوالہ چباتے ہوئے بولیں۔

"میں جا رہی ہوں۔"

"ہوں۔۔۔" نانور کیں۔۔۔۔ پھر مسکرائیں۔

"خیرت بھی ایک رات میں کونسا جادو ہو گیا۔"

"نانو مجھے اپنا حقیقی فرار مل گیا ہے۔" وہ جیسے حتمی سے انداز میں بولی تھی۔

"اور وہ کیا ہے؟"

"نانو اصل کو نہیں مجھے اسکی ضرورت ہے۔۔۔۔ کیونکہ وہ ہی میرا فرار ہے۔" ایشبے

نے نانو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

نانو کا نوالہ چباتا مٹا ایک دم رکا۔ نانو اسکی شکل دیکھتی وہیں۔۔۔ پھر ایک دم مسکرائیں

۔ بلکہ ہنسنے لگیں۔

"تمہیں بھی ابھی ایک عمر لگے گی سیکھنے میں ایشبے۔"

ایشبے کی بھنویں سیٹریں۔

"مطلب؟"

"مطلب تم ابھی بھی غلط ہو۔ تم ابھی بھی اپنے اصل فرار سے بے خبر ہو۔"

ایشبے ایک دفعہ پھر سراپا سوال بن چکی تھی۔

"کتنا جانتی ہو تم اصل کے بارے میں؟۔۔۔۔۔ اور وہ آران۔۔۔۔۔ اسکے بارے

میں؟" نانو کی نظروں میں عجیب چبھن سی تھی۔

آران کے نام پر ایشبے کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"آران کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔۔ پرہاں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ

اصل مجھے جانتا ہے۔ مجھے سمجھتا ہے۔ وہ بھی آج کا یا کل کا نہیں۔۔۔ کہیں بہت پہلے

سے۔۔۔ نانو میں محسوس کر سکتی ہوں۔" ایشبے روہانسی سی ہو گئی۔

"آران بھی تمہیں آج سے یا کل سے نہیں جانتا۔۔۔ کہیں بہت پہلے سے۔۔۔ بہت

اچھے سے جانتا ہے۔"

نانو اسے الجھار ہی تھیں۔

وہ آلانی کے فلیٹ کے دروازے پر موجود تھا۔ ہمیشہ ہی طرح اپنے پرفیکٹ حلیے میں

۔ اپنی ٹائی کستا اس نے ڈور بیل بجائی۔

آلانی نے اصل اور آران کی میٹنگ اپنے فلیٹ میں رکھی تھی۔

کچھ لمحوں کی توقف سے کلک کی آواز سے فلیٹ کا دروازہ ان لاک ہوا۔

اصل نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"آران ادیب گردیزی!" وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔ پھر دروازہ دھکیلتا اندر چلا گیا۔

"وہ تو سب جانتا ہے۔ آخر بہت مہمان وائلنٹسٹ جو ہوا۔۔۔ لیکن مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں نانو۔ وہ اصل کا کیا ہے، وہ اصل سے کیا چاہتا ہے۔۔۔ آئی ڈونٹ کئیر نانو۔" ایشبے خود کو لاپرواہ سا ظاہر کر رہی تھی۔

نانو پھر ہنس دیں۔

"میں اصل کو نہیں جانتی۔ میں اس نے کبھی نہیں ملی۔ لیکن آران میرے پوتے جیسا

ہے۔ میں اسکی رگ رگ سے واقف ہوں۔ ایشبے۔"

ایشبے نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"ہر دفعہ پاکستان آنے پر وہ خاص طور پر آپ کو سلام کر جاتا تھا تو اسکا یہ مطلب تو نہیں

کہ وہ دنیا کا بہترین شخص ہو گیا نانو۔"

"اگر اصل تمہارے سارے راز جانتا ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ دنیا کا بہترین انسان ہو گیا۔"

ایشبے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ نانو نے کیسے اسکی بات اسے ہی پلٹائی تھی۔  
-اف-۔۔۔ ایشبے کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں تھیں۔

"نانو آپ مجھے کنفیوز کیوں کر رہی ہیں؟" ایشبے نے الجھتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاکلیٹی رنگ کے ہائی بوٹس پر سیاہ جینز اور سیاہ ہی گول گلے والی شرٹ پہنے وہ کچن میں کھڑا کافی پھینٹ رہا تھا۔ بیل کی آواز پر اس کا ڈیمپل گہرا ہوا تھا۔ اس نے پاس پڑا ریموٹ اٹھایا اور دروازہ ان لاک کر دیا۔ دروازہ کھلنے اور پھر ایک شخص کے لاؤنج میں آ کر بیٹھنے کی آواز وہ صاف سن سکتا تھا۔

کافی بنا کر کافی کا مگ پکڑے وہ بھی لاؤنج میں آیا۔ چہرے پر مسکراہٹ برقرار تھی۔ کافی پکڑے وہ اصل کے مقابل صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپکی سیکٹری کا ہی گھر ہے آصل صاحب، خواہش محسوس ہو تو خود ہی کافی بنا کر پی لیجئے  
گا۔"

آصل مدہم سا مسکرا دیا۔

"Finally after a long time .best wishes Aran."

آصل پر سکون سے چہرے کے ساتھ بولا تھا۔

وہاں لاؤنج میں موجود ہر چیز دم سادھے ان دونوں فریقین کی گفتگو سننے کو ہمہ تن  
گوش تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آران مسکرایا نہیں تھا۔ بہت سنجیدگی سے اس نے کافی کا گھونٹ بھرا۔

آصل نے نظریں ذرا جھکا دیں۔ شاید وہ کہہ نہیں پارہا تھا۔

"آران میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن جو تمہارا ہے وہ تمہارا ہی رہے گا۔"

آران اسے پسند نہیں کرتا تھا وہ جانتا تھا۔ لیکن وہ اپنی سی ہر کوشش کرنا چاہتا تھا

آران ہنسا تھا۔

"تم چاہتے تو تم بہت بڑے ایکٹر بن سکتے تھے۔"

اصل نے آران کی اس بات پر سراٹھایا۔ وہاں تضحیک خیز نگاہوں تلے ڈیمپل گہرا ہوا تھا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو آران؟" پہلی دفعہ اصل کا چہرہ کچھ بگڑا تھا۔

"یہاں کوئی نہیں ہے۔ آلانی گروسری کرنے گئی ہے۔ صرف ہم دونوں ہیں۔" کہتا آران کافی کاسپ لیتا فلیٹ کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

آران کی بات مکمل ہونے پر اصل ایک دم سے مسکرایا۔ کچھ اعصاب ڈھیلے پڑے۔ آران کے جو توں پر گہری نظریں اب گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ اسکے وجود سے ہوتیں اسکے چہرے تک پہنچی۔ پھر آران کی نظروں کے تعاقب میں فلیٹ کی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھنے لگیں۔

"کیوں تکلیف ہوتی ہے مجھے اتنا پرفیکٹ دیکھ کر۔۔۔ تمہاری امیدوں پر پورا نانا تر کر۔ میری حیثیت سے اوپر دیکھ کر جو تم نے میرے لیے منتخب کی تھی۔" آران کہہ رہا تھا۔ لیکن نظریں کھڑکی سے باہر ہی تھیں۔

آصل ہنسا۔ ایک نظر آران پر ڈالی۔

"تم میری سوچ سے زیادہ اچھے کھلاڑی نکلے۔" کہتے آصل نے سامنے میز پر پڑے مرتبان سے ایک بیل گم نکالی اور ریئر کھول کر منہ میں ڈال لی۔ پھر آنکھیں موندھ کر مسکراتا صوفے سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ مسکراہٹ گہری اور معنی خیز تھی۔

"تم کمپٹیشن میں جارہی ہو؟" نانوں نے موضوع موڑ دیا۔

ایشبے بھی واپس کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"پتہ نہیں ناو۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب آران سے مجھے عجیب چڑسی ہو رہی ہے۔ مجھے نہیں لگتا میں آران کے ساتھ

ایک کمپٹیشن میں پر فارم کر سکوں گی۔"

نانوں نے ایشبے کی شکل دیکھتے ہوئے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"خوف سا آتا ہے مجھے آران سے۔ پتہ نہیں کیوں۔۔۔۔۔"

نانو نے ایک بے بس سے نظر اس پر ڈالی۔

"پتہ ہے ایشبے کبھی کبھی مجھے بھی آران سے خوف آتا ہے۔۔۔ مجھے ایسے لوگوں سے

خوف آتا ہے جنکے پاس کھونے کو کچھ ناہو۔۔۔ مجھے ایسے لوگوں کی ثابت قدمی سے

خوف آتا ہے۔۔۔ ایسے لوگ لوگوں کی کمزوری سے کھیلنے میں نمبرون ہوتے ہیں

۔۔۔ مجھے ایشبے بہترین کھلاڑیوں سے خوف آتا ہے۔ ہاں تمہیں بھی خوف آنا

چاہیے۔۔۔ تمہیں بھی ایسے ارادوں کے لوگوں سے خوف آنا چاہیے۔" نانو کہہ کر

خاموش ہو گئیں اور پلیٹ میں بچہ کھانا ختم کرنے لگیں۔

ایشبے پر نانو آج حیرت کے پہاڑ توڑ رہی تھیں۔ مزید کھانا اسکے لیے حرام ہو چکا تھا۔ آخر

نانو آران کو اتنا کیسے جانتی ہیں۔

آران کافی ختم کر چکا تھا۔ مگ میز پر دھرا۔

"پتہ ہے لوگ ہمیشہ اپنے اخلاق سے لوگوں کا دل جیتتے ہیں۔" آران نے ہاتھ باندھتے

ہوئے صوفے سے پشت لگالی۔

آصل آنکھیں کھولتا سیدھا ہوا۔ پھر ہنسا۔ اسکے سفید ننھے ننھے دانت صاف واضح ہوئے تھے۔

"آں ہاں۔۔۔۔۔ دنیا بدل گئی ہے آران صاحب، اب کے لوگ اپنی ایکٹنگ سے بھی لوگوں کا دل جیت لیتے ہیں۔"

آران ہنس نہیں رہا تھا۔ بس سنجیدگی سے اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ آج کوئی پہلی دفعہ نہیں تھا حب آران کو آصل کی یہ شکل زہر لگی تھی۔ اسے پہلے بھی آصل کی شکل زہر لگتی تھی۔ کہیں ماضی میں بہت پیچھے حب وہ پہلی مرتبہ ٹکرایا تھا۔

"آران۔۔۔۔۔ ہش ہش۔" دادا نے بچے کو پکارا تھا۔

"جی دادا۔۔۔" بچے نے تابعداری سے کہا۔ جس پر دادا کی زبان دانتوں تلے آگئی۔

"دادا! آصل اس بچے کے لفظ دادا پر حیران تھا۔ وہ بہت ذہین تھا وہ وقت کے

ہزارویں حصے میں معاملہ سمجھ جاتا تھا۔

دادا نے آصل کی جانب دیکھا جو سوالیہ نگاہوں سے کبھی دادا اور کبھی اس بچے کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ میرے دادا ہیں۔" آصل نے سینے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

آران نے ایک معصومیت بھری نگاہ دادا پر ڈالی۔ پھر بھاگ کر دادا کی ٹانگ سے چپک گیا۔

"اوہ میرے خدایا۔۔۔" دادا نے سر پر ہاتھ مارا۔ پھر آران کو ٹانگ سے الگ کر کے

سرگوشی میں کچھ کہا جس پر وہ بھاگ کر اندر اپنی امی کے پاس چلا گیا۔

آصل کو بٹھا کر دادا اچن سے کھانا لینے گئے۔ انکی واپسی تک آصل صاحب غائب

تھے۔ وہ اندر آران کے ساتھ انٹرویو میں مصروف تھے۔

"میرے ابو کا نام ادیب گردیزی ہے۔" بیک وقت دونوں کی زبان سے

نکلا تھا۔

"دادا یہ کیا بول رہا ہے؟" حیرت دونوں کی طرف سے سوانیزے پر تھی۔

دادا ان دونوں کو سمجھ بچھا دیا۔ بلکہ دونوں میں ہی بہت دوستی ہو گئی تھی۔ وہ دونوں سارا

دن کھیلتے رہے تھے۔

"ہم دوست ہیں ٹھیک!" آصل نے آران کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

آران نے فنافٹ ہاتھ ملا لیا۔

"لیکن ہم بھائی نہیں۔" آصل نے اسکا ہاتھ دبایا۔

"مجھے کوئی بھائی نہیں چاہیے۔ میں ہماری فیملی کا اکلوتا وارث ہوں۔" آصل کے

چہرے پر تھوڑی سختی تھی۔

اور آران وہ بس نا سمجھی سے اسکی شکل دیکھی گیا۔

"گڈ چلو ہم اب دوستوں کی طرح کھیلتے ہیں۔" آصل کہتا واپس کھلونے سیٹ کرنے

لگا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ آران کی واپسی کا دن تھا حب دادا نے آصل کو اپنے پاس بیٹھا کر خوب سمجھایا تھا کہ وہ

آران کے بارے میں کسی کو نہیں بتائے گا۔

"آصل میری جان میری بات مانو گے۔"

"جی دادا۔"

"تم اپنی ماں کو آران کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے۔"

"پر کیوں دادا؟" کہتے ہوئے اس نے منہ بسورا تھا۔۔۔۔۔ اداس

ایکسپریشن۔۔۔۔۔ ویسے بھی اسکے دوست کہتے تھے کہ وہ ایکٹنگ کمال کی کرتا ہے۔

"بیٹا آران اپنی ماں کے ساتھ واپس چلا جائے گا۔ وہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا کیونکہ دنیا کی نظر میں وہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔"

"پر دادا وہ میرا بھائی ہی ہے۔" لہجہ روہانسی تھا۔ پر پشت پر شہادت کی اور درمیانی انگلی ایک دوسرے کو کراس کر رہی تھیں۔

"بلکل وہ تمہارا بھائی ہی رہے گا۔" دادا کو اس پر پیار آیا تھا۔

"اچھا پراس کرو تم کسی کو نہیں بتاؤ گے۔"

"پر میں اسے بہت مس کروں گا۔"

دادا نے اسے سینے سے لگا لیا۔

انگلیاں ابھی تک کراس تھیں۔

آران اور اسکی امی کھیتوں سے آچکے تھے۔ اندر دادا آران کی امی سے کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔ بظاہر اصل اپنے کھلونوں سے کھیلنے میں مصروف تھا۔ پر کان اندر سے آتی

آوازوں پر مرکوز تھے۔

آصل صبح کھیتوں میں جانے سے پہلے آران سے کی جانے والی گفتگو کے بارے میں فکر مند تھا کہ کہیں آران دادا کو بتانا دے۔

"آران تم تھائی لینڈ میں کسی ٹوٹے پھوٹے گھر میں رہتے ہو گے نا۔۔۔" آصل کہہ رہا تھا۔

"نہیں تو۔۔۔ ہمارا گھر بہت اچھا ہے۔" آران نے حیرت سے کہا۔

"ہم م م م۔۔۔ کیا تم میرے کھلونوں میں سے کچھ لینا چاہو گے۔" آصل نے اپنے کھلونے اسکی طرف کھسکائے۔

آران پہلے تو اسکی شکل دیکھتا رہا۔ پھر ایک دم اسکا چہرہ کھل گیا۔

"واقعی۔"

"ہاں لے لو۔۔۔ تمہارے پاس اتنے اچھے کھلونوں کہاں ہوں گے۔" آصل نے اسکی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ آنکھوں میں عجیب سا غرور تھا۔

آران نے کھلونوں کی طرف بڑھاتے ہاتھ پیچھے کھینچ لیے۔

"مجھے نہیں چاہئیں۔"

"As you wish۔" اصل نے کندھے اچکائے۔

"اچھا ایک بات کہوں آران۔"

آران نے سراٹھایا۔

"آج تم چلے جاؤ گے ناتو پلیز واپس یہاں مت آنا۔۔" اصل کسی بڑے بوڑھے کی

طرح سمجھانے کے انداز میں بول رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیوں۔" آران روہنسا ہو گیا۔

"کیونکہ یہ سب میرا ہے۔ دادا، ابو، امی، یہ گھر، شہر والا گھر یہ سب میرا ہے۔ تمہیں ان

میں سے کچھ نہیں ملے گا۔" وہ بہت روڈ ہو رہا تھا۔

اور آران وہ تو بس رونے والا تھا۔

کہیں اس نے صبح والی بات کھیتوں میں جا کر اپنی امی کو تو نہیں بتادی۔ اصل کو ذرا فکر

ہوئی۔ وہ کمرے کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جب آران باہر آیا۔ اصل دوڑتا

اسکے پاس آیا۔

"کیا کہا دادا نے؟"

آران نے ایک غصے بھری نظر آصل پر ڈالی۔ اسکی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ وہ تھائی  
میں غصے میں کچھ بولتا وہاں سے چلا گیا۔

آصل کچھ الجھا۔

تبھی دادا اور آران کی امی بھی وہاں سے نکل آئے۔

"وہ ادیب خاندان کا بیٹا تھا آخر آران کی ہمت بھی کیسے ہوئی اس سے بد تمیزی سے بات  
کرنے کی۔" سوچتا آصل فوراً رونے والی شکل بنا کر دادا کی طرف آیا۔

"دادا وہ مجھ سے بات ہی نہیں کر رہا، میں اسے یہ ٹیڑ کلیکٹر کیسے دوں۔"

دادا کا دل پیسح گیا۔ دادا نے وہ شیشی پکڑی اور آران کی ماں کو تھما دی۔ آران اور اسکی  
ماں کے جانے کے بعد دادا آصل کو بہلانے لگے۔ اصل دادا کی ٹانگ سے لپٹا غصے سے  
لال ہو رہا تھا۔ اسے وہ ٹیڑ کلیکٹر آران کو نہیں دینا تھا پر دادا نے سچی میں اسکی امی کو دے  
دیا۔

"کبھی کبھی تو مجھے آلانی کے لیے افسوس ہوتا ہے پر نہیں۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا۔ ایسے کمزور اور جذباتی لوگوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔ انہیں زندگی کے ہر قدم پر دھوکے ہی ملنے چاہئے۔" آران دانت پیستے بول رہا تھا۔

آصل ہنس دیا۔

"ہاں یہاں میں تم سے کچھ اتفاق کر سکتا ہوں۔ پر تمہیں برا کیوں لگ رہا ہے۔ وہ تو ویسے بھی تمہیں اپنا بھائی نہیں مانتی۔۔۔۔۔ اسکی ماں نے آلانی اور اسکے باپ کو چھوڑ کر تمہارے باپ سے شادی کی تھی۔ مسٹر ادیب صاحب سے۔۔۔۔۔ پتھ۔۔۔۔۔ پتھ۔۔۔۔۔ مائیں ایسی بھی ہوتیں ہیں بھلا۔" آصل کا جملہ پورے ہونے سے پہلے آران کے ہاتھ آصل کے گریبان پر تھے۔

"میری ماں سے متعلق ایک لفظ بھی نہیں۔"

"اور ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا کہ وہ تو تمہاری بھی ماں ہے۔۔۔۔۔ ہی ہی۔۔۔۔۔ سوری۔"

آران نے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان چھوڑا اور واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہاہہہہہہ۔۔۔۔۔" آصل بھی سیدھا ہوا۔

"ہمیں صرف اپنی طرف کی زندگیوں کے بارے میں بات کرنی چاہیے آران  
۔۔۔۔۔ میری طرف کی کہانی میں میں صحیح ہوں۔۔۔۔۔ اور تمہاری طرف کی  
کہانی میں تم۔۔۔۔۔ سیمپل۔" آصل نے کندھے اچکائے۔

"جو میرا ہے وہ میرا ہے اور جو تمہارا ہے وہ تمہارا ہے۔ تمہاری تعلیم اور تمہاری ماں کا  
خرچ ہم نے ہی اٹھایا ہے آج تک۔۔۔"

آران کو لگا شاید وہ لمحے بھر میں آصل کے قدموں میں آگیا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے تم سے کچھ نہیں چھینا۔ اور میری چیزوں اور "لوگوں" پر بھی تمہارا کوئی حق  
نہیں۔ اور رہی بات کمپنی میں حصے کی تو وہ بھی تمہیں مل گیا ہے۔۔۔۔۔ مبارک ہو  
۔۔۔۔۔ ادیب کمپنی کسے "کوسی ای او"۔۔۔۔۔" آصل نے کھڑے ہوتے ہوئے اسکا  
کندھا تھپکا تھا۔ پھر کوٹ ٹھیک کرتا باہر کے دروازے کی طرف قدم بڑھا دیے۔

آصل کی پشت پر گرتی نظروں کے ساتھ ڈیمپل گہرا ہوا تھا۔

"اور ایشبے کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اسے کس کی ملکیت میں رکھا جائے۔ آصل

ادیب گردیزی کی یا آران ادیب گردیزی کی۔ "بہت پر سکون سا صوفی کی پشت سے ٹیک لگاتا، ناخنوں سے کھیلتا وہ بول رہا تھا۔

"ایشبے!"

آران کے منہ سے ایشبے کا نام سننا ہی آصل کا بچا کچھ سکون غارت کرنے کو کافی تھا۔ وہ انہیں قدموں واپس مڑا تھا۔

"تو یہ سب اتفاق نہیں تھا۔ یہ اکیڈمی، یہ پریکٹس، یہ کمپیٹیشن۔۔۔۔۔ یہ سب اتفاق نہیں تھا۔۔۔۔۔" وقت ک ہزاروں حصے میں اسکی تمام حساسیات جاگ چکی تھیں۔ آران نے آصل کی یہ حالت دل سے انجوائے کی تھی۔

"تم نے ہی تو کہا تھا کہ دو لوگ کبھی حادثا نہیں ملتے، آصل۔۔۔۔۔ وجہ ہوتی ہے۔" آران ہنسا۔

"بلکہ وجوہات ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ آہہ۔۔۔۔۔" لمبا سانس خارج کرتا آران بازو پھیلا کر سیدھا ہوا جیسے اس بات سے اسے بہت سکون ملا ہو۔۔۔۔۔ راحت ہی راحت۔۔۔۔۔

"اور ہاں ایک بات تو میں بھول ہی گیا تھا۔" آران نے آنکھیں پٹیٹائیں۔

"وہ پینٹنگ۔۔۔۔۔ ارے وہی پینٹنگ جس میں تم نے یہ بات لکھی تھی  
 --- "آران کی دوستانہ ایکٹنگ عروج پر تھی۔ اس نے اصل کی گردن کی نسیس اور  
 مٹھیاں واضح بھینچتے ہوئے دیکھی تھیں۔

"کیا کیا ہے تم نے اس پینٹنگ کے ساتھ؟"

"آں ہاں۔۔۔۔۔ میں نے تو اسے چھواتک نہیں۔ میں خود ایک آرٹسٹ ہوں، آرٹ  
 کی بہت قدر کرتا ہوں۔۔۔۔۔ پر۔۔۔۔۔ "آران اصل کے چہرے پر گزرتے  
 سارے رنگ انجوائے کر رہا تھا۔

"پر میں ایک بے حس انسان ہوں۔۔۔۔۔ میں احساسات کی پرواہ نہیں کرتا۔۔۔۔۔ پھر  
 چاہیے وہ کسی پینٹنگ سے جڑے ہوں یا ٹیئر کلیکٹر سے۔۔۔۔۔"

آلانی کے فلیٹ سے نکلتے ہی اصل کہیں اور جانے کی بجائے سیدھا شبے کی اکیڈمی گیا تھا  
 ۔ اکیڈمی وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔ سوڈا ایور کو زحمت دیئے بغیر وہ قدموں پر ہی  
 دوڑتا اکیڈمی جا رہا تھا۔ دماغ عجیب الجھ رہا تھا۔

"آران۔۔۔۔ آران ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔۔ اف میر خدا یا۔۔۔۔ وہ گھٹیا انسان  
۔۔۔۔ ایشبے کو اس سارے کھیل میں نہیں لاسکتا۔"

اندھا دھند مصروف سڑک پر گاڑیوں ٹکراتا، رکتا وہ بھاگا جا رہا تھا۔

"پینٹنگ ایشبے کو نہیں ملی تھی۔ اسے کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔ اوہ گاڈ۔" بے بسی کی  
انتہا تھی۔

دوڑتا پھلا نکتا وہ اکیڈمی پہنچ چکا تھا۔

آسمان صبح سے ہی بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ پر آہستہ آہستہ روشنی مدھم پڑ رہی تھی۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
بادل سیاہ ہو رہے تھے۔

اکیڈمی کے سامنے پہنچ کر اصل چڑھا سانس بحال کرنے لگا۔

"ایشبے۔۔۔۔ ہوہ۔۔۔۔ ایشبے۔۔۔۔ پلیز اسٹے لیٹل لانگر۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔"

"Ashby..huh ...ashby plz just stay a little longer  
plz."

دوپل کورک کر سانس لیتا وہ دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

"یس سر! ریسپشن گرل نے اسے عجلت میں دیکھ کر پوچھا۔

"اوہ۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔" اصل ریسپشن کی طرف آیا۔

"میں ایشبے سے ملنے آیا ہوں۔ kindly آپ انہیں انفارم کر دیں۔"

"بٹ سر۔۔۔۔" ریسپشن گرل کمپیوٹر میں دیکھ کر بڑبڑائی۔

"وہ تو پچھلے کچھ دنوں سے نہیں آرہیں اکیڈمی۔"

"ہوں۔۔۔۔" اصل کی بھنویں سیٹریں۔

"kindly آپ ایک مرتبہ پھر چیک کر دیں۔" وہ تقریباً ریسپشن پر جھکتا، کمپیوٹر کی

اسکرین دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"سر یہاں ایک ہی ایشبے ہے جو اسٹرنگز کمپنیشن کے لیے جانے والی تھیں سر آران

کے ساتھ۔ بٹ وہ بغیر کوئی ایکسکوز دیئے کہیں غائب ہو گئیں ہیں۔"

اصل نے سیدھے ہوتے ہوئے آنکھیں زور سے میچیں۔

"اوہ۔۔۔۔ اوکے ریلکس۔۔۔۔ وہ بس ڈرگئی ہوگی۔ وہ گھبرا جاتی ہے مجھے پتہ ہے وہ

بہت جلد گھبرا جاتی ہے۔" سوچتا تھا مسلتا وہ اکیڈمی سے باہر آ گیا۔ ماحول میں سے جیسے

ساری آکسیجن ختم ہو چکی تھی۔ وہ سانس نہیں لے پارہا تھا۔

"اوہ ایشبے۔۔۔۔ تم نے کہا تھا کہ تم مجھ پر ٹرسٹ کرتی ہو۔" وہ کہتا جہاں تھا وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

دونوں ہاتھ گھٹنوں پر دھرے ہوئے تھے۔ اس نے آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔ ایک ہاتھ کی پشت پر ایک ننھا ٹھنڈا قطرہ گرا تھا۔

آصل نے آنکھیں کھول دیں۔

دو، تین اور پھر ایک تسلسل سا قائم ہو گیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکا سر مزید جھکتا چلا گیا۔ بال بھیک کر ماتھے سے چپک رہے تھے۔

"آران میرے باپ کی غلطی تھی۔ میں اپنے باپ کی ہر غلطی کا جرمانہ بھرتا آیا ہوں۔ پر آران والی غلطی کا جرمانہ میں ایشبے سے نہیں بھر سکتا۔۔۔ نہیں بلکل نہیں۔" اس نے سر اٹھایا تو آنکھیں سرخ تھیں۔ گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔

“chan keliyed khun,chan keliyed khun

thanghond.”

آران کے الفاظ گونجے تھے۔

"مجھے بھی تم سے نفرت ہے آران۔ مجھے تم سے سخت نفرت ہے۔" آصل حلق کے بل چلایا تھا۔

سامنے میز پر ادیب کمپنی کے کوسی ای او کی کانٹرکٹ فائل پڑی ہوئی تھی۔ جس پر ایک کے بعد دوسری دفعہ اس ن نظر بھی نہیں ڈالی تھیں۔ آصل سے ملنے کے بعد وہ سیدھا اپنے فلیٹ آگیا تھا۔ صوفے پر بیٹھا وہ گود میں رکھے وائلن کی تاریں کپڑے سے صاف کرنے میں مصروف تھا۔ وائلن اسٹک پاس ہی صوفے پر دھری تھی۔ قریب ہی پڑے ایکوڈاٹ (smart speak) پر مدھم سی آواز میں باجو سیٹوسوٹ نمبر 1 بج رہا تھا۔

مصروف سے ایک نظر اٹھا کر اس نے کھڑکی کی جانب دیکھا۔ بارش کی وجہ سے باہر کا منظر دھندلا چکا تھا۔ سیلو کے سروں نے لاؤنج میں ایک الگ ہی سما باندھ رکھا تھا۔ باہر گہرے ہوتے بادلوں کے ساتھ روشنی بھی مدھم پڑتی جا رہی تھی۔

اس نے وائلن ایک طرف رکھا اور ٹانگیں اٹھاتا چوکڑی لگاتا صوفے پر بیٹھ گیا۔  
 فائل کے ساتھ میز پر وہ دونوں شیشیاں بھی موجود تھیں۔ ایک بھری اور ایک خالی۔  
 وہ ایک مرتبہ پھر مسکرا نہیں سکا تھا۔

جب سے یہ شیشی اسے ملی تھی۔ اسکی مسکراہٹ ویسے بھی کمزور پڑتی جا رہی تھی۔  
 اس دن وہ گاؤں میں بھی ایشبے سے پوچھنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اس ٹیمر کلکٹرک بارے میں



آران نے آنکھیں موندتے ہوئے سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔  
 اس نے ایک دفعہ بھی ایشبے سے کمپٹیشن پر چلنے کا نہیں کہا تھا۔ ناہی اس نے کسی کو بتایا  
 تھا کہ وہ کہاں ہے۔

وہ ایسا کیوں کر رہا تھا، کیا وہ چاہتا تھا کہ ایشبے اس مقابلہ میں نا آئے۔ کبھی اس سے جیت نا  
 جائے۔۔۔۔۔ یا پھر۔۔۔۔۔ یا پھر وہ ایشبے سے مقابلہ ہی نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔ وہ اسے اپنے  
 مقابل نہیں دیکھنا چاہ رہا تھا۔

ہوہ۔۔۔۔۔ کون جانے۔۔۔۔۔

ویسے بھی بہت دھیرے دھیرے، غیر محسوس انداز میں کہیں بہت اندر چیزیں بدلنے لگیں تھیں۔

آران سے متعلق قصے سن کر معلوم ہوتا تھا کہ نانو اور آران میں کافی بنتی ہے۔

"تمہاری طرح وہ بھی دنیا سے بھاگ کر ہمیشہ میرا پاس ہی آتا تھا۔ زندگی صرف

تمہارے لیے ہی نہیں، ہر کسی کے لیے ہی کہیں نا کہیں ان فیئر رہی ہے ایشبے۔"

"کیا آپ چاہتی ہیں کہ مجھے آران سے ہمدردی ہونی چاہیے۔" ایشبے نے اٹکتے ہوئے

کہا۔

نانو ہنس دیں۔

"نہی تو۔۔۔۔۔ بلکل بھی نہیں۔ میں نے تمہیں کسی سے ہمدردی کرنے کا نہیں

کہا۔۔۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ تم کچھ ہمدردی اپنی ذات سے دیکھاؤ۔ چیزیں سدھرنے

لگے گئیں۔"

ایشبے نے چہرہ جھکا لیا۔

"بچپن میں جس دن تم پہلی دفعہ اپنے باپ سے لڑ کر میرے پاس آئی تھی۔ تم بہت ما یوس تھی۔ جانتی ہو تم نے کیا کیا تھا۔۔۔؟"

نانو کی اس بت پر ایشبے نے فوراً سراٹھایا۔

"مجھے یاد ہے۔" وہ ایک دم سے کھلکھلاتے ہوئے بولی تھی۔ ایک دم سے جیسے بہت ساری خوشی اسکے چہرے پر سمٹ آئی ہو۔

نانو مسکرا دیں۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
وہ سمجھ گئی تھی۔

بارش اپنے زوروں پر تھی۔ وہاں اکیڈمی کے کونے پر مڑتی تاریک گلی میں وہ کونے پر موجود تھی۔

وہ کتنی دیر سے وہاں اکیڈمی کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔

آلانی کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ سیاہ چھتری ہاتھوں میں پکڑی تھی۔ وہ

دو قدم مزید چل کر یہ چھتری آصل کے اوپر کر دینا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ پر قدم مزید چلنے کو جواب دے چکے تھے۔

وہ ناوہاں کھڑی ہو پار ہی تھی، نابیٹھ پار ہی تھی۔ آصل کی یہ حالت اسکا دل کاٹ رہی تھی۔

"سارا قصور میرا ہے۔۔۔۔۔ سارا اکا سارا۔" آنکھوں کے آگے ایک دھندلی سی تہہ آچکی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپتے ہوئے اپنی سسکیاں دباننا چاہتی تھی۔

وہ سب جان گیا تھا۔۔۔۔۔ یہی چیز آلانی کو مار ہی تھی۔  
 آصل اور آران کی میٹنگ ختم ہوتے ہی وہ فلیٹ میں گئی تھی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔  
 فلیٹ سنسان تھا۔ سوائے اس چھوٹے سے ریکاڈر کے جو وہاں میز پر پڑا تھا۔

آلانی کی بھنویں سیکڑیں تھیں۔ چہرے کے اعصاب میں کچھ کھچاؤ پیدا ہوا تھا۔ کچھ غلط ہو گیا تھا۔ چھٹی حس مسلسل اشارے دے رہی تھی۔

آلانی نے جھپٹنے کے انداز میں وہ ریکاڈر اٹھایا اور ریکاڈنگ سننے لگی۔

لفظ پر لفظ اسکی سماعتوں سے ٹکرا رہے تھے۔ اور اسکے پیروں سے جان ختم ہو رہی تھی۔

پیروں نیچے سے زمین کیسے نکلتی ہے اسے آج سمجھ آئی تھی۔

ریکاڈنگ ختم ہو چکی تھی۔

"وہ سب جانتا تھا۔ اصل سب جانتا تھا۔۔۔۔۔ وہ سب جانتے ہوئے ہر روز مجھے فیس

کرتا تھا۔"

احساس جرم کسی بوجھ کی طرح اسے دبائے جا رہا تھا۔

"آران سے اصل کا تعلق کیسا ہے، آران سے کیا تعلق۔۔۔۔۔ اصل نے کیا

کہا، آران نے کیا کہا۔۔۔۔۔" یہ سب باتیں ایک دم سے بے معنی ہو گئیں تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آلانی ریکاڈر پھینک کر، اپنا کوٹ اور چھتری اٹھاتی، باہر کی طرف بھاگی تھی۔

وہ جانتی تھی وہ اس وقت کہاں ہوگا۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی وہاں اسکے اور اصل کے

درمیان ایک ہی چیز موجود تھی۔

شرمندگی۔۔۔۔۔ پچھتاوا۔

ہر عام دن کی طرح سیگا پور میں وہ بھی ایک عام سادہ تھا۔ Cavenagh برج پر

وہی معمول کی چہل پہل تھی۔ آج اسٹرنگز کمپنیشن کی شام تھی۔ بوٹ پر تھری پیس سوٹ پہنے وہ وہیں اور پیل کی چہل پہل میں موجود تھا۔ وہ ٹہل نہیں رہا تھا۔ ناہی اس پیل سے آگے پیچھے گیا تھا۔ بلکہ وہیں ایک طرف پیل کے اطراف میں بنی دیواروں سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

پاکستان چھوڑنے سے پہلے وہ اصل ادیب گردیزی کو جی بھر کر زچ کر چکا تھا۔ سواب وہ سکون میں تھا۔ اب کہیں کچھ اور باقی تھا۔ آج کی شام سے پہلے، کچھ بہت ضروری۔ سوچتے ہوئے اس نے کوٹ کی اندرونی اوپری جیب میں پڑی شیشی چھو کر محسوس کی۔ وہ موجود تھی، وہ مدہم سا مسکرا دیا۔

کسی کی چیز کو تو وہ چھوتا بھی نہیں تھا اور اپنی چیز کی طرف کسی کو دیکھنے بھی نہیں دیتا تھا۔ اور کیا اسکا ہے۔۔۔۔۔ اس بات کا تعین کرنے والا بھی وہ خود تھا۔

وہ بہت ہی جلد اپنی اصل جگہ جان جائے گی۔

ڈیمپل گہرا ہوا تھا۔

دو دن پہلے۔۔۔

کل اکیڈمی سے لوٹنے کے بعد سے اسکا سر سخت بھاری ہو رہا تھا۔ رات بھر بھی وہ ٹھیک سے سو نہیں پایا تھا۔

صبح آفس کے لیے تیار ہوتے ہوئے اس نے ایک نظر شیشے میں اپنا عکس دیکھا۔

اسے شیشے میں دکھتی اپنی شکل سے ایک دم سخت چڑسی ہوئی تھی۔ اسکا چہرہ مزید بگڑ گیا

اس نے ڈریسنگ کی دراز سے لوڈڈپسٹل نکال کر کوٹ کی اندر اڑسی تھی۔ ایک دم سے اسکے وجود میں ایک سکون سا اثر گیا تھا۔

وہ آنکھیں بھینچتے ہوئے مسکرایا تھا۔ پھر ایک دم سے آنکھیں کھولیں۔ آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔

”Killer eyes“ وہ زیر لب بڑبڑایا۔

اسے اپنے لیے یہ لفظ ہمیشہ سے ہی پسند تھا۔

”میں نے آران کو کمزور سمجھا، یہ میری غلطی تھی۔ میں نے آلانی کو ڈھیل دی، یہ بھی

میری غلطی تھی۔ میں نے ایشبے والے معاملے میں احتیاط نہیں کی، وہ بھی میری غلطی تھی۔۔۔۔"

"پر مجھ یہ غلطیاں سدھارنی آتی ہیں۔"

تیار ہو کر وہ آفس کے لیے نکل رہا تھا جب اچانک مسز ادیب کی کال آنے لگی۔  
اصل نے جھنجھلاتے ہوئے ایک نظرون پر ڈالی۔ پھر فون آف کر کے جیب میں ڈالتا  
گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"اتنی ناراضگی تو میرا بھی حق ہے۔" وہ خفت سے بولا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اپنا ریزائن لیٹر کمپنی بھجوا چکی تھی۔ دکھ تھا۔۔۔۔ اتنی اچھی جاب چھوڑنے کا

اسے لیکن اسے تلافی کرنے کا یہی طریقہ دیکھائی دیا تھا۔

دات بھر جاگنے کے بعد وہ کافی بنا کر لاؤنج میں آئی تھی۔ ٹی وی آن کیا۔ مگ ابھی لبوں

کو چھواتک نہیں تھا کہ نیوز چینل پر چلتی پٹی دیکھ کر وہ جہاں تھی، وہیں فریز ہو گئی۔

"اصل ادیب گردیزی کو سی ای واکسی سیٹ سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔ ادیب کمپنی

نئے سی ای او آر ان ادیب گردیزی کے ساتھ اپنے مستقبل کے سفر پر گامزن ہوگی۔"

اسے اس وقت کافی کا وہ گھونٹ دنیا کا سخت ترین کڑوا گھونٹ لگا تھا۔

گاڑی کمپنی کی عمارت کے سامنے رکی تھی۔ گاڑی سے اترتے ہوئے اس نے فون چیک کیا۔ مسز ادیب کی کوئی پچاس مس کالز آچکی تھیں۔

اصل نے کندھے اچکاتے ہوئے فون واپس جیب میں ڈال لیا۔ گاڑی سے اپنا سب نکال کر وہ عمارت میں داخل ہو گیا۔ ریسپشن ایریا گزر کر اس نے انٹری مشین پر اپنا کارڈ رکھا۔

ایک، دو، چار، دس سیکنڈ گزر جانے گئے تھے۔ اور شیشے کی سلائیڈ اپنی جگہ سے کھسک ہی نہیں رہی تھی۔ اصل نے تعجب سے کارڈ کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر دوبارہ کوشش کی مگر بے سود۔ اس کا کارڈ انٹر نہیں کیا جا رہا تھا۔

"سر! اچانک ریسپشن گرل کی آواز اسکی پشت پر ابھری۔

اس سے پہلے کہ اصل کچھ بولتا۔



کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔ چہرہ باہر کی طرف تھا۔ آصل اسکی بلکل پشت پر تھا۔

"تو اب تم سکون میں ہو؟" آصل دانت پستے ہوئے بولا تھا۔

آران مسکرایا۔ آصل اسکا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔

"میرا سکون ان چیزوں میں نہیں ہے آصل ادیب صاحب۔"

آصل مزید چڑھا تھا۔

"ٹھیک ہے تمہیں یہ سب چاہیے تو رکھو یہ سب۔ میرے پاس اس سے زیادہ اہم

چیزیں ہیں۔" کہتا آصل مڑا۔ پھر رکا۔

"اور اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں سی ای او کی سیٹ کے لیے تم سے بھیک مانگوں گا تو

تمہاری بھول ہے۔"

بات مکمل کر کے وہ آران کی بات سننے بغیر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ

کھولنے کے لیے ہاتھ ناب پر رکھا ہی تھا کہ دروازہ پہلے ہی کھل گیا۔ آصل دو قدم پیچھے

ہوا۔

سامنے سے ریسپشن گرل انٹر ہوئی۔

"سر آپکی پریس کانفرنس کا وقت ہو گیا ہے۔ میڈیا والے آچکے ہیں۔" آران نے منہ موڑے بغیر ہی اثبات میں سر ہلایا۔

لڑکی واپس چلی گئی۔ دروازہ کھلا تھا۔ آصل سر جھٹکتا نکلنے والا ہی تھا کہ۔۔۔  
 "میں ابھی اتنا نہیں گرا کہ آصل ادیب گردیزی کو مجھ سے بھیک مانگنے پر مجبور کروں۔" وہ دروازے تک آچکا تھا۔ "میں اس کرسی کو خیرات کرنا چاہوں گا۔" آصل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا گیا تھا۔

الفاظ زہر کی طرح آصل کی سماعتوں میں انڈھیلے گئے تھے۔ احساس ذلت کی انتہا تھی۔ آران تو جاچکا تھا۔ پر آصل وہاں سے ہل نہیں سکا تھا۔

"میری ہی کمپنی مجھے ہی خیرات کی جائے گی اب۔" گہرے گہرے سانس لیتا وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

آران نے بڑی ہی نازک جگہ آصل کو چوٹ لگائی تھی۔ اس نے آصل کی انا کو چوٹ لگائی تھی۔

-----

ابھی آلائی پچھلے سکتے سے نہیں نکلی تھی کہ ٹی وی پر اچانک نئی نیوز چلنے لگی۔

"آران گردیزی ابھی کچھ ہی دیر میں پریس کانفرنس کا آغاز کریں گے۔"

آلائی کے احساسات ایک دم ایکٹو ہوئے۔ وہاں اسکرین پر آران کا چہرہ نمایاں تھا۔ بہت سی فلیش لائٹس میں گھرا وہ وہاں اکیلا بیٹھا تھا۔ معتبر سا، چہرے سے جھلکتا احساس فتح۔ آلائی بخوبی پہچان سکتی تھی۔

گلا کھنکھارتے ہوئے آران نے اپنی بات کا آغاز کیا۔

"اس کرسی پر بیٹھ کر دنیا واقعی مختلف دیکھائی دیتی ہے۔" وہ چہرے پر مدہم اور تھکی سی مسکراہٹ لیے بول رہا تھا۔

"لیکن میں دنیا کو کسی اور طریقے سے دیکھنے کا عادی ہوں۔" کہہ کر وہ کیمرے میں جھانک رہا تھا۔

وہ دیکھ سکتی تھی۔ اس وقت پریکٹس روم کے سنسان اندھیرے کمرے میں بیٹھی، سنائے میں طرف موبائل سے نکلتی آران کی آواز گونج رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ ایشبے نے غیر محسوس انداز میں اسکرین سے نظریں ہٹالیں۔

"میں یہاں کسی سے بھی کچھ چھیننے نہیں آیا۔ صرف اپنا حق لینے آیا تھا۔ لیکن پھر وقت نے مجھے کچھ مختلف طریقے سے دنیا دیکھائی۔" نظریں کیمرے پر ہی جمی تھیں۔

"میں سروں میں قید رہنے والا شخص ہوں۔ اور مجھے سکون بھی وہیں ملتا ہے۔ میرے رستے کہیں اور کسی اور سے ٹکراتے ہیں۔" کیمرے سے نظریں ہٹاتے اس نے سامنے ایک طرف فائل اٹھائی اور اسے کھول کر اس پر سائن کرنے لگا۔

"یہ کمپنی اور نام اسی کو سوٹ کرتا ہے جس کے لیے اسے چھوڑا گیا ہے۔"

وہ بھی وہیں تھا پیچھے کی نشستوں میں بیٹھا۔ ایک جلن سی تھی جو پورے جسم میں سرایت کر رہی تھی۔ وہاں اس ہجوم میں صرف وہ جانتا تھا کہ آران کس طرح اسے زمین میں دھنسا رہا ہے۔

آران کے خاموش ہوتے ہی مختلف سوالات کی بھرمار ہو چکی تھی۔

"سو آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو اپنا حصہ اور نام لینا چاہیے۔ کیا آپ رحم دلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟"

"سر کیا آپ کسی خاص کے لیے اس سب سے پیچھے ہٹ رہے ہیں؟"

ہر سوال پر آران کی مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی۔ اور آصل کے لیے وہاں بیٹھنا دو بھر  
اہوتا جا رہا تھا۔

"سر کیا آپ اپنا حصہ آصل ادیب صاحب کو خیرات کر رہے ہیں؟"

اور یہاں۔۔۔۔۔

یہاں ہی آران کھل کر ہنسا تھا۔ اس نے وہاں دور پیچھے بیٹھے آصل کی آنکھوں میں  
آنکھیں ڈال کر کندھے اچکائے تھے۔ گویا کہہ رہا ہو۔۔۔۔۔

"لو کر دی میں نے خیرات۔"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آصل فوراً کھڑا ہوا تھا۔ کرسی کو ٹھوکر مارتا وہاں سے چل دیا۔ چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

آران نے اسے ہال روم سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسکی ہنسی تھمی تھی۔

"ہاں لے لو تمہارے پاس اتنے اچھے کھلونے کہاں ہونگے؟"

کچھ سوچتا وہ دوبارہ مسکرایا اور پھر مسکراتا میڈیا کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"آج معلوم ہوا کہ ایسے خیرات کرنے میں کتنا مزہ آتا ہے اصل ادیب گردیزی۔"

اس نے فون آف کر دیا۔ اندھیرے میں ڈوبے کمرے کہ سناٹا واپس آچکا تھا۔

ایشبے کا سر جھکتا چلا گیا۔ کل والا واقع آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

باہر بارش نے بلا کا شور مچا رکھا تھا۔ اور اندر اتنا ہی سکون تھا۔ اسی سکون میں کہیں سیلو

کے سر گھومتے پھر رہے تھے۔ جب ایک دم سے دروازے پر رینگ ہوئی۔

آران اپنی سوچوں سے جاگا تھا۔ دروازے کے قریب لگی اسکرین پر وہ باہر کھڑے

شخص کو صاف دیکھ سکتا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھ کر وہ مسکرایا۔ اور قریب پڑے ریموٹ سے دروازہ ان لاک کیا۔

اگلے چند پلوں میں دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ شخص اندر آچکا تھا، بلکہ آچکی تھی۔

دروازہ اسکی پشت پر واپس لاک ہو چکا تھا۔

آران سیدھا ہوا۔ میز پر سے شیشیاں پہلے ہی اٹھالی گی تھیں۔ خالی میز پر ایک طرف بس

وہ فائل ہی موجود تھی۔

آران نے ایکوڈاٹ آف کیا۔ چیزیں آگے پیچھے کرتا وہ ایشبے کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

(کیا وہ نروس ہو رہا تھا؟) سوچ آنے سے پہلے ہی اسے جھٹکا گیا۔

آران نے چہرہ اٹھا کر دروازے کے قریب کھڑی ایشبے کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اوہ۔۔۔۔۔

تمام حرکات روک دی گئی تھیں۔

دم سادھ لیا گیا تھا۔

وہ نظریں نہیں ہٹا پایا تھا۔

چندپل گزرے پھر وہ سر جھٹکتا سیدھا ہوا۔

"تمہیں اصل سے کیا چاہیے آران؟" سناٹا توڑا گیا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔" آران سیدھا ہوا۔ تو وہ اصل کے لیے آئی تھی۔ وہ ہنس دیا۔

"وہ مجھے کچھ نہیں دے سکتا۔ اتنا بڑا دل نہیں ہے اسکے پاس۔ مجھے جو چاہیے ہوگا میں

خود ہی لے لوں گا۔" لہجے میں سنجیدگی سی اتر آئی تھی۔

"اور میں کبھی کچھ غلط نہیں کرتا۔۔۔ خیر۔۔۔ ہم صرف آپس کی بات کرتے ہیں۔ کیا تم نے کمپٹیشن سے متعلق اپنا دماغ بدلا۔" وہ اسکی طرف دیکھے بغیر بولا تھا۔

"تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔"

آران کی آنکھیں ذرا پھلیں۔ جواب کیسے اسکے منہ پر مارا گیا تھا۔ آران نے چہرہ اٹھایا۔

"پھر تو میرے اور اصل کے معاملے سے بھی تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ رائٹ؟" وہ کہنا نہیں چاہتا تھا۔ پھر بھی کہہ گیا۔

"اصل س جڑا ہر مسئلہ میرا مسئلہ ہے۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے۔۔۔۔۔ لمحے رک کر ایشبے کا چہرہ تک رہے تھے۔ بالکل آران کی طرح۔۔۔۔۔

آران کا منہ ایک دم بھنچ گیا۔۔۔۔۔ وہ ایشبے کے منہ سے یہ نہیں سننا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ کم از کم اس سے آگے تو نہیں۔

"میں جو بھی کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں۔" لہجہ ایک دم سے اجنبی سا ہو گیا تھا۔

وہ جیسے بات ہی ختم کر رہا تھا۔

"تم کل بھی غلط تھے اور آج بھی غلط ہو آران۔" وہ بہت ضبط سے بولی تھی۔ اسکی

آنکھیں تکلیف سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"یہاں بات صرف میری کہانی کی ہو رہی ہے۔ اور میری کہانی میں میں کل بھی صحیح تھا اور آج بھی صحیح ہوں۔"

ایشبے نے نفرت سے اسے دیکھا۔ آران بھی اسی درشتگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ اصل ادیب کو تمہاری ضرورت نہیں۔ آخر کو وہ بھی ادیب گردیزی کی اولاد ہے، اس شخص کی جس نے اپنی دولت اور نام کو اپنی محبت پر ترجیح دی تھی۔"

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ وہاں ایشبے کے آنکھوں میں کچھ غیر معمولی سا محسوس کر سکتا تھا۔ اسے لگا اگر چند پل بھی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا رہا تو اسکی آنکھیں جل جائے گئیں۔

آران نے چہرہ پھیر لیا۔

"میں کسی اصل ادیب کو نہیں جانتی، جیسے میں جانتی وہ صرف اصل ہے۔ میرے لیے ہر جگہ موجود رہنے والا اصل۔"

آران جو محسوس کر رہا تھا وہ بہت عجیب تھا۔ اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

وہ اصل کا نام کتنے وثوق سے لے رہی تھی۔ وہ اسے مکمل اداون کرتی تھی۔

آران کے چہرے کے تاثرات بدلے۔

"کیا مرہم رکھنے والوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی زندگی میں۔" وہ خود نہیں جانتا تھا

کہ وہ کیا بول گیا تھا۔

ایشبے پل بھر کو ٹھٹھکی تھی۔ الفاظ گھمادے گئے تھے۔ لیکن وہ مفہوم سمجھ گئی تھی۔

"مرہم رکھنے والے مزید زخم نہیں دیا کرتے آران۔ تم جو اصل کے ساتھ کر رہے ہو

۔ اس سے میرا دل کٹ رہا ہے۔" سرخ پڑتی آنکھوں کے ساتھ ایشبے کی آواز بلند ہو رہی

تھی۔ وہ تکلیف میں تھی۔

آران کو لگا اسکا دل بھی گویا کٹ سا گیا ہو۔ وہ ایشبے سے زیادہ خود پر حیران تھا۔

وہ نفرت کرنے والوں میں سے ایک آران ادیب گردیزی کمزور بھی تو کس بات پر پڑ

رہا تھا۔

"پتہ ہے میں نے ایک دفعہ اصل سے پوچھا تھا کہ لوگ حادثات ملتے ہیں کہ ضرورتاً۔" وہ

پھر بولی۔

"اگر وہ مجھے اس دن جواب نادیتا تو شاید میں کبھی سمجھ ناپاتی لیکن آج مجھے اپن سوال کا جواب مل چکا ہے۔ دو لوگ کبھی حادثا نہیں ملتے آران۔۔۔۔۔" اسکی بات ابھی بیچ میں تھی۔

"پراسے تمہاری ضرورت بھی نہیں ہے۔" آران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اسے نہیں مجھے اسکی ضرورت ہے۔ اپنی زندگی کے ہر قدم پر مجھے اسکی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ واحد انسان ہے جو راکھ کی طاقت پر یقین رکھتا ہے۔" ایشبے پوری قوت سے چلاتے ہوئے بولی تھی۔

آران ایشبے کے اس انداز پر حیران رہ گیا۔ پھر یک دم آران کے تیور بگڑے وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

"ایک بات بتاؤ ایشبے۔ کیا زندگی نے کچھ میرے لیے بھی بچا رکھا ہے یا نہیں۔ ہر چیز پر صرف اصل ادیب گردیزی کا حق ہی کیوں ہے۔" اسکی آواز بھی بلند ہو رہی تھی۔

چہرے کے نقوش تن گئے تھے۔

ایشبے ایک دم چپ سی ہو گئی۔۔۔۔۔ اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"اور تمہارا کیا بگاڑا ہے میں نے جو تمہیں مجھ سے اتنی نفرت ہے۔۔۔ کم از کم تمہیں تو میری طرف ہونا چاہیے تھا۔۔۔ تم ایک دفعہ تو میری طرف کھڑی ہو کر دیکھو۔۔۔ سارے جہان کی محبتیں آصل ہی کے لیے ہی کیوں ہیں۔۔۔ ساری اچھائی اسکے حصے میں ہی کیوں ہے۔" وہ جنونی سا چلاتا جا رہا تھا۔

ایشبے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

وہ بے خودی میں کیا کہے جا رہا تھا۔ اسے خود بھی احساس نہیں تھا۔

ایشبے کی سہمی شکل دیکھ کر وہ یک دم خاموش ہو گیا۔

وہ آج سمجھا تھا کہ آلانی کیوں بدل گئی تھی۔۔۔ آصل کیوں اس دن ایشبے کے نام پر اٹھا کر بھاگا تھا۔۔۔ ایشبے گاؤں سے واپس کیوں آئی تھی۔۔۔ اور وہ۔۔۔ وہ کیوں ایک دم خاموش ہوا تھا۔

کچھ تو تھا جو ان سب میں کامن تھا۔

آران نے ایک آخری نظر ایشبے پر ڈالی۔ پھر صوفی سے اپنا کوٹ اٹھاتا، دروازہ کھولتا اور پھر دھاڑ سے دروازہ بند کرتا وہ فلیٹ سے نکل گیا۔

زندگی نے پھر بہت غلط جگہ، بہت غلط وقت پر اسکے ساتھ نا انصافی کر دی تھی۔

ایشبے نے رکی اسکرین پر آران کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔۔ وہ وہیں جھانک رہا تھا کیمرے میں  
۔۔۔ شاید ایشبے کی آنکھوں میں۔۔۔ گویا کہہ رہا ہو کہ

"وہ اپنا حق کیوں چھوڑ رہا ہے، وہ جانتی تھی۔۔۔۔۔ بلکہ صرف وہی جانتی تھی

آلانی ابھی تک بے یقینی سے ٹی وی کی اسکرین تک رہی تھی۔

آران نے اپنا حق چھوڑ دیا۔

وہ آنکھیں جھپکنا بھول گئی تھی۔

یقیناً اب وہ کوئی نئے گل کھلائے گا۔

آلانی یک دم حواسوں میں آئی۔

"اف آران۔۔۔۔۔"

نارنجی کاغذی پھولوں سے ڈھکے دروازے کے ساتھ لگی چھوٹی سی بیل بجائی گئی۔

چند لمحے سر کے۔۔۔۔۔ دروازہ چرر کی آواز کے ساتھ کھولا گیا۔

دروازہ کھولنے والی ایشبے کی ماں تھی۔ دروازے کھولتے ہی سامنے کھڑے وجود کو دیکھ

کر وہ حیران رہ گئیں۔

سامنے ایشبے کی نانی کھڑی تھیں۔

ایشبے کی ماں نے کچھ ٹھٹھکتے ہوئے عذرا بیگم کے اطراف میں جھانکا۔۔۔۔۔ وہاں ایشبے کو

بھی ہونا چاہیے تھا۔ پر وہ وہاں نہیں تھی۔ انہوں نے اشاروں میں اپنی ماں سے ایشبے

کے بارے پوچھا۔

عذرا بیگم ہنس دیں۔

"ارے بھئی اسے اسکی اصل جگہ چھوڑ کر آئی ہوں۔۔۔۔۔ عجیب ہو بھئی ماں کو اندر

آنے کا کہنے کی بجائے بیٹی کی تفشیش شروع کر دی۔" کہتیں وہ اپنا چھوٹا سا بریف کیس

گھسیٹیں اندر داخل ہو گئیں۔

ایشبے کی ماں وہیں کھڑی رہیں۔۔۔۔۔ حیران سی۔۔۔۔۔ وہ یقین کرنا چاہ رہی تھیں۔

"واقعی!"

دروازہ بند کر کے وہ واپس پلٹیں۔۔۔۔۔ دل پر ایک نیا بوجھ پڑھ گیا تھا۔

"سراشبے میم کمپٹیشن کی لیے روانہ ہو چکی ہیں۔"

الفاظ تھے یا کوئی آب حیات۔۔۔۔۔ اصل کو گویا نئی زندگی مل گئی تھی۔ آلانی کے جانے کے بعد اس نے کچھ لوگوں کو ایشبے کی تلاش میں لگایا تھا۔

اور ابھی ابھی فون پر اسے یہ خبر موصول ہوئی تھی۔ پیغام ختم ہونے کے کتنی ہی دیر تک وہ اسکرین کو تکتا رہا تھا۔ مسرت ہی مسرت سی اسکے وجود میں اتر آئی تھی۔

پھر یک دم اس نے کال بیک ملائی۔

کال اٹھالی گئی۔

"یس سر!"

"میری آج رات کی سنگاپور کی سیٹس کرواؤ اور مجھے اسٹریٹنگز کمپنیشن کا اینویٹیشن

کارڈ بھی چاہیے فوراً۔"

"اوکے سر!"

کال کاٹ کر فون میز پر پھینکنے کے انداز میں رکھا گیا۔

کرسی مسلسل اطراف میں گھوم رہی تھی۔

وہ خوش تھا۔۔۔۔ بہت خوش۔۔۔۔

وہیں اس پے نظر رکھے وقت نے ایک لمبی آہ بھری۔

"وہ خوش تھا۔۔۔۔ پر وہ بے خبر تھا۔"

پردے ابھی ہٹے نہیں تھے۔۔۔ بھاری دبیز پردوں کے پیچھے وہ خاموشی سے سر جھکائے  
کھڑی تھی۔

آران نہیں آیا تھا۔۔۔۔ وہ حیران تھی۔

اصل بھی موجود نہیں تھا۔ عجیب سی بے چینی تھی۔

"میم اگلے پانچ منٹ میں پردے سر کا دیئے جائیں گے۔" اسٹنٹ ابھی ابھی اسے کہہ کر گئی تھی۔

سیاہ مکمل پیروں کو چھوتی میکسی پر مکمل سیاہ آستین۔۔۔۔۔ بال ڈھیلے سے جوڑے میں باندھ رکھے تھے۔ کچھ لٹیں نکل کر گالوں پر بکھری ہوئی تھیں۔ وائٹن سامنے اسٹینڈ پر موجود تھا۔

اشبے نے سیدھے ہاتھ میں موجود ماسک اٹھا کر دیکھا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
سنہرے رنگ کے ماسک پر سیاہ باریک موتی جڑے ہوئے تھے۔ ماسک عینک نما تھا گویا اسکے لگانے کے بعد صرف اسکے ہونٹ دیکھائی دیتے اور باقی چہرہ چھپ جاتا۔

"تین منٹ باقی تھے۔"

"بچپن میں جس دن پہلی دفعہ تم اپنے باپ سے لڑ کر آئی تھی۔ تم بہت مایوس تھی۔ جانتی ہو تم نے کیا کیا تھا۔"

نانو کی اس بات پر اس نے فوراً سراٹھایا تھا۔

"مجھے یاد ہے۔"

اسے یاد ہے اس دن وہ سیدھی نانو کے کمرے میں گئی تھی۔۔۔۔۔ وہاں اسے نانا کا واٹن ملا تھا۔ اس نے اس سے پہلے کبھی واٹن نہیں بجایا تھا۔ پھر بھی نا جانے کیوں وہ واٹن اور اسٹک اٹھا کر اسے بجانے لگی تھی۔۔۔۔۔

آنکھیں موندھے۔۔۔۔۔ اپنی ہی دنیا میں مگن وہ واٹن بجا رہی تھی جب نانو نے اسے جھنجھوڑا تھا۔۔۔۔۔ وہ گویا کسی خواب سے جاگی تھی۔

آنکھیں کھولتے ہی سامنے کا منظر حیران کر دینے والا تھا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
وہاں پورے کمرے میں مٹی کے ذرے چھوٹے چھوٹے ستاروں کی مانند اڑتے پھر

رہے تھے اور پھر ایشبے کے ہاتھ تھمنے پر وہ ایک ساتھ واپس زمین پر آگرے اور بچھ گئے۔۔۔۔۔ جیسے ماچس کا مسالہ چند لمحوں میں لال سے سیاہ ہو جاتا ہے۔

نانو پتھر آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اور ایشبے اس سے بھی زیادہ حیرت سے واٹن کو۔۔۔۔۔ وہ تکلیف میں رو نہیں سکتی تھی لیکن وہ یہ کر سکتی تھی۔

"ایک منٹ باقی تھا۔" ایشبے نے ماسک چہرے پر لگایا۔

وہ اپنا اصل فرار جان گئی تھی۔

اسکی پشت پر موجود چہل پہل کب ختم کم ہونے لگی تھی اسے کچھ خاص اندازہ نہیں ہوا تھا۔

پل کی رینگ سے کمبیاں ٹکائے وہ نیچے دریا میں جھانکنے میں مصروف تھا۔ جب وہ اچانک کسی احساس کے تحت مڑا۔

"اوہ۔۔۔۔" ہونٹ مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے گول ہوئے تھے۔

"دیکھو تو کون آیا ہے۔" آران اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔

اصل نے سن گلاس اتار کر کوٹ کی جیب میں اڑسے۔۔۔۔۔ اس عمل میں کوٹ ڈرا

ہٹا تھا۔۔۔۔۔ وہاں اصل کی پینٹ میں اڑسا پوسٹل آران صاف دیکھ سکتا تھا۔

آران ہنساتھا۔ پھر اصل کی طرف دیکھا۔

"آپکا یہاں کیا کام ہے اصل صاحب۔ آپکو تو جو چاہیے تھا وہ تو وہیں ہے۔ آپکے پاکستان

میں۔۔۔"

آصل مسکرا دیا۔

"میں بالکل صبح جگہ پر ہوں۔۔ ہاں البتہ تم اپنی جگہ بھول جاتے ہو۔"

آران رخ پھیر کر واپس ریٹنگ پر ہاتھ رکھے نیچے دیکھنے لگا۔

"میرے اور آپ کے سارے حساب برابر ہو چکے ہیں آصل صاحب۔۔۔۔۔ کوشش

کیجئے بار بار ہمارا سامنا نہ ہو۔" صاف الفاظ میں اسے جانے کا کہا جا رہا تھا۔

چند لمحے سر کے۔۔۔۔۔

اچانک آران نے اپنی پشت پر کچھ محسوس کیا۔۔۔۔۔ کچھ سرد سا۔۔۔ گویا اسکے جسم میں گھستا جا رہا ہو۔۔۔۔۔ اسکی حساسیات فوراً جاگی تھیں۔

"تمہیں لگا تم کمپنی میں اپنا حق چھوڑ کر ایشیے پر سودا کر لو گے۔" آصل کی آواز بہت

قریب سے ابھری تھی۔ پل پر چہل پہل ناہونے کے برابر ہوتی جا رہی تھی۔

آران ہنسا۔۔۔۔۔ قمقمہ مار کر ہنسا۔

"میں کسی آصل ادیب گردیزی کو نہیں جانتی۔ میں جسے جانتی ہوں وہ طرف آصل

ہے۔"

"اسے اصل ادیب گردیزی کو بھی جاننا چاہیے تھا۔ نہیں؟"

آران سر اٹھا کر بولا تھا۔

پردے سرک چکے تھے۔

ایشبے نے ایک گہرا سانس خارج کیا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اسٹیج پر آئی۔ پاس ہی اسٹیڈ سے وانگن اور وانگن اسٹک اٹھائی۔

لمح بھر کورک کر اس نے ایک نظر ہال پر دوڑائی۔

وہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ وہاں کہیں بھی نہیں تھا۔

"اچھا ہے وہ یہاں نہیں ہے۔۔۔۔۔ اسے یہاں ہونا بھی نہیں چاہیے تھا۔"

ایشبے مسکرائی۔

وانگن کندھے پر جما کر وانگن اسٹک والا ہاتھ بلند ہوا۔

"لیکن میں نے ایشیز کو فرار ہوتے دیکھا ہے۔"

اسنے ایک نظر چہرہ اٹھا کر اوپر دیکھا تھا۔ اسٹیج کی اوپری جگہ پر چھت نہیں تھی۔ نیلا ساکت آسمان صاف دیکھائی دے رہا تھا۔  
 "ایشیز کی قسمت میں ایسکیپ لکھا ہے۔"  
 وائلن اسٹک تاروں سے ٹکرا چکی تھی۔

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ پورے ہال میں طلسماتی سر پھلنے لگے تھے۔

اے درر فتن



تیری تلاش میں

میں عذاب سے آگ ہوا

اور پھر آگ سے راکھ

"فرار ہونے کے لیے راک ہونا تھا۔ اور راکھ ہونے کے لیے جلنا ضروری تھا

-----"

ایشبے کی آنکھیں پتھر اسی رہی تھیں۔

"اور شاید مرنا بھی ضروری تھا۔"

"مجھے ابھی کچھ اور ضروری کام بھی نپٹانے ہیں ابھی۔" آران کہتا بہت آرام سے اصل کی طرف مڑا پھر کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔

"اوہ مقابلہ تو شروع ہونے والا ہے۔"

اصل نے پستل آران کے سینے پر رکھ دی۔

"کچھ ضروری کام تو مجھ بھی نپٹانے ہیں۔"

"اوہ۔۔۔۔۔ یہ یہ آنکھیں۔۔۔۔۔ ترس گیا تھا میں تو یہ آنکھیں دیکھنے کو۔" آران

ہنستے ہوئے بولا۔

اصل کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ اسکی گردن کی رگیں کھنچیں

۔۔۔ دانت سختی سے بند تھے۔

اصل نے ٹریگر پر زور ڈالا۔

"تم نے مجھے مجبور کیا آران ورنہ میں۔۔۔۔۔" اصل کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی۔

"میں اس حد تک گرنا نہیں چاہتا تھا۔" آران برابر آصل کے لہجے میں بولا۔

"یہی کہنا چاہتے ہونا۔۔۔ فکر مت کرو آصل صاحب، آپکے لیے کوئی حدیں متعین نہیں ہیں۔ آپ سب کر سکتے ہیں۔"

وہی لمحہ تھا۔۔۔ قریب تھا کہ آصل، آران کو شوٹ کر دیتا۔۔۔ کسی بجلی کی سی تیزی سے پسٹل آران کے ہاتھ میں منتقل ہو چکا تھا۔

آصل کی کسی بھی جوابی کارروائی سے پہلے، پسٹل اسکے ماتھے پر تھا۔

آصل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آران کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔"

"پتہ ہے میں آج تک اپنا فرار ان سروں میں ڈھونڈتا آیا تھا۔" آران کہتا آصل کے

ماتھے پر زور ڈال رہا تھا۔

آصل دو قدم پیچھے ہوا۔ آران دو قدم آگے بڑھا۔

"مجھے آج تک اپنے حسد اور جلن سے فرار نہیں مل سکا آصل ادیب گردیزی۔ میں آج

تک سکون سے سو نہیں سکا۔ آگ ہے کہ بجھ کے نہیں دے رہی۔"

آصل قدم قدم پیچھے ہوتا جا رہا تھا۔

"لیکن تکلیف صرف مجھے ہی کیوں ہو۔۔۔۔" کچھ آپ بھی تو کھو کر دیکھئے آصل صاحب۔۔۔۔ "قدم قدم آگے بڑھتے آران نے کوٹ کی جیب سے وہ شیشی نکالی اور آصل کی آنکھوں کے سامن لہرائی۔

آنسوؤں سے بھری وہ شیشی۔۔۔۔

آصل آنکھیں جھپکنا بھول گیا تھا۔ آنکھوں میں سرخ نسیں ابھرنے لگیں۔

"کیا کیا ہے تم نے ایشبے کے ساتھ؟" آصل گن کو بلکل نظر انداز کرتا آران کے گریبان تک پہنچ چکا تھا۔

آران نے کندھے اچکائے۔

وہاں ان آنکھوں میں بے حسی آصل صاف دیکھ سکتا تھا۔

"اسے اس اسٹیج تک تم خود ہی لائے ہو آصل ادیب گردیزی۔۔۔۔"

آران کے لہجے میں ایک دم ڈھیروں غصہ در آیا۔

"اسے یہ فرار کا راستہ تم نے ہی دیکھا یا ہے۔" اسکی آواز بلند ہو رہی تھی۔

کیا آران کی آوازیں دکھ تھا، اصل فیصلہ نہیں کر پایا تھا۔۔۔۔۔ وہ آران کی باتیں  
بلکل نہیں سمجھ پارہا تھا۔

وہ اپنے ہاتھوں میں جلن واضح محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ کیا ہونے جا رہا تھا وہ جانتی  
تھی۔ اس نے آنکھیں بھینچ لیں۔

اگلے ہی لمحے اصل کا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے آگیا۔

اس نے یہ خیال جھٹکنا چاہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں یہی آخری راستہ ہے۔۔۔۔۔ وہ آران اور اصل کے درمیان موجود آخری

پھانس بھی نکالنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔"

اس نے اچانک سے آنکھیں کھول دیں۔

ماحول بدل رہا تھا، وہ محسوس کر سکتی تھی۔

وہاں موجود ریت کے ذرات ہر طرف سے اکٹھے ہوتے فضا میں جمع ہو رہے تھے۔ اور

پھر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ وہ ذرات چمکنے لگے۔

وہاں ہال میں ایک دم سے چے مگونیاں شروع ہو چکی تھیں۔ ہر کوئی ایک دوسرے کی شکل اور کبھی وہاں اسٹیج پہ سیاہ میکسی میں چہرے پر ماسک رکھے وجود کو دیکھ رہے تھے۔  
وائٹن کے سر عجیب طلسماتی انداز میں مہاں موجود ہر ذی روح کو اپنے حصار میں جکڑ رہے تھے۔ وہ سب آنکھیں جھپکنا بھول چکے تھے۔

ایشبے نے تکلیف سے بھنچیں آنکھیں کھول دیں۔ سامنے کا منظر دھندلا رہا تھا۔  
وہاں ہال میں موجود ہر شخص سامنے کھڑی لڑکی کے ہاتھوں میں موجود وائٹن اور اسٹک کو آگ لگتے دیکھ سکتا تھا۔ پر وہ ساکت تھے۔ وہ کچھ کہہ، سمجھ نہیں پارہے تھے۔ وائٹن اور اسٹک مکمل آگ میں جل رہے تھے۔

"ایشبے تم میرے لیے رک نہیں سکتی تھیں۔۔۔۔ کیا مجھ پر ایک مرتبہ مکمل اعتماد نہیں کر سکتی تھیں۔"

وہ آصل کی آواز تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ کہاں سے آرہی تھی۔۔۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔۔۔

آہستہ آہستہ اسکے حواس بھی جواب دے رہے تھے۔ ایک آنسو ٹوٹ کر لڑھکا تھا۔

پھر راہ کے کہیں کھوجانے  
اور میرے وجود کے اختتام تک

پھر راہ کے کہیں کھوجانے

اور میرے وجود کے اختتام تک

آران نے پستل کے ٹریگر پر زور ڈالا۔ آصل کی پشت پل کی رینگ سے جا لگی تھی۔

وہ بے یقینی سے آران کو دیکھ رہا تھا۔

"اے۔۔۔۔۔ اے۔۔۔۔۔ ایش۔۔۔۔۔ ایشبے۔۔۔۔۔" بمشکل یہی ایک لفظ اسکی زبان

سے ادا ہوا تھا کہ

-----

-----



تجھے بھی پالیا

وہاں اس اسٹیج کے درمیان وہ آگ کا مجسمہ بنی کھڑی تھی۔

شکل اور شناخت سے بے خبر۔ وہاں ہر شخص اس وجود کو راکھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔

تمام چمکتے ذرات اسکے احاطہ کر رہے تھے۔ کسی ٹورنیڈو کی طرح مکمل اسکے اطراف کو

ڈھکے اب وہ آہستہ آہستہ ہال کی چھت کی طرف جا رہے تھے۔

اور وہی جو ہے

اختیام میرا

اے درر فتن

وہیں کہیں میں نے

تجھے پالیا۔

چمکتے ذرات کا ٹورنیڈو زمین چھوڑ رہا تھا

وہاں نیچے کچھ بھی باقی نہیں تھا۔

سوائے خالی خلا کہ۔۔۔

ہال کا دروازہ پوری طاقت سے کھلا تھا۔

"ایشبے۔۔۔!" حلق کے بل چلایا گیا تھا۔

لوگوں کا طلسم ٹوٹا تھا۔

آگ کا ٹورنیڈو، فونکس کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

لوگوں کے درمیان رستہ بناتا وہ اسٹیج کی طرف آیا۔

ذرات اونچے ہوتے جا رہے تھے۔

وہ انہیں تھام لینا چاہتا تھا۔ کوئی ایک۔۔۔ آخری ذرہ ہی سہی۔

پر وہ منہ کے بل اسٹیج پر گرا تھا۔

آگ کا وہ پرندہ آسمان کی طرف پرواز کر چکا تھا۔

ہال میں سناٹا چھا گیا۔

"اے۔۔۔۔ ایش۔۔۔۔ ایشبے۔"

رندھی آواز کے درمیان وہ پاگلوں کی طرح اسٹیج پر ہاتھ مار ہاتھ پڑوہاں کچھ بھی نہیں تھا

سوائے راکھ کے چند ذروں کے۔۔۔۔

ختم شدہ۔۔۔

در رفتن

اس نے کامک کا آخری صفحہ پڑھ کر وہاں نیچے اپنے سائٹن کیے تھے۔

سامنے کھڑی فین بہت تجسس سے اسے سائٹن کرتا دیکھ رہی تھی۔ وہاں آڑھے ترچھے

انداز میں ڈبل اے۔۔۔ جی سائٹن کیا گیا تھا۔

سائٹن کر کے اس نے کاپی لڑکی کی طرف سرکادی۔ ساتھ ایک مسکراہٹ بھی۔

"سر میں آپکی بہت بڑی فین ہوں۔ بائے داوے سر۔۔۔ آپ وائلن کے بارے میں

اتنا کیسے جانتے ہیں۔۔۔ کیا آپ کبھی وائلنسٹ رہے ہیں؟"

وہ تجسس سے پوچھ رہی تھی۔

وہ جو ابامسکرا دیا۔۔۔

"سر کیا یہ کہانی حقیقت ہے۔۔۔ سر یہ کہانی بہت عجیب جگہ ختم ہوئی ہے۔۔۔ کیا اسکا سیزن ٹو آئے گا۔؟" وہ نان اسٹاپ بولتی جا رہی تھی۔

وہ ہنس دیا۔

"اگر یہ کہانی کبھی آگے بڑھی تو سیزن ٹو بھی ضرور آئے گا۔" کہتا وہ اگلے فین کی طرف متوجہ ہوا۔

کچھ دیر اور گزری۔۔۔ فین میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ گارڈ کو کچھ ہدایات کرتا وہاں سے چلا گیا۔

کامک کی ایک کاپی اسکے ہاتھ میں تھی۔

گاڑی کے قریب آکر اس نے گاڑی ان لاک کی اور فرنٹ سیٹ پر کامک رکھ کر خود

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ڈیش بورڈ سے ڈرائیونگ گلاسز اٹھا کر لگانا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

"سر کیا یہ کہانی حقیقت ہے۔۔۔"

وہ مسکرا دیا۔

"کیا حقیقت ہے اور کیا دھوکہ اس فرق کو ایک عرصہ ہو اوہ خود بھی جان نہیں پایا تھا  
"۔

گاڑی اپنی راہ پر گامزن تھی۔

مجھے تمہاری ایک بات پر بھی یقین نہیں ہے سیم"

وہ منہ بگاڑتی وائلن بیگ میں ڈال رہی تھی۔ پریکٹس ختم ہو گئی تھی۔ سب بچے اب اپنا  
اپنا سامان سمیٹ رہے تھے۔

"میں نے اس بارے میں بہت سرچ کی ہے بیلا مجھے پورا یقین ہے۔" وہ بھی بضد تھا۔  
بیلا نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا کسی کے آنسو کسی کے زخم ہیل کر سکتے ہیں سیم۔ یا کسی کے ہاتھوں سے نکالتے  
شعلے سب راہ کر سکتے ہیں بھلا۔۔۔ اور یہ فونکس والا کنسپٹ۔۔۔ واٹ اے اسٹو  
پیڈیٹی سیم۔"

کلاس خالی ہو رہی تھی۔ انکی وانلن میم بھی اپنا وانلن بیگ میں رکھ کر اب ایک طرف کرسی پر بیٹھیں بچوں کے جانے کا انتظار کر رہی تھیں۔

سیم نے ایک نظر ٹیچر پر ڈالی۔ شاید وہ ان کی باتیں سن رہی تھیں۔ پھر بیلا کی طرف مڑ کر اپنی آواز مدہم کر لی۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک کمپٹیشن میں وانلن بجاتے ہوئے انہوں نے پورے ہال کو آگ لگادی تھی اور وہ خود بھی راکھ بن کر اڑ گئی تھیں۔ اور پھر ان کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔"

وہاں قریب ہی بیٹھی انکی پنتیس سالہ ٹیچر اپن اسٹوڈنٹ کی اس انفارمیشن پر زیر لب ہنسی تھی۔

بیلا اسکی شکل دیکھ رہی تھی۔

"وہ راکھ ہو گئی تھیں۔"

حیرت سوانیزے پر تھی۔

سیم نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔ فائنلی بیلا نے اسکی بات پر کان تو دھرے۔

"اور پھر دوبارہ کبھی کسی کو دیکھائی نہیں دیں۔ کہتے ہیں وہ ماسک میں تھیں۔ اس لیے کوئی انکی شکل نہیں دیکھ پایا تھا۔" سیم نے اپنی بات جلدی جلدی مکمل کی۔

بیلاب کسی گہری سوچ میں تھی۔

پہلے تو وہ سیم کی شکل دیکھتی رہی۔ پھر ایک دم سے ہنسنے لگی۔ سیم کے کندھے پر ہاتھ مارتی وہ قہقہے مار کر ہنس رہی تھی۔

"یہ ساری کہانی میں ایک کامک میں پڑھ چکی ہوں سیم وہی "در ر فتن" جو مانے مجھے سا لگرہ پر گفٹ کی تھی۔ تم ایک کامک پڑھ کر مجھے بیوقوف بناؤ گے۔ چلو بھئی۔۔۔"

وہ ہنستی اسکی ایک طرف ہوتی کلاس سے باہر نکل گئی۔ وہ یقیناً اونچی اونچی ہنستی جارہی تھی۔ وہ گیلری سے آتے اسکے قہقہے صاف سن سکتا تھا۔

سیم کی شکل بری طرح بگڑی تھی۔

"اب یہ کونسا نیا کامک ہے؟" وہ بھی بڑبڑاتا اسکے پیچھے بھاگا۔

ساری محنت رائیگاں جا چکی تھی۔ اب تو وہ دوبارہ کبھی اس پر یقین نہیں کرنے والی۔ وہ دونوں کلاس میں آخری تھے۔ انکے جانے کے بعد ٹیچر بھی اپنا وائلن بیگ کندھے پر

ڈالتی وہاں سے چل دیں۔

وہاں پیچھے میز پر کافی کے تین مگ خالی پڑے تھے۔ اور چوتھا اسکے ہاتھ میں تھا  
 --- کھڑکی سے باہر جھانکتا ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھا اور دوسرے ہاتھ میں  
 چوتھا مگ پکڑا تھا۔

در رقتن اسکا پہلا کام تھا۔۔۔۔ اور اس سے ہی اسے فیم ملا تھا۔۔۔۔۔ اس نے چہرہ  
 موڑ کر پیچھے دیکھا۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 وہاں میز پر سیزن ٹوکا اسٹوری آئیڈیا پڑا تھا جس پر رہ کام کرنے کا سوچ رہا تھا۔  
 وہ مسکراتا میز کی طرف آیا۔

اس نے دوسرے سیزن کے لیے "یا فتن" نام منتخب کیا تھا۔

پہلا سیزن "در رقتن" یعنی "Escape" تھا۔

دوسرے سیزن کے لیے اسے "یا فتن" یعنی "Find" پسند آیا تھا۔

ایک گہرا سانس خارج کرتا وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

اب تلاشنے کی باری تھی۔

لیکن کون کسے پہلے تلاشے۔۔۔۔ گہری سوچ میں ڈوبا وہ گھونٹ گھونٹ کافی پی رہا تھا

"ایش میم!"

ٹیچر ریسپشن کے سامنے سے گزر رہی تھیں جب ریسپشن گرل نے اسے آواز دی۔

"یس۔" وہ ریسپشن کی طرف آئیں۔

"میم یہ آپکے نام ایک پارسل آیا ہے۔" ریسپشن گرل نے ایک پارسل نکال کر ایش

میم کے سامنے رکھ دیا۔

ایش نے وہ ڈبہ اٹھایا۔ حیرت سے الٹ پلٹ کے دیکھا۔

"حیرت ہے میری اکیڈمی کا پتہ کسے مل گیا۔" کہتیں وہ ریسپشن گرل کا شکریہ ادا کرتی

وہاں سے باہر نکل گئیں۔

اکیڈمی کے باہر بڑے بڑے "glowing words" میں "فونکس اکیڈمی لکھا

تھا۔

وہ اکیڈمی ایک مصروف سڑک پر موجود تھی۔

فلیپر پینٹ پر ہائی نیک اور اوپر سے پیروں تک آتا لنگ کوٹ پہنے جو کہ آگے سے اوپن تھا۔ سر پر شفون کا سکارف لپیٹ رکھا تھا۔ یوں کے سامنے سے اسکی لٹیں اسکارف سے باہر جھانکتیں اب ہوا کے ساتھ اٹکھیاں کرنے میں مصروف تھیں۔

فٹ پاتھ پر کھڑی وہ کیب کا انتظار کر رہی تھیں جب اچانک سے کسی نے اسکے سر پر کوئی بہت بڑی سی چیز رکھ دی۔ جس سے ایش کا پورا سر ڈھک گیا۔

وہ بجلی کیسی تیزی سے مڑی تھی۔ سر پر رکھی وہ چیز اتاری۔ وہ منی ماؤس کا سر تھا۔

وقت سیکنڈ کے سویں حصے میں اسے کرنٹ سا لگا تھا۔ منی ماؤس کا سر اسکے ہاتھ سے

چھوٹ گیا تھا۔ لیکن زمین پر گرنے سے پہلے اسے پکڑ لیا گیا تھا۔

"اوہو میرے کا سٹیوم کا ہی کچھ خیال کیجئے مادام۔ خراب ہو گیا تو میں اور کہاں سے

خریدوں گا۔ ہو۔" کہتا سامنے کھڑا شخص اب اپنی آستین سے منی ماؤس کے سر سے

مصنوعی مٹی صاف کرنے لگا۔ پھر اپنی جیب سے ایک لپ اسٹک نکالی اور بہت نفاست

سے منی ماؤس کے لگا کر واپس جیب میں ڈال لی۔

"پرفیکٹ۔" وہ منی ماؤس کا سر دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

وہ سامنے کھڑی بس اسکی شکل دیکھتی رہ گئی تھی۔ وائلن بیگ اسکے کندھے سے اتر کر

گرچکا تھا۔ لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔

"تم؟"

سامنے کھڑے شخص نے سراٹھایا۔

"جی۔۔۔ میں؟" خود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں کہا گیا۔ معصومیت

عروج پر تھی۔

"کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟" اگلا سوال اس سے زیادہ معصومیت بھرا تھا۔

اچانک سامنے بنی عمارت پر چلتی اسکرین پر کسی کا مک آرٹسٹ کا انٹرویو چلنے لگا۔

ایش نے ایک نظر اسکرین پر ڈالی۔ پھر سوالیہ نگاہوں سے سامنے کھڑے شخص کو

دیکھا۔

"کون یہ۔۔۔۔۔ ہاں میری شکل اس شخص سے بہت ملتی ہے۔۔۔۔۔ پر میں یہ نہیں ہوں

--- آہہہہ--- میں تو بس ایک غریب ساور کر ہوں۔"

ایش نے زمین پر پڑا بیگ اٹھایا تھا اور پوری قوت سے سامنے کھڑے شخص کی ٹانگوں پر  
دے مارا۔

کاسٹیوم کی وجہ سے اسے چوٹ نہیں لگی ہوگی وہ جانتی تھی۔ لیکن سامنے والے کی  
ایکنگ عروج پر تھی۔

وہ وہیں زمین پر بیٹھ گیا۔

"ہائے میں مر گیا۔۔۔۔۔ غریب کی ٹانگ توڑ دی۔۔۔۔۔ ہائے۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایش نے بیگ اٹھایا اور وہاں سے چل دی۔ آنکھیں کبھی بھی جھلکنے کو تیار تھیں۔

اس سے پہلے کہ وہ جھلک ہی پڑتیں۔۔۔۔۔ پیچھے سے کسی بجلی کی تیزی سے دو ہاتھ آئے  
اور اسکی دونوں آنکھوں پر ٹشور کھدیئے گئے۔

"رونامت۔۔۔۔۔ رونامت۔۔۔۔۔ میں مزاق کر رہا تھا۔"

وہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ پچھلے پانچ سالوں سے پڑا ڈھیروں بھارا ایک دم سے چھٹ گیا  
تھا۔

"تم سب جانتے تھے۔۔۔۔ تم جانتے تھے کہ میں کہیں نہیں گئی۔۔۔۔ میں یہی

ہوں اسی زمین۔۔۔ اسی شہر میں۔" وہ تھک سے لہجے میں بولی۔

"میں تمہیں ہمیشہ سے جانتا ہوں ایشبے بہت پہلے سے۔۔۔ بہت اچھے سے۔۔۔"

اس نے ایشبے کو کندھوں سے تھامتے ہوئے اپنی طرف موڑا۔

"تم ایک معجزہ ہو ایشبے اور تمہیں مجھ سے زیادہ یقین کرنے والا کبھی نہیں ملے گا۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی۔

اسے یقین آگیا تھا۔۔۔ اسے یقین آگیا تھا کہ اسے اصل سے زیادہ یقین کرنے والا کوئی

اور نہیں ملے گا۔

ایشبے اچانک اپنی جیب میں کچھ ڈھونڈنے لگی۔

"اوہ یہ رہا۔" اسک ہاتھ کچھ لگا جسے اس نے جیب سے باہر نکالا۔

وہ ایک انگوٹھی تھی۔

"یہ میں نے ایک اسٹوڈنٹ سے اتروائی تھی۔" ایشبے نے اسے اصل کے چہرے کے

سامنے کیا۔

"اوہ۔۔۔۔ بہت ظالم ٹیچر ہو بھی تم۔" آصل نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی۔

ایشبے ہنس دی۔

آصل کی مسکراہٹ سمٹی۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین کرنے میں وقت لگ رہا تھا

۔۔۔ وہ ہنس رہی تھی۔ اسے لگا اسکے دل میں ڈھیروں سکون اتر گیا ہو۔

ایشبے نے اپنے کندھے سے آصل کا ایک ہاتھ اٹھایا اور ہاتھ میں پکڑی انگوٹھی آصل کے

ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں ڈال دی۔ پھر آصل کا ہاتھ لہرا کر چیک کیا۔

"پرفیکٹ۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بالکل آصل کے لہجے میں بولی تھی۔

وہ ساکت سا کھڑا ایشبے کی حرکت دیکھ رہا تھا۔

"واٹ۔" ایشبے نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"تم میں ذرا اثرم نہیں ہے۔ جب کوئی پروز کرے تو تھوڑا اثرماتے بھی ہیں۔" ایشبے

کمال ایکٹنگ کرتے ہوئے بولی تھی۔

"اوہ۔۔۔۔۔" آصل کو ہوش آیا۔

اس نے فوراً رخ پھیرا۔

ایشبے کی طرف پشت کیے وہ کسی کاروائی میں مصروف تھا۔ چند سیکنڈ بعد وہ واپس مڑا۔  
 لپ اسٹک مل کر گال لال کیے جا چکے تھے۔ گویا کسی حسینہ کے گال مارے شرم کے  
 لال ہو چکے ہوں اور بس خون باہر ٹپکنے ہی والا ہو۔

"اوہ۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ مجھے شرم آرہی ہے۔" زنانہ آواز نکالتا وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ  
 چھپا رہا تھا۔ پھر ایک ہاتھ کی انگلی دانتوں میں دے کر دوسرے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی  
 دیکھنے لگا۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 "اوہ۔۔۔۔ اوہ مجھے تو شرم آرہی ہے۔" واپس چہرہ ڈھک لیا گیا تھا۔

ایشبے کا ہنس ہنس کر برے حال تھا۔

"تلاش کرنے ہمیشہ وہی آئے گا یہ تو طے تھا۔۔۔۔۔ معجزوں کے پیچھے ہمیشہ یقین  
 کرنے والے ہی آیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔"

"اے لڑکی چل یہاں سے اٹھ۔" وہ کوئی بہت ہی موٹی تازی قیدی عورت تھی۔

آج اتوار تھا۔۔۔ تمام قیدی عورتوں کو باہر کھلے احاطے میں نکلنے کی اجازت دی گئی تھی۔

وہ بھی ہاتھ میں میٹھا بن پکڑے ایک طرف بیٹھی تھی جب ایک موٹی عورت نے اسے اسکی جگہ سے اٹھا دیا۔

آلانی خاموشی سے وہاں سے اٹھ گئی۔ لیکن خاموشی سے وہ وہاں سے اٹھی تھی۔ اس موٹی عورت کے بیٹھنے سے پہلے اس نے اس جگہ پر تھوک دیا۔ عورت جان چکی تھی لیکن اس سے پہلے وہ وہاں بیٹھ چکی تھی۔

"ابے تیری تو۔۔۔" غصے میں بن کھاتی وہ عورت واپس اٹھی اور اٹھتے اٹھتے اپنا وزن سنبھالتے ہوئے گرتے گرتے آلانی کی طرف آئی۔

آلانی بے تاثر جہرے کے ساتھ دو قدم پیچھے ہوئی۔ عورت نے آلانی کے سر پر ایک مکا جڑنا چاہا۔ آلانی نے فوراً جھکائی دی اور وہ عورت اپنے مکے کے ساتھ ہی زمین بوس ہو گئی۔

لاپراوہی سے بن کھاتی آلانی اندر چل دی۔



"آلانی۔۔۔۔" آصل بے یقینی سے اسے دیکھے گیا۔

پولیس کا سائرن قریب آرہا تھا۔

آصل نے مڑ کر آران کو دیکھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑتا اسکا بے جان ہوتا

وجود رینگ سے پھسل کر دریا کی لہروں میں جا ملا تھا۔

"یہ آپکی ایشبے کے لیے۔" آلانی کی آواز کسی گہرے کنویں سے آئی تھی۔

آصل جاگا۔ وہ فوراً اپنی کار کی طرف بھاگا تھا۔ اسے ایشبے تک پہنچنا تھا۔

پولیس آچکی تھی۔ آلانی نے خاموشی سے سرینڈر کر دیا۔

دوسری نظر بھی آصل پر نہیں ڈالی۔۔۔۔ اس نے خود کو اس بھار سے بری کر دیا تھا۔

ٹی وی آف کر کے اس نے کروٹ بدلی تھی۔۔۔ اور آنکھیں موندھ لیں۔

مسکراہٹ تھی کہ ایشبے کے چہرے سے غائب ہی نہیں ہو رہی تھی۔ آصل کو وہیں

ڈرامے کرتا چھوڑ کر وہ آچکی تھی۔

دونوں بھائی کالج گئے ہوئے تھے۔ امی شاید گروسری لینے گئی تھیں۔ اپنی ذاتی اکیڈمی بنانے کے بعد اس نے گھر بھی بدل لیا تھا۔ ابو دوسری شادی کر کے ان سے الگ ہو چکے تھے۔

وائٹن بیگ ایک طرف رکھتی۔ بوٹس اتار کر کوٹ اتارتی وہ اپنے کمرے میں آئی۔ مسکراہٹ تھی کہ کسی طور کم ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"اوہہہہہ۔۔۔۔۔" کچھ یاد آنے پر ایشبے نے پرس سے وہ چھوٹا سا پارسل نکالا۔ جو اسے

تقریباً بھول ہی گیا تھا۔

"ویل ل۔۔۔۔۔ میں نے اپنی اکیڈمی کا پتہ کبھی کسی کو دیا تو نہیں ہے۔"

سوچتی وہ پارسل کھولنے لگی۔ اندر ایک چھوٹی سے، مضبوط سی ڈبیا تھی۔ ایشبے نے حیرت سے ڈبیا کھولی۔

وہاں سیاہ رنگ کے نرم سے کپڑے میں کچھ لپٹا پڑا تھا۔ ساتھ ایک چھوٹا سا نوٹ تھا۔

ایشبے نے نوٹ کھولا۔

"آپکی امانت ایشبے ڈیر۔۔۔۔۔ ان قیمتی آنسوؤں کا بہت شکریہ۔ انہوں نے کسی کی جان

بچالی۔ بے شک یہ اسی وقت کے لیے تھے۔"

ایشبے ٹھٹھکی۔ اس نے ڈبیہ سے کپڑا کھولا۔ اندر چھوٹی سی چمکتی شفاف شیشی پڑی تھی۔  
ایشبے نے جھپٹتے ہوئے اسے باہر نکالا۔

وہ اسکا ٹیئر کلیئر تھا۔

ایشبے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

یہ تو اس نے کھو دیا تھا۔ یہ کسی کے پاس تھا۔ کہاں سے آیا، اور اس میں بھرے آنسو  
وہ۔۔۔۔ وہ کہاں گئے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایشبے کا دل سینے سے باہر نکلنے کو ہی تھا۔

"کیا کوئی اور بھی ہے جو ایشبے کو جانتا ہے۔"

وہ واپس کھڑی نہیں ہو پارہی تھی۔

"پر کون؟"

-----

ایک تلاش کر چکا تھا۔ ایک کو تلاش کرنے کا کہا جا رہا تھا۔ وقت اب "یا فتن" پر کام کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

ختم شدہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین